الحمد للہ والمنۃ کہ این ...

سنہ ۱۳۲۷ھ

جام جہاں نما

سنہ ۱۹۰۹ع

از تالیفات [illegible] سید سجاد حسین صاحب ساکن بھیرہ سادات مدظلہ

مطبع یوسفی دہلی طبع شد

بطور ضمیمہ چھپی ہے۔ میں نے چھٹی مذکور میں بالفاظ صاف لکھدیا کہ بندہ آپ سے زبانی گفتگو کرنے
کے لئے لکھنؤ میں حاضر ہوکر جلسۂ مناظرہ کی شرکت کو پسند کرتا ہے مگر قبل از انعقاد جلسہ وہ باتیں
قید قلم میں آجانی چاہئیں جنپر مباحثہ ہوگا۔ نحیف نے بطور مختصر ایک فہرست (۱۸) نمبر ونپر امورات
تصفیہ طلب کی دے دی تھی اور لکھدیا تھا کہ بار ثبوت تمام نمبروں کا میرے ذمہ ہے سب کو
کتب اہل سنت سے ثابت کردیا جائے گا آخر چھٹی پر یہ بھی لکھدیا تھا کہ اگر آپنے بنا رمناظرہ
قایم کرکے ڈگری حاصل کرلی تو مبلغ ایک ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا نہایت افسوس سے کہا
جاتا ہے کہ مولوی صاحب موصوف کا تمام زور شور کھلی چھٹی کے معاینہ سے ہنڈیا کے اُبال
کی طرح غائب غلّا ہوگیا۔ مناظرہ تو کیا کرتے جواب بھی نہ لکھ سکے۔ نمبر ہائے متذکرہ سے ایک
نمبر کا ثابت ہوجانا بھی بیخ کن مذہب حنفیہ ہے نظر برآں حقیر نے (۱۸) نمبر پر (۳۴) نمبر اور
اضافہ کرکے (۱۲۵) کئے اور ہر نمبر کے مضمون کا ثبوت کُتب معتبرہ اہل سنت سے حوالہ قایم
کرکے ایک پورا رسالہ مسمّی بہ (جام جہان نما) لکھدیا ترتیب یہ رکھی ہے کہ اوّل کھلی چھٹی
لکھی ہے تاکہ ناظرین کو حقیقت حال پر آگاہی ہوجائے بعد ازاں بعد رسالہ مذکور جو اہل سنت
نظر انصاف سے دیکھیں گے انپر مذہب کی وقعت ظاہر ہوجائے گی یہ رسالہ بعنایت الٰہی ایسا
ترغیب پذیر ہوا ہے کہ طالبان حق کو ہزارہا معاملات صرف ایک کتاب کے دیکھنے سے معلوم
ہوجائیں گے۔ آخر کھلی چھٹی پر میں نے چند رؤسار شیعہ کے اسمار گرامی لکھے ہیں جن سے
ایک ہزار دے دینے کا مولوی صاحب سے وعدہ کیا گیا تھا وہ تو اپنی خوش قسمتی سے
نہ لے سکے اب مکرر اعلان کرتا ہوں کہ جو عالم اہل سنت (۱۲۵) نمبروں کے مضامین کا ردّ بحریر
حقیر کُتب اہل سنت میں نہونا ثابت کردے گا اسکو رؤسار مندرجہ کھلی چھٹی سے پانچہزار روپیہ
انعام دلادیا جائیگا اگر اہل سنت اپنے مذہب کو حق جانتے ہیں تو تیار ہوکر میدان میں آئیں
ہماری تحریر کو غلط ثابت کرکے زر کثیر سے جیب بھر لیں۔
میں ثبوت پیش کردہ خود کو ایسا سچّا اور صحیح سمجھتا ہوں کہ بعد خدا دعوی سے کہ سکتا ہوں کہ

کہ تمام دنیا کے علمائے اہل سنت رسالہ ہذا کے مقابلہ میں قلم اٹھانے کی انشاء اللہ جرأت نہ کریں گے وما توفیق الا باللہ حسبی حسبی حسبی

کھلی چٹھی بخدمت جناب مولوی عبدالحکیم صاحب مددگار جان نثار اخبار النجم لکھنؤ منجانب سید سجاد حسین مصنف رسالہ سجادیہ وغیرہ متوطن بہیڑہ سادات ڈاکخانہ تسنگ ضلع مظفر نگر

حامی ملت کاذبین معین مسلک غادرین شیفتہ خائنین۔ خادم ائمین جناب مولوی عبدالحکیم صاحب طول عمرہ۔ بعد شوق ملاقات آنکہ آپ کا مصنفہ رسالہ جس کا نام تقیہ کی کرامات ہے مطبوعہ فخر المطابع وکٹوریہ گنج لکھنؤ میری نظر سے گذرا افسوس ہے کہ آپ نے اس مسئلہ میں بحث شروع کی جو کہ منجانب فرقہ سنیہ نہ یکبار دوبار بلکہ بارہا پیش ہو کر اس طرح گھٹ گیا ہے کہ جیسے محمد ہاشم بریلوی کی دوکان کا سرمہ آپ پر لازم تھا کہ اول اُن کتب ضخیم کو رد فرماتے جو کہ بجواب تحفہ ومنتہی الکلام وآیات بینات وہدیۃ الشیعہ وغیرہ علمائے شیعہ نے لکھ کر اکابر اہل سنت کے منہ کا بخیہ رشتہ کلام سے یہ ایسی مضبوطی کیا ہے کہ جس کے ایک ٹانکہ کا ادھیڑنا تمام خیاطان شیعہ کے امکان سے باہر ہے بُرا نہ مانیے امر واقعی پر نظر کیجیے آج ہر عالم اہل سنت گرفتار پنجہ شیعہ ہے کسی بزرگ کی آنکھ کو عبقات الانوار وتشیید المطاعن وبوارق وجواہر عبقریہ وحسام الاسلام وذوالفقار کی چمک نے چوندھیا کر شپرک صفت بنا رکھا ہے کوئی صاحب استقصار الافحام کی گہری خندق میں پا شکستہ ہو کر الٹی پلٹی سانس لے رہے ہیں ایک صاحب کا رمی الجمرات کے سخت سخت ڈھیلوں سے دماغ ماؤف ہو رہا ہے محمد قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند تحفۃ الاشعریہ کے حجرہ تاریک میں زیر حوالات ہیں مولوی خلیل احمد صاحب تصویر غالب ومغلوب کی معائنہ سے مثل پیکر بیجان ہو رہے ہیں۔ احمد حسن رسوا مولف الحقیقت۔ اصل حقیقت کے برج میں نظر بند ہیں رحیم اللہ بجنوری احقاق الحق کے گڑھے میں اوندھا منہ کیے ہوئے پڑے ہیں محمد قاسم پیرزادہ رسالہ سجادیہ کی جھپٹ سے خارج از عقل ہو کر فکر جواب میں سرگرداں ہے قاضی احتشام الدین مراد آبادی مولف نصیحۃ الشیعہ رسالہ روشنی کی شعاعوں سے خیرہ چشم ہو کر آنکھ بند کیے ہوئے سیدھے زمین میں چلے گئے

ابو القاسم الہ آبادی و ولایت حسین ضلع گیا جنھوں نے بہ نیابت خوارج حضرت امیر کے ایمانیں بحث کی تھی رسائل ذیل عشرہ کاملہ اخسار کشف الحجاب تشفی خوارج و نئی سکت المخالف وغیرہ کے جنگی پہرہ میں سنگینوں کی نوکوں سے پشت میں چھید کرا رہے ہیں جہانگیر خان تنکوہ آبادی جنھوں نے اظہار الہدےٰ لکھکر فارس میدان کلام شیخ احمد مرحوم مصنف انوار الہدےٰ کا منہ چڑایا تھا معیار الہدےٰ مطبوعہ مطبع یوسفی دہلی کے ورق آخر پر اپنے کفر کے فتاوے کی عبارت پڑھ پڑھ کر بار ندامت سے نیچی گردن کیے ہوئے تنکے چن رہے ہیں غرضکہ جمیع متکلمین اہل سنت کو علمائے شیعہ نے زنجیر تحریر میں ایسا جکڑ بند کیا ہے کہ حداد کامل فن ہزار تدبیر کریں اور جس کے کارخانہ سے کوئی تیز چھری منگوائیں مگر ممکن نہیں کہ ایک کڑی کو بھی ضرر پہنچ سکے ایسے پکے ولایتی لوہے کی زنجیر ونمیں سب کو باندھا گیا ہے کہ لاکھوں من کوئلہ پھونکنے سے بھی گرمی نہ پہنچے گی اگر آپ کے قلم و زبان میں معمول سے زیادہ طاقت تھی تو لازم تھا کہ مقیدان سلسلہ کلام کو چھوڑا لیتے اگر اب بھی جناب اپنے بزرگوں کو حوالات شیعہ سے چھڑا لے جائیں گے تو وہی ناموری حاصل کریں گے جو کہ ولد صالح کیا کرتا ہے جن قیدیوں کا ذکر کیا ہے وہ سب اپنی اپنی تالیفات میں تقیہ پر بحث کر چکے ہیں جبکہ متکلمین اولین اس مسئلہ اور دیگر مسائل میں لب کشا ہونے سے حبس دوام کی سزا پا چکے ہیں تو آپ اسی قابل سزا میں گفتگو کرنے سے آپ کب بچ سکتے اے حضرات علمائے شیعہ نے تحفہ و منتہی الکلام وغیرہ جمیع کتب سنیہ کو مردود کر کے ایسا سنگین بوجھ آپ کے علماء کی گردن پر رکھدیا ہے کہ بار ندامت سے کوئی زندہ عالم سر نہ اٹھا سکے گا تمام مناظرین سنیہ کتب شیعہ کی عدم جواب دہی سے نادمانہ طور پر مثل پیر ہفتاد سالہ سر جھکائے پشت خم کیے ہوئے میدان حشر میں آئیں گے اہل محشر انکو دیکھکر کہیں گے کہ وہ یہی گروہ ہے جن کے سر پر علمائے شیعہ نے صدہا کتابوں کا بوجھ مثل کوہ ہمالہ رکھدیا ہے سچ فرمائیے اس صدمہ سے کبھی جواب رحمت مبدل بہ کلفت بھی ہوئی ہے کہ آپ یا آپکے اسلاف سے اجوبہ شیعہ کا جواب الجواب نہیں ہو سکا شریف آدمی کے لئے ڈوب مرنیکا مقام ہے کہ اپنے بزرگوں کو جیلخانہ میں للکوب دیکھے اور انکی کچھ امداد نہ کر سکے علمائے اہل سنت طرح طرح کے مطاعن اور

الزامات کے گھونسے کھا رہے ہیں ایک ایک کتاب طوق گردن بنی ہوئی گلا گھونٹ رہی ہے مگر ان
کے اذناب اخلاف ایسے باحیا ہیں کہ ان بیچاروں کی رہائی کا کچھ انتظام نہیں کر سکتے ایسی ناکارہ
اولاد سے تو آدمی اوت پوت بھلا جو کہ بزرگوں کی پیشانی سے داغ بدنامی مٹانے میں کوشش کرے
شیعہ نے شاہ صاحب وحیدر علی صاحب وغیرہ کے بجرم کذب نویسی وافتراپردازی ایسے خاردار
تازیانہ قلم لگائے ہیں جن کے دو دو انچھ نشان مثل ضرب بید ابھرے ہیں جو کبھی مٹنے والے نہیں
تعجب ہے کہ ایسے سزا یافتہ گوٹے کا مرید انہیں مضامین مردود کو پیش کرے جن کے پیش کرنے سے
اگلے پابجولاں کئے گئے ہیں ۔ جناب من تقیہ اور دیگر معاملات متنازع سنی وشیعہ کے معرض بحث
میں لانے کا اب آپکو قانوناً منصب حاصل نہیں ہے کیونکہ آپ کے دعوے کو درج رجسٹر ہونے سے
دفعہ ۱۲ ضابطہ دیوانی روکتی ہے جبکا یہ منشا ہے کہ جو معاملہ ایکمرتبہ دائر ہو کر فیصلہ پا چکا ہو وہ مجدداً
مابین انہیں لوگوں کے نمبر پر نہیں چڑھ سکتا دیکھو آپ کے مذہبی عالم مولوی خلیل احمد مولف ہدایات
الرشید جن کی کتاب طرفۃ الکرامہ کو الہامی سینوں نے مشتہر کیا تھا اور ہدایات الرشید کو نمونہ عجائب
قدرت خداوندی کا خطاب دیا ہے ابتدائے ہدایات الرشید میں تحریر فرماتے ہیں کہ کوئی
مسئلہ ایسا نہیں جسکی تحقیق میں علمائے فریقین نے جد وجہد کو بحد غایت نہ پہنچایا ہو ہر گاہ حسب
تسلیم عالم موصوف مسئلہ تقیہ بھی بذیل دیگر مسائل معرض بحث میں آکر تصفیہ پا چکا ہے ۔ لہذا آپ
کو اس کے پیش کرنیکا اب کوئی استحقاق نہیں مگر چونکہ آپ عرضی دعوے داخل کر چکے لہذا اخلاق
مقتضی ہے کہ بمفاد واما السائل فلا تنھر آپ کو احاطۂ عدالت سے باہر نہ کیا جائے ۔ بسم اللہ آیئے
جیلخانہ وسیع ہے انہی حوالات میں جناب کو بھی ٹھو کے دیتا ہوں جسمیں بڑے بڑے جغادری ٹھکے ہوئے
ہیں حوالات کے نیچے کے درجہ میں جو کہ موسوم بہ اسفل السافلین ہے آپ کو جگہ دی جائے گی بعد ختم مراتب
ابتدائی گذارش ہے مطالب مندرجہ رسالہ سامی کے معائنہ سے واضح ہوا کہ حسب عادات ذمیمہ جہلاد
کوئی بدو نالائق وخلاف تہذیب لفظ نہیں رہا کہ جسکو آپنے بمقابلہ شیعہ استعمال نہ فرمایا ہو مثلاً ملحد و
منکر و روسیاہ وغیرہ وغیرہ اسپر یہ ترقی کی ہے کہ آئمہ شیعہ کو ان لفظوں سے یاد کیا ہے جنکو میں زبان

قلم پر لانا پسند نہیں کرتا دیکھو اپنے رسالہ کرامات تقیہ کو۔ تقیہ کی بحث جو آپ نے چھیڑی ہے وہ
صرف افتتاح باب کلام کے لئے ایک بہانہ تجویز کیا ہے ورنہ اصل مطلب شیعہ کی توہین کرکے
اپنے دینی بھائیوں کنجڑے قصائیوں۔ دھوبیوں۔ بھٹیاروں۔ بنجاروں کا دل خوش کرنا
مدنظر ہے نیز آپ نے اپنے برادران موصوف الصدر کو صفحہ ۲ سطر ۷ پر یہ بھی باور کرایا ہے
کہ علمائے شیعہ صرف تحریری مناظرہ کرتے ہیں زبانی گفتگو سے سینوں کے مقابلہ میں انکو بالکل انکار
ہے اور ہمیشہ انکار رہے گا (۱۶) صفحہ کے رسالہ میں اٹھارہ جگہ آپ نے مناظرہ لسانیہ سے شیعہ کا
درماندہ ہونا ظاہر کیا ہے چنانچہ صفحہ ۹ پر آپ رقم زن ہیں دو علمائے شیعہ کو مناظرۂ زبانی سے
بالکل انکار ہے محض خامہ فرسائی کرنیمیں انہماک بسیار ہے کیونکہ اپنے گھر میں بیٹھ کر ایسی باتیں لکھ
دیتے ہیں کہ کوئی ہاتھ پکڑنے والا نہیں ہوتا۔ اب ذرا سیدھے ہو بیٹھیے میں تقریری اور تحریری
مناظرہ کے لئے تیار ہوں اور اطمینان بخش جواب دینے کے لئے قلم اٹھاتا ہوں۔ مگر یہ خوف نہ کیجئے
کہ میں آپ کے بیہودہ لفظوں کا کوئی جواب دوں گا ہم بوترابی ہیں اور آپ معاویہ شاہی جس
طرح آپ کے خلیفہ پنجم حضرت امیر معاویہ جناب امیر کو گالیاں دینے اور دلایا کرتے ہیں وہی فعل
آپ نے اختیار کی ہے دیکھو جلد ۲ صحیح مسلم مطبوعہ مطبع انصاری دہلی کا صفحہ (۲۷۸) جسمیں معاویہ کا حضرت
امیر کو گالیاں دینا اور دلانا لکھا ہے نہ اس بیہودہ گو کو گالی سے کبھی حضرت امیرؑ نے جواب دیا اور
نہ ہم بوجہ شرافت آپکے مقابلہ میں تناسی مرتضوی صدائے گنبد ہونے کو پسند کرتے ہیں ممکن تھا
کہ بفحوائے کلوخ انداز را پاداش سنگ است میں بھی جناب کو کافر و زندیق و ملحد و مشرک فرعون
و ہامان و بچہ شیطان و سر کردہ لشکر دجال کہکر اپنا دل خوش کر لیتا اور آپ چونکہ ابتداءً بیہودہ
سرائی کر چکے ہیں لہذا خود ندامت زدہ ہو کر دم بخود ہو جاتے مگر چونکہ ہم بمقتضائے شرافت ایسی
الفاظ ناشائستہ کا استعمال بُرا جانتے ہیں۔ لہذا اس رفتار کو چھوڑ کر محض اس حد تک گفتگو کرنا
چاہتے ہیں جسکو آپنے چند موقع پر مناظرہ لسانی سے محدود فرمایا ہے جناب تحریر فرماتے ہیں کہ گھر
میں بیٹھ کر کتاب لکھدینا اور بات ہے اور بالمقابل گفتگو کرنا دوسرا امر ہے بندہ برادر اگر آپ

انصاف فرمائیں گے تو گھر میں بیٹھ کر کتاب لکھنے کے اعتراض کو واپس لینگے کیونکہ علمائے شیعہ
نے جو کتابیں لکھی ہیں یہ اُن لوگوں کے جواب میں ہیں جنھوں نے اندر خانہ نشین ہوکر دوات و
قلم سے کام لیا ہے اگر بالمقابل درباب امور مذہب مشغول کتابت ہونا اور باہم گرد و قدح کرنا
کوئی جرم ہے تو پہلے مجرم علمائے اہل سنت ہیں جو کہ اسباب خاص میں اولاً مباشر ہوئے ہیں دیکھئے کہ
ہندوستان میں سب سے اول دہلی شریف میں جناب شاہ عبد العزیز صاحب نے اپنے مکان کے کونے
میں روئے مبارک پر گھونگٹ ڈال کر تحفہ اثنا عشری لکھّا میرے پاس اس بات کا ثبوت کہ بوقت
تحریر تحفہ شاہ صاحب کا چہرہ نقاب ندامت سے ڈھکا ہوا تھا یہ ہے کہ صاحب ممدوح نے مثل عروس
باحجاب تعلقات تحفہ سے اپنی ذات کو ایسا چھپایا کہ حافظ غلام حلیم کے نام سے اپنے مؤلفہ رسالہ کو
موسوم کیا براہ کرم گستری شاہ صاحب کی روح کو بذریعہ مسمریزم طلب کیجئے یا کلکتہ میں ملاقات
اموات کا جو ٹون ہال ہے وہاں جائے بعد ادائے فیس معمولی منیجر کارخانہ سے کہئے کہ ہم ایک مردہ صد سالہ
سے ملنا چاہتے ہیں فوراً شاہ صاحب پردے سے برآمد ہوں گے مودبانہ سلام کر کے پوچھئے کہ حضور نے
یہ خلاف عقل کیا کام کیا کہ خلوت سرا میں بیٹھکر تحفہ لکھّا لازم تھا کہ ایک اشتہار اطراف عالم میں شائع کرادیتے
کہ جسکو امور مذہبی میں مناظرہ منظور ہو وہ دہلی میں آنکر ہم سے بر سر مباحثہ ہو موقعہ پاکر یہ بھی دریافت
فرمائیے کہ حضور نے اپنا نام گم کر کے جو حافظ غلام حلیم سے تحفہ کو منسوب کیا تھا یہ پردہ داری از روئے
تقیہ تھی یا توریتہً یا یہ کہ حیار عثمانی اسکا باعث ہوئی تھی وہاں سے اٹھکر مولوی حیدر علی صاحب مؤلف
منتہی الکلام سے ملئے گھر میں بیٹھ کر کتاب لکھنے اور مناظرہ زبانی کے اعلان نکرنے کا سبب دریافت فرمائے
مولوی محمد قاسم نانوتوی متوطن ضلع سہارنپور بانی مدرسہ دیوبند سے ملاقات کیجئے اور کہئے کہ حضرت
آپ تو بڑے عاقل تھے یہ خلاف عقل کیا کام کیا کہ زنانخانہ میں بیٹھکر رسالہ ہدیۃ الشیعہ لکھ ڈالا کبھی فرقہ
شیعہ کو زبانی مناظرہ کے لئے کیوں نہ مدعو فرمایا قاضی احتشام الدین صاحب مولف نصیحۃ الشیعہ
سے کہئے گا آپ پر نئی روشنی کا اثر اتنا بھی نہ پڑا کہ میدان میں آنکر شیعہ سے بر سر مخاصمہ ہوتے گھر میں بیٹھکر
کتاب لکھنا چنداں قابل توصیف نہ تھا میں کہاں تک پرانے مردوں کے نام لوں آپ کے

آپ کے جتنے بزرگ ہیں سب نے گھر میں بیٹھ کر کتابیں لکھی ہیں پس یہ اعتراض آپ کی ذات سے ایسا چسپاں ہوگیا جیسا کہ لاعن بے محل سے لعن چونکہ علمار موصوف الصدر کی روح بقاعدہ مسمریزم طلب کیجائے گی لہذا میں اُن کے مقام و مسکن کا پتہ بتائے دیتا ہوں تاکہ آپ کے معمول کو تلاش کرنے میں دقت نہو - سیدھا آنکھ بند کئے ہوئے معاویہ نگر میں چلا جائے مروان ٹولہ میں یہ سب بزرگ ایک جگہ ملیں گے ان مردہ علمائے فارغ ہو کر زندہ لوگوں سے ملاقات کیجیے مولوی مہدی علی مولف آیات بینات و جہانگیر خاں صاحب لکھنوی آبادی مولف اظہار الہدے و رحیم اللہ بجنوری مولف ابطال اصول شیعہ و محمد خلیل احمد صاحب مولف ہدایات الرشید و مولوی احمد حسن بجنوری مولف الحقیقت و دیگر متکلمین موجود الوقت سے بصد غیظ و غضب کہیئے کہ آپ صاحبوں نے مکانوں کے دروازے بند کر کے تخلیہ میں بمقابلہ شیعہ کتابیں کیوں لکھیں لازم تھا کہ مرد بنکر میدان میں اُن کے سامنے آتے جیسا کہ میں مثل گودرز وافراسیاب چھاتی ٹھونک کر کھڑا ہوا ہوں جناب والا اگر آپ کے علمار مکانوں میں روپوش ہو کر کتابیں نہ لکھتے اور سنت سامی پر عامل ہو کر لسانی مناظرہ کے لیئے تیار ہوتے تو ہمارے علمار بھی وہی روش بوقت جواب نویسی اختیار فرماتے چونکہ تحریر کا جواب تحریر اور تقریر کا تقریر ہوتا ہے لہذا باتباع طرز اہل سنت منجانب شیعہ کتابیں لکھی گئیں اگر یہ جرم ہے تو مجرم اس کے آپ کے فرقہ کے علمار ہیں جو کہ بادی بہ تحریر ہوئے ہیں اگر آپ کچھ اقتدار رکھتے ہیں تو سب کو یہ فرد جرم سنا کر کہ بجائے زبان قلم سے کیوں کام لیا قید نہیں تو بید ہی کی سزا دیجیے اگر جناب خفا نہوں تو ایک بات دریافت کرتا ہوں سوچ سمجھ کر جواب دیتا ہر گاہ آپ کے علمار رہرو مسلک ناجائز ہو کر مبتدی یہ مناظرہ تحریری ہوئے اور شیعہ نے اسی طرح پر جو کہ لابدی و لازمی طریقہ ہے تحریری جواب دیا تو اُن جوابوں کے جواب الجواب لکھنے میں آپکی جانب سے قصور ہمت کیوں ہوا جس طرح کہ خطاکاران اول نے گھر میں بیٹھکر ابتدا بہ تحریر کی تھی اسیطرح باتباع خاطیان سابق علمائے سنیہ تحریری جواب میں خطا کرتے گو کہ دو مرتبہ ارتکاب خطا ہوتا مگر اس درجہ پر نہ پہنچ جاتا جسکو عقلاً زیادہ معیوب جانتے ہیں معلوم ہوا کہ آپ کا اعتراض دو دیا جاب

تحریر بالکل فضول و بیجا ہے اور خود آپ کے علما اس عارضہ میں مبتلا ہیں جسکو آپ نے کوئی بماری
تجویز کیا ہے جو عیب کہ آپ ہمارے علما پر لگانا چاہتے ہیں وہ بتقسیم قدرت سے بلا شراکت
غیرے آپ کے علمائے زندہ و مردہ کے قرعہ میں لگا ہوا ہے ع قصور اُن کا بتاتے ہیں خطا
اپنی نکل آئی - الحاصل چونکہ آپ صفحہ ۲ سطر ۱۳ پر لکھتے ہیں جسکا جی چاہے لکھنؤ میں تقریری
مناظرہ کے لئے آمادہ ہو کر آثم راقم کو مطلع کرے نظر براں گذارش ہے کہ مناظرہ زبانی کوئی
ایسا جدید امر نہیں ہے جس سے خوف کھا کر لوگ غش کر جائیں اور یہ سنتے ہی کہ عبد الحکیم صاحب
بقصد حرب زبانی گفتگوئے لسانی کی طرف دعوے دے رہے ہیں سامعین کی روح پرواز کر جائیگی
...... سنی و شیعہ میں ہمیشہ مذہبی جھگڑے زبانی ہوتے رہتے ہیں جب کسی جگہ دس پانچ سنی
شیعہ جمع ہوجاتے ہیں تو مذہبی چھیڑ چھاڑ ضرور ہوتی ہے - سنی صاحب فرمایا کرتے ہیں کہ خلفا
ثلثہ بڑے عابد و عالم و متقی و بہادر و سخی و کریم و نیک طبیعت و محب اہل بیت تھے بخلاف اُن کے
شیعہ اُنھیں کی کتب سے ثبوت پیش کیا کرتے ہیں کہ وہ ان صفات سے ایک صفت بھی نہ رکھتے
تھے - عبادت کی یہ حالت تھی کہ نبی کو نماز میں چھوڑ کر لہو و لعب میں مشغول ہوجاتے تھے یا بجارت
میں سوائے ڈھوڑے اور دلالی کیواسطے بازار دوڑے جاتے تھے سورہ جمعہ میں وترکوک
قائما یعنی اے محمد تجکو نماز میں کھڑا ہوا چھوڑ کر چلے جاتے ہیں انھیں کی شان میں نازل ہوا ہے
عالم ایسے تھے کہ بسم اللہ و الحمد للہ کے معنی نجانتے تھے مسائل فقہی میں عورات پردہ نشین سے
عاجز ہو کر کل الناس افقہ من عمر حتی المخدرات فی الحجال فرمایا کرتے تھے یعنی سب لوگ عمر سے
فقیہ تر ہیں یہانتک کہ عورات پردہ نشین بھی زیادہ مسئلہ داں ہیں اتقا کی یہ حالت تھی
کہ مرتے دم تک شراب کی پیالی نہ چھوٹی بہادر بحدے تھے کہ کبھی میدان جنگ میں ثابت قدم نرہے
نہ کسیکو مارا نہ مار کھائی سخاوت کی حالت آیہ نجوے سے عیاں ہے کریم النفسی کا اندازہ اُس
تجارت سے ہوسکتا ہے جو کہ بوقت ہجرت نبی صلعم سے درباب شتر فروشی کی تھی دو سو روپیہ کی خرید
کردہ اونٹوں پر سات سو روپیہ لگا کر نو سو چھپا چھن گنوا لیے سجب نکمل چھوڑی - نیک طبیعت

ہو سکتا ہے یہ فظاظت و غلاظت و بدخوئی و درشت مزاجی سے الگ ہو سکتا ہے محب اہلبیت ہونے
کا حال حضرت سیدہؑ کی اس وصیت سے ظاہر ہو سکتا ہے جس میں شیخین کو حضوری جنازہ کی
ممانعت کی گئی تھی اہل سنت سب باتوں کو قبول کرکے بہ نظر برأت ہر ایک بات کی توجیہہ
و تاویل کرتے رہتے ہیں پس مناظرہ زبانی ایک کثیر الوقوع ہے جو کہ اقطاع عالم میں ہمیشہ
ہوتا رہتا ہے یہ زبانی و تحریری مناظرہ کا اثر ہے کہ صرف ہندوستان میں دو کروڑ شیعہ منجملہ چھ
کروڑ مسلمانوں کے ہیں جب سے شیعہ کش عملداریوں کا اثر برطرف ہو کر دولت انگلشیہ کی پرعدل
و داد حکومت نے فرمان آزادی سے جمیع اہل مذاہب کو اپنی رسوم مذہب کی بجا آوری میں خود
مختار کیا اسی روز سے ہم لوگ سرکار ابد پائدار کے زیر حکومت رہ کر دمبدم اس طرح بڑھتے جاتے
ہیں کہ جیسے مادر مشفقہ کی گود میں نو زائیدہ بچہ بالیدگی حاصل کرتا ہے جس وقت کہ سلاطین مذہب
پرست و نا انصاف کا چراغ حکومت گل ہوا اور سرکار انگریزی کی مشعل عدالت نے ان گھروں
کو جن کے جبر و ظلم سے بنیاد تک کھد گئی تھی شعاع انصاف سے منور فرمایا اسیوقت سے شیعہ لوگوں
نے جو کہ سلاطین جور کے زمانہ سے کفار و زنادقہ سے بدتر سمجھے جاتے تھے ہوائے آزادی سے شگفتہ
خاطر ہو کر سینوں پر اپنے پاک مذہب کا اثر ڈالنا اور مراسم مذہبی کو بفراغ طبیعت بلا دغدغہ
بجا لانا شروع کر دیا چنانچہ شاہ صاحب نے جو تحفہ تحریر فرمایا ہے وہ شاہ عالم نابینا کے زمانہ میں
لکھا گیا ہے جو کہ بطور رسمی تخت سلطنت پر بیٹھے تھے اور مہمات جہانداری سب سرکار کے ہاتھ میں
تھے وہ زمانہ بوجہ زوال سلطنت جابر شیعہ کی ترقی کا تھا اُس سے تنگ دل ہو کر صاحب تحفہ لکھتے
ہیں کہ دریں دیار کہ ما در انیم و دریں ملک کہ ما ساکنیم مذہب شیعہ بحدے رواج و شیوع یافتہ
کہ کم خانہ باشد کہ یک دو کس دراں خانہ متمذہب بہ مذہب شیعہ نباشند و راغب باین عقیدہ نشوند
حاصل کلام یہ زبانی مناظرہ کا اثر تھا کہ دہلی اور کل ہندوستان میں مذہب شیعہ مثل ابر رحمت
پھیلنا شروع ہوا آپ یقین فرمائیں کہ ہم لسانی مناظرہ سے ہرگز خوف نہیں کرتے ہاں اگر کوئی
خوف ہے تو آپ کے مذہب کی چھوٹی قوموں کا بوجہ اُن کی جہالت اور رزالت کے ہے چونکہ

آپ بعد جرح زبانی لسانی مناظرہ کو بار بار زبان پر لاکر بجائے خود مزے لے رہے ہیں لہذا
میں دو چار ایسے مناظروں کے حالات سے آپ کو اطلاع دیتا ہوں جن میں زبانی گفتگو ہوکر
شیعہ کو کامیابی ہوئی ہے اگر آپ کو یاد ہو یا کسی کی زبانی سنا ہو تو مجکو بھی کسی ایسے واقعہ سے
مطلع فرمائے جس میں بزور لسان اہل سنت کو ڈگری ملی ہو۔

زبانی مباحثہ مذہبی کے حالات

خلیفہ ہارون رشید کے وقت میں ابراہیم عالم جلیل القدر اور حسینہ کنیز خاندان نبوت سے بحث ہوئی
عورت نے مرد کو ایسا شکنجہ تقریر میں کھینچا کہ عالم موصوف دم بخود ہو گیا اسوقت کے عقلانے
دونوں کی تقریر کو قلمبند کر کے ایک رسالہ بنا دیا جس کا نام رسالہ حسینیہ ہے تحفہ کے باب مکائد
میں شاہ صاحب نے بھی اُسکا ذکر کیا ہے سیوان ملک ہند میں بروئے مباحثہ زبانی شیعہ کو سنیوں
پر غلبہ ہوا۔ کشن گنج ملک بنگال ضلع پورنیہ میں ایک جلسہ کے اندر چار سو سنیوں نے ترک تسنن کیا۔
گجرات ملک پنجاب میں ۲۵ گھر قوم اوان کے رہرو مسلک ہدایت ہوئے ۴ جنوری سنہ ۹۴ء کو فقیر خانہ
پر بغرض مناظرہ علمائے سنی و شیعہ جمع ہوئے بتراضی طرفین جو معاہدہ مرتب تھا اس میں یہ شرط
بھی کہ جو فریق مغلوب ہوگا وہ فریق غالب کا مذہب اختیار کرے گا علمائے دیوبند عاجزانہ طریقہ
سے دست بستہ ہو کر علمائے شیعہ سے مستدعی ہوئے کہ تبدیل مذہب کی شرط کو عہد نامہ سے
نکال دیا جائے بصورت غلبہ نہ آپ ہمکو شیعہ بنائیں اور نہ ہم شیعہ کو سنی روداد جلسہ چھپی ہوئی
اور عہد نامہ موجود ہے اور وہ دونوں رسالے بھی ہیں جن پر بنائے مناظرہ قایم ہوئی
تھی خاص لکھنؤ میں زبانی مناظرہ ہو کر شیعہ کو کامیابی ہوئی ثبوت میں مکالمہ امجدیہ مطبوعہ موجود ہے
جسکو دیکھ کر ہر ناظر فیصلہ کر سکتا ہے مختصر یہ کہ جیسا ہمکو بعنایت الٰہی تحریراً غلبہ ہے وہی تقریر میں ہے
بلکہ تقریر میں اپنے مد مقابل کو بہت جلد لپیٹ لیتے ہیں چونکہ جناب بصد گرم کلامی لکھنؤ میں دعوت
مناظرہ فرماتے ہیں لہذا التماس پرداز ہوں کہ رسالہ ساحی کا جواب جو کہ آپنے بر دقیقہ تحریر فرمایا
ہے انشاء اللہ بہت جلد چھپکر شائع ہو جائے گا مگر چونکہ ۱۸ جگہ لسانی مناظرہ سے شیعہ کو دبکایا

بلکہ ڈرایا ہے لہذا حسب خواہش سامی حقیر تیار ہے جسوقت مناسب ہو لکھنؤ میں طلب فرمائیے
انشاء اللہ فوراً حاضر خدمت ہو کر سرگرم مناظرہ ہوں گا لکھنؤ جس کو جناب نے پسند فرمایا
ہے اسکو میں بھی اس کام کے لئے بہتر جانتا ہوں مگر قبل از شروع کار چند امور ضروریہ کا
تصفیہ لازمی ہے نظر براں حوالہ قلم کرتا ہوں جناب صفحہ ۲ سطر ۲ پر تحریر فرماتے ہیں اہل تشیع
مثل اپنے امام غائب کے ہمیشہ میدان مناظرہ لسانیہ سے غائب اور خوف نقص امن کا بہانہ
کرتے رہتے ہیں چونکہ آپ نے بلا ضرورت بطور تشنیع و تعریض امام غائب سلام اللہ علیہ کا ذکر
کیا ہے لہذا اول آپ سے جلسہ میں ثبوت تحریری طلب کیا جائے گا کہ کس شیعہ نے زبانی مناظرہ سے
گریز کی ہمارے نزدیک کبھی یہ امر قابل یقین نہیں ہوسکتا کہ شیعہ جو کہ میدان مباحثہ کے مرد ہیں
زبانی بحث سے انکار کریں اور اگر کسی نے یہ عذر کیا ہو کہ ہمکو ایسا جلسہ کرنے سے نقض امن کا خوف
ہے اسکی وجہ یہ نہ ہوگی کہ شیعہ کو زبانی گفتگو سے گریز ہے بلکہ اسکا اصلی سبب یہ ہے کہ جسوقت اہلسنت
تقریر شیعہ کے پھندے میں پابستہ ہوتے ہیں سوائے تکبیر و زن اور کچھ نہیں سوجھتا چنانچہ اہل تجربہ
کا قول ہے اسنی ثابت کنندہ مذہب باطل بزور جدال چونکہ اکثر و عموماً آپ کے دینی بھائی تمام
اراذل و پیواج مثل دھنے جولاہے۔ نائی۔ دھوبی۔ تیلی۔ تنبولی کنجڑے۔ قصائی۔ بیچہ بند
تان بائی۔ ہیجڑے۔ مخنث۔ بھانڈ۔ میراثی۔ کان میلئے۔ سینگی لگانے والے۔ بنجارے بھٹیارے
بجھیرے۔ بیہرے۔ بڑھئی لوہار۔ بہنس پھوڑ۔ کباڑئے۔ بنارئے۔ جاٹ گوجر۔ رانگھڑ۔ نٹ
کنجر۔ رنگ بھرئیے۔ ریچھ و بندر نچانے والے اور جملہ خانہ بدوش و صحرانشین جو کہ ہندوستانی
چوہڑے چمارے مسلمان۔ ہوتے ہیں اور وہ لوگ بوجہ جہالت و رذالت سوائے
لڑنے مرنے اور گوشت گاؤ کھانیکے اور کچھ نہیں جانتے علماء جہلاسے قتل شیعہ پر فتوے لے کر
جہادی جھنڈا لئے ہوئے دم چار یار کہتے ہوئے مثل مور و ملخ نظر آنے لگتے ہیں جوش سنیت سے
اس طرح لڑتے ہیں کہ منتظم اہلکاران سرکاری کو بیحواس کر دیتے ہیں اگر بہ نظر احتیاط کسی شیعہ
نے نظر بہ حالات واقعی کرکے نقض امن کا عذر کیا ہو تو کچھ بیجا نہیں بلکہ عین ثواب ہے۔

اصطلاح عقلا میں اسکو مناظرہ سے جان چرانا نہیں کہتے بلکہ مقتضائے احتیاط یہ ہی ہوتا ہی
کہ جہاں تک ممکن ہو سکے بقول سعدی ع ز جاہل گریزندہ چوں تیر باش آوارہ مزاج و ناعاقبت
اندیش گروہ سے احتراز کرے اور حتی الوسع اس مذہب کے علماء سے جو کہ بوجہ صحبت جہال خود
بھی انھیں کے ہم مزاج ہوتے ہیں مخاطبہ زبانی نہ کرے بلکہ سیف قلم سے مثل خیار اُن کے سروں کے
ٹکڑے کر ڈالے دیکھئے گجرات ملک پنجاب میں مابین سنی و شیعہ بنا ر مناظرہ قایم ہوئی تمام شرائط باہم
طے ہو گئیں تھیں حتی کہ مناظرین فریقین کے نام بھی حکام کے دفتر میں لکھے گئے تھے مگر حکام
ضلع نے بخیال وقوع فساد جلسہ کو روک دیا چونکہ آپ کو خوف نقض امن نہیں ہی اور اپنے
جاہل و بے تمیز برادران اسلامی کے جوش جہالت روکنے پر پورا اقتدار ہے لہذا بحضور جناب
صاحب مجسٹریٹ بہادر ضلع لکھنو ایک درخواست بہ این مضمون پیش فرمائیں کہ شیعہ کو زبانی
مناظرہ سے بخیال نقض امن انکار ہے اور مجکو امن و امان کے قایم رہنے کا پورا یقین ہی
نیز میرا دریائے علم جوش کھا کر اوبلنا چاہتا ہے تا وقتیکہ انجرات اندرونی متصاعد ہو کر
زبان پر نہ آئیں کسی شدید مرض میں مبتلا ہونیکا احتمال ہے بہ این وجہ فدوی نے عام طور پر اشتہار
دے کر شیعہ کو لکھنو میں بلایا ہے چونکہ میرے ہم مذہب جاہلوں سے جن کی تعداد تمام گزندوں
اور درندوں سے بڑھی ہوئی ہے اور جو کہ بہ تعلیم علماء مسئلہ جہاد پر دلدادہ ہو کر ہر وقت
آمادہ جنگ رہتے ہیں لہذا شیعہ اُن کوتہ اندیشوں سے خائف ہو کر نقض امن کا خیال کر کے
مباحثہ سے دامن کشی کرتے ہیں میں اپنی چھوٹی قوم کے بھائیوں کی جانب سے مطمئن ہو کر
بذریعہ درخواست ہذا مستدعی ہوں کہ بہ نگرانی پولیس جس میں فقط ہندو صاحب ہوں اجازت
مناظرہ مرحمت فرمائی جائے تا ایام حاضری سنی و شیعہ بالمناصفہ اُن کی تنخواہ کے ذمہ دار
ہیں بلکہ پندرہ روز کی پیشگی داخل کرتے ہیں جسوقت کہ آپ حکام ضلع سے ایسی درخواست
... کر کے اجازت حاصل کر لیں گے نیازمند انشاء اللہ حاضر خدمت ہو کر مشغول کار ہوگا
اور اگر آپ کو تنہا اجازت نہ ملے اور دوسرے فریق کی ضرورت ہو تو بپاس خاطر سامی شرکت

درخواست ہر طرح منظور ہے چونکہ جناب مناظرہ زبانی پر منہ کھولے ہوئے ہیں اور کسی طرح رکنے والے نہیں نظر براں مناسب تصور کیا جاتا ہے کہ قبل از انعقاد جلسہ وہ معاملات قید قلم میں آجانے چاہئیں جن پر گفتگو ہوگی تاکہ فریقین امور بحث طلب پر مطلع ہوکر ہر طرح سے تیار ہوجائیں جو باتیں کہ سنیوں کے مجروح کرنے کے لئے ان کی کتب سے ہم پیش کریں وہ آپ کو بتا دیں اور جو معاملات کہ آپکو شیعہ سے پوچھنے منظور ہوں اُن سے ہمکو اطلاع دیویں تاکہ فریقین تیار ہوکر احاطہ مناظرہ میں داخل ہوں نیز باہمدگر توثیق کتب بھی پہلے سے ہو جانی چاہیے حقیر جو اہل سنت کی کتب سے معاملات پیش کرے گا وہ ذیل میں درج کئے جاتے ہیں بعد منظوری فہرست مرسلہ فرد کتب پیش کی جائے گی۔

فرد امورات دریافت طلب جو کہ بوقت افتتاح جلسہ اہل سنت سے پوچھی جائینگی

(۱) رسالہ کرامات تقیہ کے صفحہ ۱۴ سطر ۲ پر لکھا ہے کہ مذہب شیعہ میں ذرہ بھر طمع یا ذرہ بھر خوف سے تقیہ کرنا موجب ثواب ہے ہمارے نزدیک آپ کا یہ سراسر افترا ہے کہ شیعہ طمع سے تقیہ کو موجب ثواب جانتے ہیں بلکہ بلا ضرورت خوف و اتلاف اموال و مظنہ آبرو ریزی تقیہ کرنا مذہب امامیہ میں قطعی ناجائز ہے اور مرتکب بحالت اطمینان تقیہ کرنے سے معذب ہوگا نہ کہ مثاب اور جو شخص کہ مرغ پلاؤ چکھنے کے لئے عامل بہ تقیہ ہوگا اس سے سخت مواخذہ کیا جائے گا مگر ہم آپ کو ابھی بالکل جھوٹا سمجھنے میں تامل کرتے ہیں ممکن ہے کہ آپ نے کسی کتاب شیعہ میں دیکھا ہو اور ہماری نظر اسجگہ نہ پہنچی ہو لہذا آپ پر فرض ہوگا کہ بتائید دعوے خود ثبوت پیش فرمائیں اگر آپ نے کتاب شیعہ سے دکھلایا کہ ذرہ بھر طمع سے بلا ضرورت عقلی تقیہ کرنا موجب ثواب ہے تو اس نمبر میں آپ کو ڈگری مل جائے گی اور ایسے اعتقاد سے جو برا اثر کہ مذہب شیعہ پر عقلاً پڑ سکیگا وہ عام طور پر ظاہر ہو جائے گا اور اگر نہ دکھلا سکے تو فوراً پابدستے دگرے دست بدست دگرے احاطہ مناظرہ سے باہر پتھر

باہر کردئے جائیں گے اور پھر آپ کو گفتگو کرنے کا موقع نہ دیا جائے گا کیونکہ کاذب و مفتری شخص سے امور مذہبی میں مخاطبہ ناجائز ہے معاملات دینی میں جو شخص جھوٹ بولے اسکو ہم بچہ شیطان جانتے ہیں۔

(۲) دلائل و وجوہات مندرجۂ رسالہ حسینیہ پیش کرکے جناب سے جواب زبانی مانگا جائے گا آپ جو عبارت جواباً ارشاد فرمائیں گے اُن کو دو محرر جن میں ایک شیعہ ہوگا اور دوسرا سنی لکھتے جائیں گے بعد ختم مناظرہ لسانی ہر دو پرچہ پر فریقین کے دستخط ہوں گے۔

(۳) رسالہ سجادیہ جبیر ۴ جنوری ۱۹۲۴ء کو حقیر خانہ پر طبع ہوا تھا اور اسکا جواب منجانب اہل سنت آجتک نہیں ہوا لہذا رسالۂ مذکور سے مضامین سلسلہ وار پیش کئے جائیں گے تاکہ جواب بھی مسلسل ہو۔ چونکہ اس رسالہ میں کتب اہلسنت سے ہم نے شیخین کا منافق ہونا ثابت کیا ہے آپ پر لازم ہوگا کہ رد مضامین اون کا مومن ہونا اور ایمان صحیح پر مرنا ثابت فرمائیں۔

(۴) تحفہ و منتہی الکلام و ہدیۃ الشیعہ و نصیحۃ الشیعہ و آیات بینات وغیرہ کے جوابوں کا چونکہ باوصف امتداد مدت آپ کی جانب سے کچھ جواب نہیں ہوا لہذا ہر ایک بات کا آپ کو جواب لکھنا ہوگا جبکہ یہ ابتدائی قضایا طے ہو جائیں گے اسوقت چند باتیں کتب اہلسنت سے بخیف پیش کرے گا جسکا جواب آپ پر ضروری ہوگا بپاس خاطر سامی ان امور سے آپ کو مطلع کیا جاتا ہے جو کہ کتب اہل سنت سے پیش کئے جائیں گے تمام تر ثبوت بذمہ حقیر ہے

(۱) مذہب اہل سنت میں تقیہ جائز ہے اور لطف یہ کہ آپ کی تحریر سے جو کہ منکر تقیہ ہوکر شیعہ کا منہ چڑا رہے ہیں

(۲) امامت عند السنیہ بھی حسب عقیدہ شیعہ اصول دین میں داخل ہے مگر بہ ضد و عداوت فرقہ ناجیہ اسکا اصول دین میں داخل کرنا عیب شرعی جانتے ہیں

(۳) تقیہ جس پر آپ نے رسالہ لکھا ہے دراصل مشروع ہے اور اس کے باب میں آیہ قرآن

وارد ہوئی ہے نیز عقلاً تقیہ ایسا ضروری ہے جسکو ہر مذہب کا آدمی عمل میں لارہا ہے اگر تقیہ زمانہ سے اٹھ جائے تو انتظام عالم درہم و برہم ہو جائے۔

(۴) حضرت ابوبکر کی خلافت جسکا وقوع عند السنیہ بروئے اجماع ہوا ہے ہرگز اجماعی نہ تھی بلکہ اُن کی خلافت بہ اعتقاد حضرت عمر ایک شرارہ بیانسوز تھی جو کہ بلا سمجھے واقع ہو گئی تھی

(۵) حضرت صدیق کا بوقت وفات خود جناب فاروق کو خلیفہ بنانا صریح بدعت تھا

(۶) حسب ضوابط و قواعد خود اہل سنت جناب عمر کی خلافت بالکل باطل ہے۔

(۷) جو صفات کہ حضرت عمر کی ذات میں تھیں اس صفت کا آدمی خدا نے نبوت کے لیے ناپسند فرمایا ہے پس خلافت نبوی کے لیے ایسا شخص ہرگز زیبا نہیں ہوسکتا۔

(۸) جن عادات کے حامل حضرت عمر تھے ایسا شخص جنت میں نہیں جاسکتا۔

(۹) حسب الارشاد جناب رسول بقول حضرت عمر شدید بدترین کفار کے ہم خصائل تھے۔

(۱۰) اگر حضرت عمر بعض امور شرعیہ کو بند نہ کرتے تو اسلامی دنیا میں کوئی ولد غیر صحیح النسب ہوتا ابتدا سے اسوقت تک اور اب سے تا قیامت جس قدر غیر ٹکسال آدمی ہوں گے سب کی زنا ولادت کا مظلمہ اُن کی گردن پر ہوگا۔

(۱۱) حضرت عمر کی ولادت حسب الارشاد ہدایت بنیاد جناب سرور کائنات طیب و طاہر طریقہ سے جیسا کہ معمولی ہوا کرتی ہے نہیں ہوئی۔

(۱۲) اہل سنت ولد الحلال سے اس کے غیر کو اچھا جانتے ہیں اور اولاد زنا کے بُرا سمجھنے کو بُرا تصور کرتے ہیں۔

(۱۳) بوقت خروج دجال اہل سنت اس کے لشکر میں ہونگے

(۱۴) آیہ استخلاف جس پر اہل سنت کو بڑا ناز ہے اور اسکو بالخصوص مبشر بخلافت ثلاثہ بتلاتے ہیں یہ بالکل غلط ہے بہ ہمہ عقلی طریقہ سے ثابت کیا جائے گا۔

(۱۵) آیہ غار سے عقلاً خلیفہ اول کی مذمت ہوتی ہے نہ کہ حسب خیال اہل سنت تعریف بمصاحبت رسول

(۱۶) اسلامی دنیا میں شیعہ قدیم ہیں اور اہل سنت جدید بلکہ تمام سنیوں کے بزرگ شیعہ تھے اور سنی مذہب شیعہ ترک کرکے سنی ہوگئے ہیں۔

(۱۷) سنی کوئی مذہب نہیں بلکہ ایک سگ منش کٹھکنے بادشاہ کے سنہ جلوس کی یادگار ہے۔

(۱۸) عقلاً ثابت کیا جائے گا کہ خلافت ثلاثہ سے اسلام کو سخت نقصان پہنچا جس قدر مفاسد دیکھے جاتے ہیں وہ سب ان تینوں کی خلافت سے واقع ہوئے۔

(۱۹) جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کو حضرت ابوبکر کے باایمان مرنے کا یقین نہ تھا بلکہ اُن کو محدث بدعات جانتے تھے

(۲۰) آنحضرت صدیق اکبر کو مشرک خفی سمجھتے تھے۔

(۲۱) خلفائے ثلثہ بحکم قرآن مفسد وقاطع رحم تھے اور بربنا اُس کے اس جملہ قرآنی کے مستحق تھے جسکو اہل سنت ان کے حق میں ناپسند فرماتے ہیں۔

(۲۲) سب سے پہلے قیامت میں حضرت امیر علیہ السلام ثلاثہ کے شکوہ مند ہوں گے

(۲۳) اپنے بعد حکومت کرنے والوں کو آنحضرت نے شیطان بتلایا ہے۔

(۲۴) حسب تسلیم جناب عمر حضرت امیر علیہ السلام ان کو اور صدیق اکبر کو جھوٹا بے ایمان دغاباز جانتے تھے۔

(۲۵) حضرت ابوبکر و عمر مسائل شرع سے ناواقف تھے۔

(۲۶) صحیح بخاری روایات واحادیث آئمہ سے بالکل خالی ہے

(۲۷) مذہب اہل سنت احکام اہلبیت سے خارج ہے

(۲۸) علمائے معتمدین اہل سنت آئمہ اہل بیت کو بُرا جانتے تھے۔

(۲۹) یزید مثل جناب شیخین بلکہ من بعض الوجوہ ان سے بھی بالاتر خلیفہ تھا۔

(۳۰) مذہب اہل سنت کبھی صحیح نہیں رہ سکتا جب تک کہ یزید کو اپنا امام نہ سمجھیں چنانچہ علمائے قدیم نے اسکو بموجب حدیث خلفاء اثنا عشر کلہم من قریش چھٹا خلیفہ تجویز کیا ہے۔

(۳۱) بروئے عقائد اہل سنت پہلی صدی سے اسوقت تک کوئی مسلمان صفحۂ عالم پر نہیں ہوا اور صدی مذکور سے قیامت تک ہوگا دنیا اسلام سے بالکل خالی ہے۔

(۳۲) امام حسین علیہ السلام کو شہید کر کے یزید کا یہ کہنا کہ میں نے باتباع خلفائے ثلثہ ان کو شہید کیا ہے

(۳۳) حضرت عمر کا جناب سیدہ کو دھمکی دینا کہ میں تمہارا گھر جلا دوں گا۔

(۳۴) حضرت سیدہ کا ابوبکر سے غصہ ہو کر تا حیات خود کلام نکرنا۔

(۳۵) خلیفہ اول کا درباب سلب وراثت انبیا خلاف قرآن حدیث بنانا۔

(۳۶) جناب امیر و حسنین علیہم السلام کی گواہی کو درباب فدک حضرت ابوبکر کا رد کرنا

(۳۷) حضرت ابوبکر و عمر کا صدیق و فاروق غلط طور پر مشہور ہو جانا بلکہ پیشگاہ یہود سے حضرت عمر کو خطاب فاروق عطا ہونا۔ علاوہ بریں چند دیگر معاملات پیش کئے جائیں گے جن سے حضرت امیر علیہ السلام کی خلافت بلافصل ثابت ہوتی ہے۔

(۳۸) درباب اعلان خلافت حضرت امیر علیہ السلام آنحضرت کا بحکم قرآن صحابہ سے خوف کرنا

(۳۹) منجانب خدا آنحضرت کا تبلیغ ولایت حضرت امیر علیہ السلام کے لئے مامور ہونا

(۴۰) ایک لاکھ کئی ہزار صحابہ کی موجودگی میں آنحضرت کا حضرت امیر علیہ السلام کو مثل خود مولائے مومنین فرمانا۔

(۴۱) مولے کے معنی اولیٰ بہ تصرف ... یعنی حاکم امت ہونا

(۴۲) صحابۂ حاضرین میدان غدیر کا حضرت امیر علیہ السلام کو مبارکباد دینا

(۴۳) امہات المومنین کا حضرت علی کو تہنیت خلافت دینا

(۴۴) بعد اعلان خطبۂ خلافت آیۂ تکمیل دین کا نازل ہونا

(۴۵) بروز غدیر حضرت امیر علیہ السلام کے سر پر آنحضرت کا وہ عمامہ باندھنا جو کہ معراج میں اُن کے سر پر بندھا ہوا تھا

(۴۶) منکرین خطبۂ غدیر پر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ کے سامنے عذاب آسمانی کا نازل ہونا۔

(۴۷) خطبہ غدیر میں شعرا کا قصیدہ پڑھنا جیسا کہ بوقت مسند نشینی و ولی عہدی مرسوم ہے

(۴۸) بوقت مجلس شوریٰ عبدالرحمان وغیرہ کے سامنے حضرت امیر علیہ السلام کا حدیث غدیر کو
خلافت میں پیش کرنا۔

(۴۹) حدیث غدیر کے چھپانے والوں پر امراض صعب و شدید کا واقع ہونا۔

(۵۰) وقوع حدیث غدیر پر جناب امیر علیہ السلام کا اصحاب سے استشہاد فرمانا

(۵۱) باقرار علمائے اہل سنت حضرت امیر علیہ السلام کا خلیفہ منصوص ہونا سوائے امور متذکرہ
بالا اور چند وجوہ پیش کی جائیں گی جن سے ثلاثہ کا اقتدار اور مذہب اہل سنت کا وقار ظاہر
ہوگا۔ نیز حضرت امیر علیہ السلام کا علو شان بھی نمایاں ہوگا۔

(۵۲) حضرت عمر کا آنحضرت کی نبوت میں شک کرنا۔

(۵۳) بقول علمائے اہل سنت حضرت عمر کامل الایمان نہ تھے۔

(۵۴) حی علی خیر العمل کا خلیفہ دوم کے حکم سے موقوف ہونا۔

(۵۵) الصلواۃ خیر من النوم کا اپنی رائے سے جناب عمر کا اذان میں داخل کرنا

(۵۶) حضرت عمر کا آنحضرت کے سامنے ایسے گستاخانہ کلمات سے پیش آنا جو کہ انکی شان کے
خلاف تھا۔

(۵۷) پندرہ یا چودہ مرتبہ آنحضرت کی رائے کا رد ہونا اور حسب صواب دید جناب عمر نزول

(۵۸) حضرت عمر کا اپنے ایمان میں مشکوک رہنا۔

(۵۹) تراویح کا بدعت ہونا

(۶۰) شیخین کا نبی کو جہاد میں چھوڑ کر فرار کرنا

(۶۱) حضرت ابوبکر و عمر کا اسلام چھوڑ کر کفر اختیار کرنے کا ارادہ کرنا۔

(۶۲) ثلاثہ کا نبی کے جنازہ کو چھوڑ دینا۔

(۶۳) حضرت ابوبکر کی خلافت پر ابوعبیدہ و جناب عمر کا اس مکان میں بیعت کے لئے

اٹھانا جس میں چور اُچکے بدمعاش جمع ہو کر مشورہ ہائے باطل کیا کرتے تھے۔
(۶۴) رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ کا ایک حکم کی عدم بجاآوری سے شیخین کو اس جملہ سے یاد کرنا جس سے سنی بہت گھبراتے ہیں۔
(۶۵) ثلاثہ اور اُن کے تابعین کا حضرت امیر کے احترام میں کمی کر کے اُن کو مضطر کرنا
(۶۶) حضرت امیر علیہ السلام کا بزمانہ ثلاثہ عامل بہ وصیتہ نبوی ہو کر گوشہ نشین ہونا۔
(۶۷) حضرت عثمان کا صحابۂ جلیل کو مار کر مدینہ سے باہر نکال دینا
(۶۸) حضرت عثمان پر جناب عائشہ کا کلمہ معلوم وارد کرنا اور لوگوں کو اُن کے قتل پر برانگیختہ کر دینا۔
(۶۹) لوگوں سے بہ جبر چھین کر حضرت عثمان کا قرآن جلانا
(۷۰) احادیث فضائل ثلاثہ کا وضعی ہونا۔
(۷۱) ام المومنین عائشہ و حفصہ کا قرآن میں کافرہ عورتوں سے مشابہ ہونا۔
(۷۲) عائشہ و حفصہ کے قلب کا راہ راست سے کج ہو جانا اور ایذائے رسول پر کمر بستہ ہونا۔
(۷۳) روضہ رسول میں امام حسن علیہ السلام کے دفن سے عائشہ کا مانع ہونا اور بہ شرکت مروان اُن کے جنازہ پر تیر باران کرانا۔
(۷۴) معاویہ کا امام حسن علیہ السلام کو زہر دلوانا۔
(۷۵) حسب تسلیم علمائے اہل سنت ابو حنیفہ کا مسائل کثیرہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے اختلاف کرنا۔
(۷۶) بقول علمائے اہل سنت ابو حنیفہ کا شریعت محمدی کو الٹ دینا۔
(۷۷) کپڑا لپیٹ مباشرت کرنے سے غسل جنابت کا واجب نہ ہونا۔
(۷۸) ماں بہن خالہ پھپھی وغیرہ محرمات شرعی سے مباشرت کرنے کا کوئی جرم نہ ہونا۔
(۷۹) عورات کفار سے زنا کرنا جائز ہونا۔

(۸۰) مردہ کیسا تھ وطی کرنے سے سزائے شرعی سے بری رہنا۔

(۸۱) بھیڑ بکری گائے بھینس وغیرہ حیوانات بے زبان سے خلاف وضع فطری کرنے پر کسی جرم کا عائد نہ ہونا۔

میں اول عرض کر چکا ہوں کہ ہر ایک امر کا ثابت کرنا کتب اہل سنت سے بذمہ حقیر ہے سلسلہ وار ایک ایک بات پیش کرکے آپ سے زبانی جواب لیا جائے گا اور پھر سب سوالات کو مع جوابات چھاپ دیا جائے گا۔ جس طرح کہ حقیر نے مفصل فہرست امورات تصفیہ طلب کی پیش کی ہے اسی طرح آپ قبل از جلسہ اُن امور کی فہرست بھیجدیویں جو کہ کتب شیعہ سے بغرض الزام و اسکات شیعہ پیش کرنا چاہیں مگر شرط یہ ہے کہ جن باتوں کو شاہ صاحب وحیدر علی صاحب و دیگر متکلمین سنیہ گھر میں بیٹھ کر لکھ چکے ہیں اُن میں سے ایک بات کے پیش کرنیکا آپ کو استحقاق نہیں ہے کیونکہ ان کے طبع شدہ جواب ہمارے پاس موجود ہیں اُن کا زبانی جواب جلسہ میں آپ سے لیا جائے گا آپ وہ ہی باتیں پیش کرسکتے ہیں جو کہ نئی اور تازہ صرف جناب کے طبیعت میں ودیعت ہیں یا یہ کہ متکلمین اولین کی کوئی بات لاجواب رہ گئی ہو مجکو بڑی امید ہے کہ براہ کرم گستری جواب سے ضرور مطلع فرمائیں گے مرزا حیرت دہلوی منکر شہادت جناب سید الشہدا علیہ السلام بھی زبانی مناظرہ کے لیے بہت چیخا چلایا کرتے ہیں اُن سے بھی مشورہ کیجیے بلکہ اپنا شریک فرمالیجیے اگر آپ با ایں شور اشوری میدان مناظرہ سے بھاگ گئے اور ملت سنیہ کو بلا حمایت و نگھبانی چھوڑ دیا تو سمجھ لیا جائے گا کہ آپ کی آمادگی بالکل غلط تھی اور آپ اُن لوگوں کی پیروی میں ثابت قدم ہیں جنھوں نے معرکہ جدال میں نبی کو تنہا چھوڑ کر ثم ولیتم مدبرین کے چھلکتے اور دمکتے ہوئے پیسوں کا داغ کھایا۔

اگر آپ نے لسانی میدان مناظرہ میں جو کہ حسب ایمائے وخواہش سامی وقوع پذیر ہوگا پانچ نمبر مندرجہ بالا کا جواب شافی دے کر دیگر نمبرہائے مذکرہ میں کامیابی حاصل کرلی تو آپ کو مبلغ ایک ہزار روپیہ عین جلسہ میں صرف اسوجہ سے دیا جائے گا کہ آپ کے سبب سے مدتوں کا

اُلجھا ہوا معاملہ سلجھ جائے گا قبل از جلسہ مبلغان عمدر کا اطمینانی رقعہ رؤسا ذیل سے جس کو آپ پسند فرمائیں گے داخل کرادوں گا۔

اسمائے مُبارکہ رُؤسا جن میں سے ایک صاحب کا رقعہ لکھا دیا جائے گا

جناب سید اسد رضا صاحب رئیس سادات باہرہ دیو رنیہ ملک بنگال۔

جناب سید مظفر علی خاں صاحب رئیس جانسٹھ ضلع مظفر نگر۔

جناب سید محمدی حسین صاحب رئیس ککرولی ضلع مظفر نگر

جناب راجہ سید ابو جعفر صاحب تعلقہ دار پیر پور ضلع فیض آباد

جناب راجہ سید راحت حسین صاحب تعلقہ دار اکبر پور ضلع فیض آباد

جناب راجہ سید توکل حسین صاحب رئیس و تعلقہ دار سمن پور ضلع فیض آباد

جناب بابو مرتضیٰ حسین صاحب رئیس دیو گاؤں ضلع فیض آباد

پیشینگوئی میں باآواز بلند کہتا ہوں کہ دنیا کا کوئی عالم اہل سنت حسب شرائط بالا شیعہ سے مناظرہ کرنے کے لئے قیامت تک آمادہ نہ ہوگا یہی عدم آمادگی اہل بصیرت کو حق و ناحق میں امتیاز دلانیکا صحیح آلہ سمجھا جائے گا حضرات ناظرین اس مضمون کو بہ حفاظت رکھیں فقیر انشاءاللہ بہت جلد ایک مبسوط رسالہ میں جلبہ منبرہائے متذکرہ کا ثبوت کُتب اہل سنت سے پیش کردے گا تاکہ ہر شخص کو پوری آگاہی ہو جائے۔

راقم سید سجاد حسین ابن جنت آرامگاہ سید محمد حسین مرحوم متوطن بہڑہ سادات واقعہ سادات باہرہ ضلع مظفر نگر مولف رسالہ سجادیہ و مُسکت المخالف و دلیل المتحیرین و تصویر غالب و مغلوب و سرمہ خاموشی وغیرہ

تمام شُد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع رسالہ جام جہاں نما

(۱) یہ کہ مذہب اہل سنت میں تقیہ جائز ہے اور لطف یہ کہ آپ کی تحریر سے جو کہ منکر تقیہ ہو کر شیعہ کا منہ چڑا رہے ہیں۔

ثبوت مندرجہ کتب اہل سنت بلکہ خود مخاطب

حقیر نے بجواب رسالہ کرامات تقیہ مولفہ مخاطب ایک جداگانہ رسالہ مسمیٰ (بہ دافع وہم) لکھ دیا ہے اس میں کتب اہل سنت سے بہ نقل عبارات تقیہ کا جائز و ممدوح ہونا ثابت کیا ہے جو صاحب تقیہ کی حقیقت معلوم کرنا چاہیں وہ رسالہ صدر کو ملاحظہ کریں انشاء اللہ تمام حالت ظاہر ہو جائے گی اسجگہ صرف وہ ہی مضمون نقل کیا جاتا ہے جو کہ باوصف منکر تقیہ ہونے کے رجماً للغیب مخاطب باتمیز کے قلم سے نکلا ہے رسالہ کرامات تقیہ کے شروع میں جناب مخاطب تحریر فرماتے ہیں (کہ موافق مذہب مسلمانوں کے مقام خوف شدید میں اپنے بچاؤ کے واسطے تقیہ کرنا جائز ہے لیکن موجب ثواب نہیں اور مذہب شیعہ میں ذرہ بھر خوف یا ذرہ بھر طمع سے تقیہ کرنا موجب ثواب ہے) الحمد اللہ تحریر مخاطب سے جواز تقیہ بہ مقام خوف شدید ثابت ہو گیا اپنے آپ کو مسلمان لکھ کر ہم سے جو اسلام کی نفی کی ہے اسکا مفصل جواب رسالہ (دافع وہم) میں دیا گیا ہے عموم اہل سنت اور خصوص مخاطب کی عقل سلیم پر تعجب آتا ہے۔ ہرگاہ وہ تقیہ کو جائز جانتے ہیں تو پھر شیعہ کو درباب تقیہ عامل یہ امر باطل کیوں کہتے ہیں۔ ہاں اگر شیعہ کسی ناجائز بات پر اصرار کرتے تو اعتراض بجا تھا۔ مجکو عاقل سنیوں سے امید ہے کہ وہ تقیہ کو فی الواقع اور حسب تسلیم مخاطب جائز و صحیح مانکر کبھی شیعہ کا مذاق نہ اوڑائیں گے بلکہ اپنے ناواجب اعتراض پر ندامت کش ہوں گے البتہ بقول مخاطب اگر ہم طمع سے کسی موقع پر تقیہ کر کے کوئی دنیاوی غرض پوری کریں تو مطعون ہو سکتے ہیں اسکا ثبوت

بذمہ مخاطب ہے وہ اپنے ذہن سے نہیں بلکہ کسی کتاب شیعہ سے دکھلائیں کہ فلاں موقع پر
یہ ایں عبارت اجازت دی گئی ہے کہ جس وقت کوئی دینوی کام نکلتا ہوا دیکھیں اسی وقت
آلہ تقیہ کو گھما دیویں۔ مخاطب یا اُن کا کوئی ہم خیال اسبات پر قدرت نہیں رکھتا کہ شیعہ
کے کسی رسالے سے بھی اپنے مدعا کو ثابت کر سکے دیکھو ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے
لحیف نے کھلی چٹھی متذکرہ بالا میں ۲۲ فروری ۰۶ء کو جناب مخاطب سے پوچھا تھا کہ اگر آپ نے
رسائل شیعہ میں یہ طمع تقیہ کرنا لکھا دیکھا ہو تو مطلع فرمائیے وہ بعنایات الٰہی اس کے اظہار سے
قاصر ہے اور رہیں گے مذہبی معاملات میں افترا پردازی وطوفان بندی سے کام نہیں چلتا ہر
دعوے کے لئے ثبوت ضروری ہے میں باآواز بلند کہتا ہوں کہ مخاطب یا جو اُن سے متعلق
ہوں سخت مفتری اور بہتان کرنے والے ہیں افسوس ہے کہ اہل سنت اپنی کتابیں نہیں
دیکھتے شیعہ پر اعتراض کرنے کے لئے آمادہ ہو جاتے ہیں تحفہ کے صفحہ (۱۹۰) پر باب مکائد
میں کید لود و ہاشم پر لکھا ہے (ایں قدر ہم بنا بر مصلحت ضروری بود چہ اگر دفع جابری از مال
وجان و ناموس خود متحرک بکذب صریح شود آں نیز دراں وقت حلال میگردد چہ جائے
تعریضات) حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارہ میں یہ عبارت لکھی ہے اہل سنت کے یہاں تحفظ
مال کے لئے جھوٹ بولنا جائز ہے۔ جہلائے اہلسنت تقیہ کو جھوٹ سے تعبیر کر کے لوگوں کو دھوکہ
دیا کرتے ہیں کہ شیعہ حضرات نے تقیہ کی آڑ سے جھوٹ بولنے کا ایک حیلہ پیدا کر لیا ہے اُن کو
معلوم نہیں ہے کہ اُن کے علمائے اعلام نے ہر ضرورت میں کذب شعاری کو جائز و مباح قرار
دیا ہے شاہ عبدالعزیز کا بیان اوپر لکھا گیا اب ریاض الصالحین نوری سے دکھلاتا ہوں
کہ وہ کیا لکھتے ہیں کتاب موصوف میں لکھا ہے (کہ اگر بلا جھوٹ بولے کوئی مطلب نکلتا ہو
اُس جگہ راہ کذب اختیار کرنی چاہئے جس مطلب کے لئے جھوٹ بولا گیا ہے اگر وہ مباح ہی
تو جھوٹ بھی مباح ہوگا اور بصورت واجب سوائے ازاین وہ جھوٹ بھی معیوب نہیں
جس میں اپنا فائدہ ہو اور دوسرے کو نقصان نہ پہنچے اصل عبارت عربی ہے بغرض مطلب

میں نے اردو میں بیان کر دیا ہے اگر کسی کو شک ہو کتاب موصوفہ سے مطابق کر لیویں حضرات اہل سنت ذرہ سوچ سمجھ کر الزام لگایا کریں یہ کیا کہ اپنی آنکھ کا شہتیر پرکاہ سے کم سمجھا جائے اور دوسروں کی آنکھ کا تنکہ بھرام گھاٹ علاقہ اودھ کے ٹھٹھے سے بھی تو چار گز زیادہ بتایا جائے (۲) یہ کہ تقیہ جس پر آپ نے رسالہ لکھا ہے دراصل شروع ہے اور اُس کے باب میں آیۂ قرآن وارد ہوئی ہے نیز عقلاً تقیہ ایسا ضروری ہے جس کو ہر مذہب کا آدمی عمل میں لا رہا ہے اگر تقیہ زمانہ سے اٹھ جائے تو انتظام عالم درہم و برہم ہو جائے۔

ثبوت از کتب اہل سنت

جناب شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی تحفہ کے باب یازدہم میں صفحہ (۵۸۴) پر تحریر فرماتے ہیں باید دانست کہ تقیہ در اصل مشروع است بہ دلیل آیات قرآن لا یتخذ المومنون الکافرین اولیاء من دون المومنین (الی آخرہ) بعد ازیں شاہ صاحب تعریف تقیہ میں بہ ایں عنوان گہر ریز ہوئے ہیں (کہ محافظت نفس یا مال از شر اعدا نماید) و عدو بر دو قسم است اول آنکہ عداوت او مبنی بر اختلاف دین و ملت باشد دوم عداوت او مبنی بر اغراض دنیوی باشد مانند ملک و مال و متاع پس تقیہ نیز بر دو قسم باشد (تحریر شاہ صاحب سے جو کہ معتمد ترین علمائے اہل سنت میں داخل ہیں اور جن کی کتاب تحفہ پر حضرات اہل سنت کو بڑا اعتماد و وثوق ہے) ہویدا ہے کہ تقیہ امر شرعی ہے اور آیہ مندرجہ بالا سے اُس پر خدا نے عند الضرورت عمل کرنے کا حکم دیا ہے اور تقیہ امور دینی و دنیوی دونوں میں ہو سکتا ہے غرضکہ حفاظت جان و مال کے لئے سلحہ خانہ قدرت سے ایک منجا ہوا اور صیقل شدہ ہتھیار مسلمانوں کے ہاتھ میں دیا گیا ہے کہ بوقت ضرورت اپنے کام میں لائیں اگر یہ قدرتی حربہ ہاتھ میں نہ ہو تو ایکدن بھی کوئی شخص دنیا میں بہ آسایش بسر نہیں کر سکتا تقیہ کے لغوی معنی شرارت سے بچنے کے ہیں کوئی شخص دیدہ و دانستہ اپنے آپ کو ہلاکت میں نہیں ڈالتا حتی الوسع بچنے کی کوشش کرتا ہے مسلم و کافر حیوان سب کے سب اس بارہ میں ایک روش اختیار کئے

ہوئے ہیں لیسا تعجب ہے حضرات اہلسنت سے جس چیز کو وہ خود جائز و مباح و امر مشروع بتلاتے ہیں اسی کے عدم جواز میں شیعہ سے برسر مخاصمہ ہیں تقیہ کے مفصل حالات میں نے رسالہ اپنی دافع وہم متذکرہ صدر میں بیان کر دیئے ہیں۔

(۳) امامت عند السنیہ بھی حسب عقیدہ شیعہ اصول دین میں داخل ہے مگر بغض و عداوت فرقہ ناجیہ اسکا اصول دین داخل کرنا عیب شرعی جانتے ہیں۔

ثبوت از کتب اہل سنت

شیعہ و سنی میں اصل نزاع مسئلہ امامت پر ہے - ایک گروہ کہتا ہے (شیعہ) کہ وہ یہ قابلیت رکھتی ہے کہ اصول دین میں شامل کیجائے دوسرا فرقہ (سنی) بیان طراز ہے کہ امامت ایک نہایت بے حقیقت چیز ہے اصولی اعتقادی تو کیا ہوتی ہے فروعی عملی سے بھی کم درجہ رکھتی ہے کیونکہ خدا نے ادنیٰ ادنیٰ فروع کا قرآن میں ذکر کیا ہے مگر امامت کا نہیں ہے جناب مولوی خلیل احمد صاحب انبہٹوی نے مطرقۃ الکرامۃ خاص اسی بحث میں ترتیب دی ہے وہ قطعی فرماتےہیں کہ امامت کے اصول دین میں داخل کرنے سے شیعہ برسر غلطی ہیں لہذا میں حسب مقاد بمدد خدا ثابت کرتا ہوں کہ علمائے معتبرین اہل سنت نے امامت کو اصول دین کے ارکان عظیم میں داخل ہونے کے قابل تبلایا ہے پوری بحث امامت میں نے اعجاز داؤدی میں لکھی ہے جو کہ جواب مطرقۃ الکرامۃ ہے اس جگہ اختصار سے کام لیتا ہوں

امامت کے داخل اصول ہونیکا پہلا ثبوت

جلال الدین سیوطی رسالہ (صدر انافہ) میں تحریر فرماتے ہیں الخلافۃ رکن عظیم من ارکان الاسلام جبر بھا الشرع وردت بھا الاخبار واحادیث) خلافت اسلام کے معظم ارکان سے ہے اس کی رکنیت شریعت میں وارد ہوئی ہے اور اخبار و احادیث بھی اس کی تائید میں وارد ہوئے ہیں۔

دوسرا ثبوت

شاہ ولی اللہ شرح ازالۃ الخفا میں لکھتے ہیں (لاجرم بنور توفیق الٰہی در دل این بندہ علمی را مشروح و مبسوط گردانید تا کہ بعلم الیقین دانستہ شد کہ اثبات خلافت این بزرگواران (خلفائے ثلثہ) اصلی ست از اصول دین تا وقتیکہ این اصل را محکم نگیرند ہیچ مسئلہ از مسائل شریعت محکم نشود ہر کہ در شکستن این اصل سعی می کند در حقیقت ہدم جمیع فنون دینی می نماید) بقول شاہ صاحب خلافت بنوی اصول دین میں ہے اور یہ ایسا اصول ہے کہ جب تک اسکو مضبوط ہاتھوں سے نہ پکڑا جائے تمام اساس شریعت کی برہمی لازم آجائے جو لوگ کہ اس کے اصول دین ہونیکا انکار کرتے ہیں یا یہ کہ اسکو خفیف سمجھکر بے حقیقت محض جانتے ہیں وہ تمام فنون شریعت کے اکھاڑنے والے اور بنیاد ایمان کے منہدم کرنیوالے ہیں شیعہ نے بقصد امامت کو داخل اصول کر کے ایمان کو تمامی حوادث و صوادم سے بچایا اور سنیوں نے اسکو فرد اصول سے خارج کر کے اپنی بنیاد ایمان کو جڑ سے گرا دیا ذوی عقل اور صاحب فہم سنی اہتمام سے سرسری نہ گزریں نظر تھام کر دیکھیں کیونکہ تمام اختلافات سنی و شیعہ کا اصل اصول خلافت ہے افسوس ہے حضرات اہل سنت کی عقل سلیم اور رائے پر صواب پر کہ ہماری تو کیا اپنے علماء کی بھی نہیں سنتے اسموقع پر میں یہ بحث کرنا فضول جانتا ہوں کہ کس کی خلافت قابلیت دخول بہ فرد اصول رکھتی ہے آیا ثلاثہ یا حضرت مرتضوی کی مگر بعنایت الٰہی یہ بات آفتاب سے زیادہ روشن معلوم ہو گئی کہ علمائے اہل سنت نے بھی خلافت کو اعلیٰ ترین ارکان اصل میں شامل تصور کیا ہے یہ ہی بات اس نمبر میں ثبوت طلب تھی۔

تیسرا ثبوت قاضی بیضا مولف تفسیر بیضاوی نے کتاب منہاج میں لکھا ہے ان المسئلۃ الامامۃ من اعظم مسائل الدین (ترجمہ) اصول دین کے بزرگ ترین مسائل میں مسئلہ امامت ہے۔

چوتھا ثبوت امام فخر الدین رازی نے بہ ذیل تفسیر آیہ استخلاف لکھا ہے کہ یہ آیت اکثر مسائل اصل دین پر مشتمل ہے اور منجملہ اُن مسائل اصولی کے ایک امامت ہی

پانچواں ثبوت عبد الکریم شہرستانی نے ملل و نحل میں ایک طویل عربی عبارت لکھی ہے جس کا اُردو میں خلاصہ یہ ہے کہ دین کی تقسیم دو قسم پر ہے اول معرفت دوم عبادت جن امور کا تعلق معرفت سے ہے وہ اصولی ہیں اور جتنی باتیں عبادت سے علاقہ رکھتی ہیں وہ فروعی ہیں ہمیں بہ قاعدہ امامت اصول ہوئی نہ کہ فروع - کیونکہ امامت بذیل معرفت معدود ہے عبادت سے اُسکو کوئی علاقہ نہیں ایک ایسی حدیث متفق علیہ پیش کرتا ہوں جسکو تحفہ میں شاہ صاحب نے بھی تسلیم فرمایا ہے اس کے معاینہ سے ہر شخص کہدے گا کہ منصب امامت فہرست اصول میں مندرج ہونے کی حیثیت رکھتا ہے وہ حدیث یہ ہے کہ من لم یعرف امام زمانہ مات میتۃ جاھلیۃ یعنی جس نے امام وقت کی معرفت حاصل نہ کی وہ کافر ہو کر مرا اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ امامت ہر وقت موجود رہنے والی چیز ہے اپنے اپنے حصہ حیات میں ہر شخص پر امام وقت کا پہچاننا لازم ہے شیعہ اسوقت حضرت امام مہدی علیہ السلام کو امام زمانہ جانتے ہیں اور سنی کسی امام کا وجود نہیں جانتے دانشمند فیصلہ کر لیں کہ بروے حدیث نبوی مسلمہ فریقین کون کافر ہے اور کون مسلم

چھٹا ثبوت مولوی محمد اسمعیل شہید کتاب درجات امامت کی فصل اول میں ایک بڑی لمبی چوڑی عبارت لکھتے ہیں جسکو میں نے اعجاز داؤدی میں حرف بحرف نقل کر دیا ہے اس جگہ اسکا خلاصہ اردو میں لکھتا ہوں) امام سوائے رتبہ نبوت باقی جملہ کمالات میں ہمتائے نبی ہوتا ہے سوائے خدا کے اور کوئی شخص مابین نبی و امام امتیاز نہیں کر سکتا

للمولف

شیعہ کا بالکل یہ ہی عقیدہ ہے کہ امام اور نبی جملہ کمالات نفسانی میں سوائے مرتبہ نبوت و امامت جنکو نوع انسان سے کوئی تمیز نہیں دے سکتا برابر ہیں نبوت باتفاق امت

داخل اصول ہیں کیونکر ممکن ہوسکتا ہے کہ دو شخصوں کو جنکا نام ایک نوع اور ایک حیثیت کا ہو دو نمبر دئے جائیں ایک فرد اصول میں جگہ دیں اور دوسرے کو فروع میں اور وہ بھی بقول صاحب مطرقۃ الکرامۃ ادنیٰ درجہ کے اوپر تمام ثبوت پیش کردہ حقیر کا نتیجہ یہ نکلا کہ علمائے اہل سنت کے نزدیک امامت اصول میں داخل ہے۔

چنانچہ ہم اس کو بارہا ثابت کر چکے ہیں مگر وہ لوگ خلاف اقرار خود اس کو افراد اصول میں جگہ نہیں دینے کہتے کچھ اور کرتے کچھ ہیں جو بات زبان قلم پر ہے اسکا دل میں سرسوں کے دانہ کی برابر اثر نہیں شیعہ چونکہ منصب امامت کو اصول میں شمار کرتے ہیں لہذا یہ قول علمائے سنیہ بھی اُن کا اصول درست ہے جبکہ آجتک پہلی تعلیم کی اصلاح ہوکر مدارس عربیہ میں نصاب تعلیم بالکل درست ہورہا ہے۔ اہالیان ندوۃ العلماء پر فرض ہے کہ اپنے بگڑے اصول کو بھی درست کرلیویں جسوقت کہ حضرت علمائے سنیہ اصلاح اصول دین کریں گے اپنر ظاہر ہوجائے گا کہ وہ کون بزرگوار ہیں جن کی امامت کا اقرار اصولی اعتقادی ہے میں سچ عرض کرتا ہوں کہ صرف اسی ایک اصول کی درستی کتاب اسلام کے اوراق پریشان کو ایک دھاگے میں نتھی کردے گی جس اتفاق کرنے پر آج کل بڑے اسپیکر دلیکچرار زور دے رہے ہیں وہ آن واحد میں حاصل ہوجائے گا مسلمانوں کی دینی و دنیوی بہبودی اسی مفرد دوا کے استعمال پر موقوف ہے جب تک کہ یہ مصفی معجون گلے سے نہ اُترے گی جسم اسلام ایسا ہی کھرا اور قلس دار مچھلی کا بدن رہے گا جیساکہ اب ہے۔

کہاں ہیں اسلامی ریفارمر اور مصلحان قوم ادہر آئیں اور میری تجویز پر نظر انصاف ڈالیں

(۹) حضرت ابوبکر کی خلافت جسکا وقوع عند السنیہ بروئے اجماع ہوا ہے ہرگز اجماعی نہ تھی بلکہ ان کی خلافت بہ اعتقاد حضرت عمر ایک شرارہ جانسوز تھی جو کہ بلا سمجھے بوجھے واقع ہوگئی تھی۔

ثبوت حضرات اہل سنت فرماتے ہیں کہ بعد وفات نبی صلعم اسوقت کے مسلمانوں نے

حضرت ابوبکر صدیق کو لائق خلافت سمجھ کر اس منصب جلیل کے لیے ۔ اتفاق خود ہی
پسند کر لیا میں بصدائے بلند کہتا ہوں کہ ہرگز ہرگز ایسا نہیں ہوا بات صرف اتنی ہے
کہ شیخین نبی کو بلا غسل و کفن و دفن چھوڑ کر بغرض حصول خلافت انصار سے مباحثہ کرنے
کے لئے سقیفہ بنی ساعدہ میں چلے گئے چنانچہ مولوی جلیل احمد صاحب نے ہدایات الرشید میں
صفحہ (۱۵۱) پر لکھا ہے کہ حضرات شیخین نے دفن سرور عالم پر انتظام خلافت کو اسواسطے
مقدم کیا تھا کہ لاش اطہر سڑنے اور متعفن ہونے سے محفوظ تھی اگر خلافت کے انتظام
کو دفن پر تقدیم نہ دیتے تو شیرازہ اسلام بکھر جاتا سقیفہ میں پہنچکر بعد بحث بسیار انصار
کے سامنے حضرت ابوبکر و عمر نے یہ حجت پیش کی آنحضرت فرما گئے ہیں (الائمہ من قریش
یعنی امامت قریش میں رہے گی چونکہ انصار قریش نہیں ہیں لہذا وہ اس منصب سے
بہرہ یاب نہیں ہو سکتے بالآخر انصار اپنے دعوے سے دست کش ہوئے اور اشخاص
قریش دیگری پا گئے اس موقع پر تین آدمی اہل قریش سے موجود تھے ۔ حضرت ابوبکر
صدیق ۔ حضرت عمر فاروق ۔ حضرت ابو عبیدہ جراح اسوقت حضرت عمر نے ابو عبیدہ
جراح کی طرف بیعت کے لئے ہاتھ بڑھایا انہی جھجک کر کہا کہ ہیں صدیق کو چھوڑ کر مجکو
امام بناتے ہو تب وہ ان کی طرف متوجہ ہوئے ۔ ترجمہ صواعق محرقہ کے ص۴۱ سطر ۱۶ پر
لکھا ہے ، عمر اول بجانب ابو عبیدہ آمد کہ بیعت با او کند گفت امین ابن امتی بلسان
رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابو عبیدہ گفت ندیدہ بودم مثل تو ضعیف الرائے از ابتدائے
زمان تا این زمان نگر ہمیں کلمہ کہ گفتی بیعت می کنی وحالانکہ درمیان ماست صدیق
جناب ابوبکر نے حضرت عمر کے ہاتھ پر بیعت کرنی چاہی. انھوں نے اپنا ہاتھ سکوڑ کر
فرمایا کہ بھلا آپ جیسے مرد مسن و یار غار کے ہوتے میں کیونکر تخت حکومت پر قدم رکھ
سکتا ہوں حضور پادشاہ بنیں اور بندہ خدمات وزارت کی انجام دہی سے بیخ سلطنت
کو مضبوط کرے گا بالآخر صرف ابو عبیدہ اور حضرت عمر کی رائے با صواب سے سقیفہ میں

حضرت صدیق کے سر پر ڈیڑھ پاؤ سوت کی پگڑی بندھ گئی سقیفہ سے واپس آ کر بیعت کے لیے پکڑ دھکڑ شروع ہوئی جو سامنے آیا اُسی کو دستگیر سلسلہ بیعت کر لیا اکثر لوگوں نے بیعت سے انکار و اکراہ کیا سعد عبادہ سردار انصار مرتے مر گیا مگر شیخین کی بیعت نہ کی اسکو سُنی اجماع اور ہم دھینگا دھینگی کہتے ہیں ہم اس جانچ کے لیے حضرت عمر کو شہادت میں لاتے ہیں چونکہ وہ جلسہ بیعت میں موجود تھے بلکہ بانی و مہتمم خود اُنھیں کی ذات تھی لہذا دیکھنا چاہیے کہ اُن کا ذاتی خیال جناب ابوبکر کی بیعت کی نسبت کیا تھا آیا اُسکو اجماعی بتلاتے تھے یا اُس کے مغایر شاہ صاحب تحفہ کے باب دہم میں ابوبکر کے نویں طعن پر یہ عبارت لکھتے ہیں از عمر ابن الخطاب مروی است کہ گفت ان بیعت ابوبکر کانت فلتۃ وقی اللہ المومنین شرھا من عاد الی مثلہا فاقتلوہ و در روایت بخاری الفاظ دیگر اند کہ حاصل معنی آن ہمین است سوائے بخاری کے دیگر کتب مثل بدر الدین زرکشی و تاریخ طبری و ملل و نحل شہرستانی وغیرہ میں بھی یہ مضمون لکھا ہے سب سے بالاتر یہ کہ شاہصاحب نے ترجمہ فرمایا تھا کہ عمر نے ایسا ضرور کہا مطلب اس جملہ کا یہ ہوا حضرت عمر فرماتے ہیں کہ بیعت ابوبکر ناگہانی طور پر بلا فکر و اندیشہ و مشورہ واقع ہو گئی تھی خدا نے اُس کے اُن نتایج شر انگیز سے جو کہ جلدی میں بے سوچے سمجھے کام کرنے سے منتج ہوتے ہیں خلایق کو بچایا آیندہ اگر کسی شخص نے مثل ابوبکر حصول خلافت میں جسارت و مبادرت کی تو اُسکو قتل ہی کر دینا چاہیے جناب عمر کے اس انصاف بھری تقریر سے چند باتیں پیدا ہوئیں اوّل یہ کہ جسوقت حضرت صدیق کے سر پر دستار امامت بندھی تھی وہ کارروائی جلدی میں عواقب امور پر بلا نظر ڈالے معرض وقوع میں آئی تھی عقلاء جانتے ہیں کہ جلد کام کس کا ضرب المثل ہے - اجماع جس پر اہل سنت کو ناز ہے اس بیان سے پر روئے ہوا پہنچ گیا۔

دوم یہ کہ وہ خلافت شرارۂ جانسوز تھی سوم یہ کہ مثل ابوبکر امر خلافت میں دست اندازی کرنیوالا واجب التعزیر و قابل قتل ہے سبحان اللہ کیا اچھی خلافت ہے اور کیسی نور بھری

خلیفہ ہیں اور کیا باانصاف حضرت عمر ہیں جنھوں نے اس کی حقیقت بیان فرمادی شاہ صاحب نے تحفہ کے باب دہم میں حسب صراحت صدر تسلیم فرمایا ہے کہ بے شبہہ حضرت دوم کی زبان مبارک سے یہ کلمہ نکلا تھا۔ مگر اسکا منشا یہ نہ تھا کہ وہ خلیفہ کو منصرف امر ناجائز جانتے تھے بلکہ مراد یہ تھی کہ گو دربابِ تجویز خلافت جلدی ہوئی مگر اتفاقیہ حق اپنے مرکز پر قایم ہو گیا اور ہمائے اقبال بلا قصد و ارادہ اُسی سر پر بیٹھ گیا مگر اور لوگوں کو احتیاط رکھنی چاہیئے کبھی خلافت کے حاصل کرنے میں ایسے جلد باز نہ بنیں شاہ صاحب وجہ اثبات کے بیان کرنے کی یہ بتلاتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا تھا کہ عمر کے مرنے پر میں فلاں کی بیعت کروں گا اُس کے کان کھولنے کی نیت سے یہ تنبیہی فقرہ کہا گیا تھا۔ شکر خدا کہ شاہ صاحب کی تسلیم بھی اجماع کو ہوا بتا رہی ہے۔

اہلبیت نے جو اس اجماع سے مخالفت کی وہ عیاں ہے اور کتب کا تو کیا حوالہ دوں زمانہ حال کے محقق اہلسنت مولوی شبلی صاحب بھی الفاروق میں لکھتے ہیں کہ (بنی ہاشم سوائے علی مرتضیٰ کے اور کسی کے آگے سر جھکانا پسند نہ کرتے تھے حضرت عمر نے بزور اُن سے بیعت لینی چاہی اور یہ دھمکی دی اگر بیعت نہ کروگے تو میں تمہارا گھر پھونک دوں گا۔) کیا اجماع کی یہی شان ہوتی ہے کہ لوگوں کو بجبر و تعدی دعوت بیعت دیجائے اور بصورت انکار اُن کا جھونپڑا پھونک دینے پر آمادہ ہو جائیں۔ جو لوگ کہ رتبہ شناس خاندان نبوت ہیں وہ بجائے خود یقین کئے ہوئے ہیں کہ اگر تمام عالم ایک سمت ہو اور خاندان رسول دوسری طرف تو راہ حق وہی ہوگی جس پر معدن نبوت گام فرسا ہوگا۔ ہمارے عہد میں جو حکام ہیں انکا بھی یہی قاعدہ ہے کہ کسی ممبر کے لئے ووٹ بجبر نہیں لیتے۔ مثل حضرت عمر کبھی نہیں دباتے کہ فلاں شخص کی عمر کے لئے رائے دو ورنہ دریائے شور بھیجدئے جاؤگے اگر بقول اہل سنت آنحضرت نے یہ اہتمام خود انتظام خلافت نہیں کیا تھا اور مسلمانوں کی رائے پر چھوڑ دیا تھا کہ جس کو اس منصب کے لئے مناسب سمجھیں بہ اتفاق آرا خلیفہ بنالیں اُس کا قرینہ یہ ہوتا کہ بعد دفن یا نماز جنازہ پڑھکر حسب قواعد شرعیہ و مروجہ زمانہ اہلبیت کی دلداری کرتے اس کو

مصیبت کے گر جانے پر اُن کو صبر و شکیبائی کرنے کی قوت دلاتے فاتحہ سوم پر کہتے کہ آنحضرت نے
تو وفات پائی اب بنا بر اجرائے کارِ شریعت و انتظام مملکت و تجہیز جیوش وغیرہا کوئی ایسا شخص تجویز
ہونا چاہیے کہ مثل رسول جمیع ضروریات اسلام کے پورا کرنے میں عاجز و درماندہ نہو۔ رعب و
سطوت و جلالت و شجاعت میں بھی اپنے معاصرین سے بڑھا ہوا ہو۔ علم و فضل و زہد و اتقا میں کوئی
اُسکا ہمسر نہو۔ مسلمانوں سے یکساں برتاؤ رکھنے کا خوگر ہو۔ مزاج میں سادگی ہو فظاظت و غلاظت
کے پاس نہ ہو اس طریقہ سے اگر کوئی شخص منتخب کیا جاتا تو اسکو اجماعی خلیفہ کہنا ہرگز بیجا نہوتا
مگر افسوس ہے کہ ایسا عاقلانہ برتاؤ اسوقت نہ کیا گیا یہی وجہ تھی کہ حضرت عمر نے اس خلافت کو بُلکی
نگاہ سے دیکھ کر اپنے عہد حکومت میں شرارہ جہاں سوز بتلایا ہے۔ حضرت عمر کی انصاف بھری رائے
سے اتفاق کرتا ہوں فی الواقع وہ خلافت خرمن ایمان کے لئے ایسی چمکتی ہوئی چنگاری تھی
کہ بتی کا بھی گھر نہ چھوڑا جلا ہی دیا۔ مجکو ذی عقل سینوں سے اُمید ہے کہ وہ حضرت ابوبکر کی
خلافت کو کبھی اجماعی نہ کہیں گے۔ بلکہ بہ اتباع جناب عمر بجلی کی بارود سمجھیں گے۔

(۵) حضرت صدیق کا بوقت وفات خود جناب فاروق کو خلیفہ بنانا صریح بدعت تھا۔

ثبوت از کتب اہل سنت

مابین اہل اسلام درباب خلافت ہوئی اختلاف عظیم واقع ہو رہا ہے شیعہ کہتے ہیں کہ آنحضرت
نے متواطن متعددہ اور بالخصوص میدان غدیر میں بہ الفاظ صاف و صریح حضرت امیر کو اپنا
قایم مقام کر دیا تھا حضرات اہل سنت فرماتے ہیں کہ نبی صلعم نے کسی کو اپنا جانشین نہیں کیا اس
امر کو امت کی رائے پر محول کر دیا تھا جسکو چاہیں اپنے اوپر حکومت کے لئے تجویز کر لیں چنانچہ
صحیح مسلم میں وارد ہوا ہے کہ جسوقت حضرت عمر کے شکم میں تیغ ابو لولو کی چھری سے زخم کاری لگا
تو لوگوں نے اُنسے عرض کیا کہ حضور زمام خلافت کسی کے ہاتھ میں دیدیں تاکہ انتظام میں برہمی نہو
اُنھوں نے فرمایا کہ بھائیو تمہاری یہ ایسی فرمایش ہے کہ جس کے کرنے اور نہ کرنے سے مجھ پر کوئی جرم
عاید نہیں ہو سکتا۔ فعل و ترکِ فعل دونوں ممدوح معلوم ہوتے ہیں۔ اگر کسیکو خلیفہ مقرر نہ کروں

تو گویا میں نے اتباع سنت نبوی کیا بایں معنی کہ آنحضرت نے بھی کسیکو اپنا نائب نہ کیا تھا اور اگر
قائم کردوں تو سیرت ابوبکر پر چلتا ہوں اس لئے کہ اس مرحوم نے مجکو خزانہ کی کنجیاں حوالہ کی تھیں
عبداللہ ابن عمر کہتے ہیں کہ جس وقت یہ جملہ اُن کی زبان پر جاری ہوا میں سمجھ گیا کہ یہ کسی کو
خلیفہ نہ کریں گے پس بہ شہادت جناب عمر مندرجہ صحیح مسلم ظاہر ہوگیا کہ سرور کائنات نے کسی شخص
کو اپنا خلیفہ مقرر نفرمایا تھا یہ بھی معلوم ہے کہ جو فعل نبی نے نہ کیا ہو اور دوسرے آدمی اُس کو
عمل میں لائیں وہ بدعت ہے بایں جہت حضرت ابوبکر کا بخلاف اہل سنت نبوی جناب عمر کو
خلیفہ بنانا صریح بدعت ہوگیا اس فعل ناشائستہ کی جو سزا شریعت میں تجویز کی گئی ہے اسکو
سب علماء جانتے ہیں کل بدعۃ ضلالۃ و کل ضلالۃ فی النار تمام بدعتیں گمراہی ہیں
اور ہر گمراہی کشاں کشاں جہنم کی طرف لیجانے والے ہیں حضرت ابوبکر فاعل بدعت اور
خلافت عمریہ نتیجہ بدعت قرار پائی حضرت عمر کی دانائی قابل نظر ہے اُنھوں نے تجویز خلافت
کو بدعت سمجھ کر سکوت کیا اور حضرت ابوبکر کے فعل کی متابعت چھوڑ دی واقعہ اصلی پر مطلع
کردینا ہمارا کام تھا اب سنیوں کو اختیار ہے حضرت ابوبکر بدعت شعار اور خلیفہ عمر کو بدعتی
خلیفہ سمجھیں یا اور کوئی قابل تسلیم تاویل کریں جس سے دونوں خلیفہ بچ جائیں اس جگہ یہ بھی
عرض کردینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جو چیز خود فاسد ہوتی ہے وہ دوسری چیزوں کو بھی اپنا
ہم رنگ بنا لیتی ہے چونکہ خلافت عمریہ کا تناور درخت بدعت کے کھاد سے نشو پذیر ہوا ہی
لہذا جن جن لوگوں پر اُسکا سایہ پڑا ان میں بھی اس اصلی مادہ کا اثر ضرور پہنچا ہوگا بدعتی خلیفہ
کے ہاتھ سے اسلام کے متعلق جو جو کام ہوئے وہ سب بناء فاسد علی الفاسد کے حکم میں داخل
ہوں گے یقین ہے کہ یہ تقریر دیکھ کر اہل سنت جناب عمر کو اچھی نگاہ سے نہ دیکھیں گے بلکہ اُن کو
گمراہ بدعت کا ایک جھولتا ہوا بچہ سمجھیں گے اگر کچھ بھی نہ سمجھا تو آنکھ ضرور ہی جھپک جائیگی
اور علماء سنی تعجب میں پوچھیں گے کہ حضرت امام مسلم نے یہ کیا ترانہ چھیڑا جس نے دو خلیفوں کو
گت بے بیگت کردیا حسب ضوابط و قواعد مقررہ اہل سنت حضرت عمر کی خلافت بالکل باطل ہے

حضرات اہل سنت کا یہ عین مذہب ہے کہ اگر خدا و رسول کسیکو خلیفہ مقرر کریں تو اُس سے مفسدہ لازم آجائے اور جسکو مسلمان جانچ کر اپنے اوپر حاکم قرار دے لیں اُس سے اصلاح حال عمل میں آئے چنانچہ شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی نے تحفہ کے باب ہفتم میں شروع باب پر اسی طرح لکھا ہے جیسا کہ میں نے عرض کیا اعجاز داؤدی میں حقیر نے شاہ صاحب کے اس اعتقاد پر کہ خدا کا انتظام مفسدہ ہے ایک دلچسپ مضمون لکھا ہے فی الواقع یہ ایمان حضرات اہل سنت ہی کا ہے کہ تجویز خداوندی کو فساد کی پوڑیہ بتلاتے ہیں خیر ما را چہ ازاں قصہ ہر شخص اپنی معتقدات کا جواب دہ اور ذمہ دار ہے مجکو وہ بات دکھلانی چاہیئے جس سے بروئے مذہب اہل سنت خلافت عمر بہ ناجائز ہو جائے گی ہرگاہ حسب تحریر شاہ صاحب انحصار خلافت مسلمانوں کی رائے پر ہے تو حضرت عمر کی خلافت پر اُسوقت کوئی مسلمان رضامند نہ تھا۔ کتب اہل سنت میں وارد ہوا ہے کہ جسوقت حضرت صدیق نے جناب فاروق پر احکام استخلاف بخلاف طریقہ نبوی جاری کئے یہ حکم سنکر صحابہ میں گڑبڑی پڑ گئی ہر شخص بجائے خود کہ رہا تھا کہ الٰہی کیا ہوگا عجب بدمزاج و درشت طبیعت کے ہاتھ میں امت کی باگ دی گئی۔ ناچار رضا دبد اصحاب نے عرض کیا کہ حضور خود تو جاتے ہیں اور پھر ہمپر ایسے شخص کو مسلط کرتے ہیں جو ناک پر مکھی نہیں بیٹھنے دیتا خدا کو اس تسلط بیجا کا آپ کیا جواب دیں گے صدیق اکبر نے فرمایا کہ میں خدا سے نمٹ لوں گا جب مجھ سے ایسا سوال ہو گا کہدوں گا کہ مینے اس شخص کو چارج دیا جس کے مثل اسوقت ایک بھی نہ تھا اصحاب بیچارے کیا کرتے یہ خشک جواب پاکر سر نیچا کرکے بیٹھ رہے حقیر نے رسالہ عطر ایمان میں اُن کل کتابوں کے نام لکھدئے ہیں جن میں یہ گفتگو درج ہے۔ تحفۃ الاثنا عشریہ جواب ہدیۃ الشیعہ میں بھی اُسکا مفصل ذکر ہے سب کتابوں کی عبارت نقل کرتا لیکن موجب طوالت سمجھ کر اسجگہ صرف صواعق محرقہ کی عبارت نقل کئے دیتا ہوں

ان ابو بکر حین حضر الموت ارسل الی عمر یستخلف فقال الناس یستخلف علینا فظاً غلیظاً الی آخرہ خلیفہ اول نے اپنی وفات کے وقت حضرت دوم کو بلایا تاکہ سکہ و دوات

ان کے حوالہ کریں اسوقت اصحاب رسولؐ نے غل مچایا کہ آنحضرت کیا غضب کرتے ہو ہماری
زندگی کا بیمہ اور اپنی حکومت کا چارج ایسے شخص کو دیتے ہو جو کہ انتہا کا بدخُو و تیز طبیعت
و غصہ ناک ہے ایسا شدید و غلیظ و فظیظ تو حکومت کی بو سونگھ کر اور بھی آتش طبیعت ہو
جائیگا یہ بھی واضح ہو کہ معترضین معمولی آدمی نہ تھے بلکہ وہ بزرگوار تھے جو کہ حواریین
رسول صلعم کہے جاتے ہیں اور عشرہ مبشرہ میں شمار ہوتے ہیں حضرت طلحہ و زبیر بعض علما نے
حضرت امیر کا نام بھی لکھا ہے عمر صاحب کی خلافت سے عموماً صحابہ ناراض تھے کوئی
اسبات کو پسند نہ کرتا تھا کہ اُن کے زیر حکومت رہے۔ چنانچہ ابن قتیبہ دینوری کتاب الامامۃ
والسیاسۃ کے صفحہ (۳۴) پر لکھتے ہیں (وکان اھل الشام قد بلغھم مرض ابی بکر وستبطوٗ
لخبر فقالوا انا لنخاف ان یکون خلیفۃ رسول اللہ قد مات وولی بعدہ عمر فان
کان عمر ھوا لوالی فلیس لنا بصاحب وانا نری خاصہ) یعنی جب شام میں ابوبکر کی علالت کا
حال معلوم ہوا تو باہم لوگ کہنے لگے کہ ہمکو خوف ہے کہ کہیں ابوبکر اپنے بعد عمر کو خلیفہ نہ بنائیں
اگر ایسا ہوا تو ہمکو عمر کی خلافت سے اتفاق نہیں اگر ابوبکر انکو اپنا قایم مقام کر گئے تو ہم معزول
کر دیں گے (اس موقع پر یہ بات قابل غور ہے کہ قبل از واقعہ لوگوں نے کیونکر یقین کر لیا
کہ ابوبکر عمر کو اپنا جانشین کریں گے وجہ یہ تھی کہ لوگ بالیقین جانتے تھے کہ عمر نے ابوبکر کو
خلیفہ اسی واسطے بنایا تھا کہ یہ بوڑھا تو مر جائیگا نتیجہ یہ ہوگا کہ یہ حق مجکو مل جائیگا۔
نمبر بالا میں لکھ دیا ہے بلکہ ثابت کر چکا ہوں کہ حضرت عمر ایک بدعت شعار کے کئے ہوئے
خلیفہ ثمرہ بدعت تھے اسوقت اُن لوگوں کی ناراضمندی سے جنکو ووٹ دینے کا حق تھا
قطعی ناجائز خلیفہ قرار دئے گئے۔ کوئی ہے جو رد توجیہات بالا حضرت دوم کا خلیفہ جائز ہونا
حسب عقیدہ اہل سنت ثابت کر دیوے۔ کوئی نہیں سب نے آنکھوں پر پٹی باندھ لی اور
کانوں میں روئی ٹھونس لیا۔
(۷) جو صفات کہ حضرت عمر کی ذات میں تھیں اس صفت کا آدمی خدا نے نبوت کے لئے

ناپسند فرمایا ہے پس وہ خلافت کے واسطے کب زیبا ہو سکتا ہے

ثبوت از قرآن

خدائے کریم پارۂ لن تنالوا میں ارشاد فرماتا ہے فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم ولو کنت فظاً غلیظ القلب لانفضوا من حولک۔ یعنی اے ہمارے رسول اگر تو بہ مرحمت و شفقت پیش نہ آتا اور اپنے صحابہ سے غلاظت و فظاظت کا برتاؤ کرتا تو یہ تیری نزدیک نہ آتے اور وحشت کر کے بھاگ جاتے معلوم ہوا کہ انبیاء کی ذات بابرکات سے بدمزاجی اور تندخوی عادات رزیلہ کو سلب کیا گیا ہے اور اخلاق حسنہ و شیریں سخنی انپر لازم کی گئی ہے تاکہ اُن کی نرم کلامی و خوش اخلاقی سے قلوب خلایق مسخر ہو کر راہ صواب پر آئیں خلیفہ چونکہ نائب نبی ہے اور اُن جملہ مہمات کا انجام دینے والا ہے جکا تعلق ذات انبیاء سے ہے چونکہ ہمارے نبی کا یہ نائب انتہا کا خشن طبیعت اور رذیلے درجہ کا تُند خو کج خلق تھا لہذا کبھی اس خدمت پر ممتاز ہونے کی قابلیت نہ رکھتا تھا جسکو خواہ مخواہ حضرت ابوبکر نے باوصف نارضامندی صحابہ اس کی سپرد کیا تھا اگر سنی قرآن کو سچا جانتے ہیں تو اس ناشائستہ طبیعت والے خلیفہ سے پشت پھرائیں یا یہ کہیں کہ اُن کی بدمزاجی ممدوح تھی اور جو صفات کہ نبی میں ہوں اُسکا نائب میں ہونا لازمی نہیں خدا نے یہ جملہ نبی سے مخصوص کیا ہے اُن کے خلفاء اس صفت سے مستثنیٰ سمجھے گئے ہیں جس وقت ایسا جواب دیں بذریعۂ مسمریزم حضرت طلحہ و زبیر کی روح سے بھی مشورہ لیں۔ کیونکہ بوجوہ بالا اول ناپسند کرنیوالوں میں علمائے اہل سنت نے انھیں کے اسمائے گرامی لکھے ہیں کیوں بھائی سُنیو اب بھی آپ کو یقین آگیا کہ آپ کے ذی عزت خلیفہ بجرم بدمزاجی نص قرآن سے اہلیت خلافت نہ رکھتے تھے۔

(۸) حسن عادات کے عامل حضرت عمر تھے ایسا شخص جنت میں نہیں جاسکتا۔

ثبوت حضرت عبد اللہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا کہ

فظ و غلیظ شخص بہشت میں نہیں جا سکتا چونکہ حضرت عمر اس کمال میں ید طولیٰ رکھتے تھے اور
بجائے اُن کی ذات میں یہ صفت شہرت پذیر ہو گئی تھی کہ عورات مدینہ بھی ان کو اسی
لقب جلیل سے یاد کرتی تھیں اُن کی تیز مزاجی کا تھرما میٹر نمبر (۱۰۶) پر پہنچ گیا تھا یہ ہی
وجہ تھی کہ شیطان اُن سے بھاگتا پھرتا تھا عمر کی صورت دیکھی اور ففر د ہوا اس درجہ
شیطان کے دل میں اُن کا خوف بیٹھ گیا تھا کہ سایہ سے بھاگنے لگا تھا چنانچہ سنی صاحب
کہتے ہیں (الشیطان یفر من ظل عمر) درحقیقت بہشت میں وہ عباد صالحین ہوں گے
جن کے اخلاق دنیا میں بجمیع الوجوہ درست رہے ہوں اور جن کی طبیعت میں شوخی و
سختی و درشتی ہے وہ کبھی دروازہ جنت تک نہ پہنچ سکیں گے وہاں ایسے آدمی کا کیا کام
اس کا سر توڑا اس کی ٹانگ مروڑی ایک کے گھونسہ مارا دوسرے کے سر پر دُرّہ کھاکر
لگا یا کسی کی ناک توڑ دی کسی کی آنکھ پھوڑ دی۔ وہاں شوریدہ لوگوں کا کام نہیں
سلیم الطبع اور راست طبیعت لوگوں میں حضرت عمر کی نبھ نہ سکے گی مناسب یہ ہے کہ بہشت
سے باہر ہی رہیں ورنہ آئے دن دفعہ ۳۲۳ و ۳۲۵ کا چالان مرتب ہوتا رہے گا۔
(۹) حسب الارشاد جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حضرت عمر شدید ترین کفار
کے ہم خصائل تھے۔
ابن حجر مکی صاحب صواعق محرقہ لکھتے ہیں کہ ایک روز قبل از اسلام حضرت عمر شراب کے نشے
بدمست ہو کر جوش عداوت میں مُنہ سے کف اُگلتے ہوئے بہ قصد ضرر رسانی آنحضرت کے دروازہ
کرامت نشانہ پر تلوار گھماتے ہوئے وارد ہوئے حضرت امیر حمزہ و طلحہ و حضرت علیؑ
دروازہ پر موجود تھے عمر کو اس وحشیانہ طرز میں دیکھ کر گرم کلامی کی رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ
حرم سرا میں تشریف رکھتے تھے جانبین کی بلند کلامی سنکر باہر تشریف لائے دیکھا کہ عمر
تیغ بدست کھڑے ہوئے اول فول بک رہے ہیں اور علیہ کھڑے جو مُنہ میں آتا ہے کہہ
رہے ہیں حضرت نے اس کے قمیص پر ہاتھ ڈال کر فرمایا کہ سیدھی انگلیوں بطوع اسلام

ہو جاؤ ورنہ میں خدا سے التجا کروں گا کہ تیرے حق میں وہ خواری و رسوائی نازل ہو گی جو کہ ولید
بن مغیرہ کے حق میں جن نزول پائے ہوئے تھے حضرت نے جو عمر کو خوف تفضیح دلایا تھا
اُس کے متعلق ایک فقرہ کتاب مذکور سے نقل کرتا ہوں ینزل اللہ بک من الخزی والنکال
ما انزل ما بولید بن المغیرہ سوائے ازایں بیہقی نے کتاب دلایل النبوۃ میں اور سیوطی نے
تاریخ الخلفا میں حسب بالا لکھا ہے صاحب روضۃ الاحباب بھی اس قصہ کو بایں الفاظ لکھتے ہیں
د عمر در خانہ حمزہ رانکوفت وے بیروں آمد دید کہ عمر شمشیر بر دوش نہادہ۔ گفت اے عمر
طمع داری کہ بر محمد دست یابی و حالانکہ ما جماعتے ام از فرزندان عبدالمطلب این معنی کے
بہم رسد کہ تو ارادہ آن داری چوں سولخدا نام عمر شنید بیروں آمد گفت اے عمر مسلمان شو
والا حق تعالی بہ تو بفرستد انچہ بفرستاد خدا ولید بن مغیرہ را عمر چوں از حضرت ایں سخن شنید از
ہیبت بند در بندش بلرزید و شمشیر از دست وے بہ افتاد و سر در پیش افگند و گفت اشہد ان
لا الہ الا اللہ و انک رسول اللہ۔ حضرات اہلسنت بصد طمطراق فرمایا کرتے ہیں کہ جناب عمر اپنی
بہن سے آیات قرآن سُنکر کلام ربانی پر ایسے دلدادہ ہوئے کہ اسلام لانے پر آمادہ ہو گئے
انکو یقین کرنا چاہیے کہ فصاحت قرآنی حضرت دوم کے قلب شدید و غلیظ پر موثر نہ ہوئی
تھی بلکہ اُن کو یہ خوف پیدا ہو گیا تھا کہ اگر اسوقت مسلمان نہیں ہوتا ہوں تو وہ ہی
ذلت و رسوائی اہل مکہ میں مجکو حاصل ہو گی جو کہ ولید کو انکشاف حالات اندرونی سے ہوئی تھی
لہذا بخوف تفضیح اس سے بہتر کوئی تجویز نہ سوجھی کہ فوراً کلمہ پڑھ کے پردہ اسلام سے
مُنہ چھپالیا جو برائی کہ ولید کی حق میں نازل ہوئی اور جس سے خوف زدہ ہو کر عمر مسلمان
ہوئے تھے وہ سورہ (نون والقلم) میں اس طرح وارد ہوئی ہے ولا تطع کل حلاف
مہین ہماز مشاء بنمیم مناع للخیر معتد اثیم عتل بعد ذالک زنیم الی آیہ ظاہری معنی
یہ ہوئے کہ نہ کہا مان ہر قسم کھانے والے ذلیل و غیبت کنندہ و چغل خور و مانع امر خیر و
بیروں روندہ از حدود الہی و بد خو و سخت کلام و نطفہ حرام کا۔ مفسرین اہل سنت نے لکھا ہے

کہ آیات بالا کا نزول دربارہ ولید ہوا ہے تفسیر کبیر جلد ہشتم مطبوعہ قسطنطنیہ کے صفحہ ۲۶۵
و ۲۶۶ پر اسی طرح لکھا ہے جس قدر برائیاں ولید میں تہیں وہ سب حضرت عمر کی ذات میں
ہونی ضروری ٹھیریں - دس عیب ولید کی آیت میں بیان کئے گئے ہیں اُن سب میں
حضرت عمر اعلیٰ حصہ رکھتے تھے بڑے بھاری جھوٹے اور فضول قسمیں کھانے والے چغلخور
اور سخت طبیعت اور بداخلاق تھے ممکن تھا کہ اگر وہ تہ دل سے مسلمان ہوتے تو سب عادات
ذمیمہ وقبیحہ کو چھوڑ دیتے اور اچھے کھرے مسلمان ہوجاتے مگر افسوس ہے کہ انھوں نے مرتے دم
تک اپنی قدیم خصلت کو نہ چھوڑا دمبدم ترقی کرتے رہے ولید کے لئے آیت میں جو دس عیب
بیان ہوئے ہیں ازانجملہ نو برائیاں تو ایسی ہیں جنکو انسان بہ اختیار خود کرتا ہے اور چھوڑ
بھی دیتا ہے دسویں بات (زنیم) یعنی حرام زادہ ہونا یہ ایسی غیر منفک ہے کہ چھوڑنے سے
نہیں چھوٹ سکتی ولید جسکا شبیہ آنحضرت نے جناب عمر کو انتخاب کیا تھا نجاست ولادت میں
وہ مرتبہ عالی رکھتا تھا کہ اٹھارہ برس تک یہ پتہ نہ چلا کہ جناب کس کے شوہر ہیں بعد مدت ہیجدہ
سالہ مغیرہ نے اپنا صلبی بیٹا قرار دیا تفسیر مدارک وکشاف وتفسیر حسینی میں اسی طرح لکھا
ہے صاحب تفسیر حسینی نے جو آیۂ بالا کے توجیہات کی ہیں اُسکا ایک فقرہ متعلق بہ (زنیم)
لکھتا ہوں (واین ولید بن مغیرہ است کہ پدر او بعد ہیجدہ سال دعوے کرد کہ این فرزند
من است) سبحان اللہ کیسے نیک خصلت وخوش نسب سے آنحضرت نے جناب عمر کو مشابہ
کیا تھا درحقیقت حضرت عمر کے فضائل وکمالات کچھ عجیب رنگ رکھتے تھے مزاج کیسا نور بھرا
عادت کیسی اچھی خصلت کیا خوبصورت خوش نسبی میں لاجواب اہل سنت مجھ پر غصہ نفرمائیں
جو کچھ کہنا ہو وہ مدینہ میں جاکر نبی سے کہیں کہ حضرت آپ نے مجموعہ قبائح (ولید) سے حضرت
عمر کو مماثل کرکے ہمکو مصیبت میں ڈالدیا آپ کو کیا ضرورت لاحق ہوئی تھی جو ہمارے مایۂ ناز
خلیفہ کو ایک بدنسب کافر سے مشابہ کردیا ان کی بدمزاجی و درشتی طبیعت کو تو ہم اشداء
علی الکفار کا قرآن پر سخت (کے پہلو میں لئے ہوئے تسکین خاطر کرتے تھے (زنیم) کے سوائے

ازیں اور کیا تاویل کریں کہ اُن کو مثل ولید سمجھیں آپ براہ عنایت خدا سے عرض کر کے اس آیت کو بدلوا دیجئے ہم سخت مشکل میں ہیں اگر تمام صفات ولید میں حضرت عمر کو اعلیٰ حصہ دار جانتے ہیں تو صفت زنیم ان میں ماننی پڑتی ہے گو کہ اس میں اُن کا کوئی ذاتی قصور نہیں اگر ہے تو والدین شریف کا۔ مگر پھر بھی یہ اسباب ظاہر ایک نوع کی ندامت ہوتی ہے اور اگر نعوذ باللہ عیب اُن کی ذات میں مانکر ایک عیب آخر سے انکار کرتے ہیں تو آپ کی تشبیہ غلط ہوتی ہے۔ ہم کہاں سر دے ماریں آپ نے ولید کے ساتھ حضرت عمر کا جوڑ لگا کر ہمکو سخت ضغطہ میں ڈال دیا۔ کیا آپ کو بعلم نبوت اتنی بات بھی معلوم نہ تھی کہ ہماری امت کا گروہ عظیم اس شخص کی گرد قدم پر جاں نثار کرنے والا ہوگا امید ہے کہ بے تعصب سُنی ضرور ہی سمجھ جائیں گے کہ حضرت عمر ایک شدید کافر کے ہم مثل ہو کر کس رتبہ کے رہ گئے جناب خالد ابن ولید جنکو اہل سنت سیف اللہ اور رجریل اسلام کہتے ہیں وہ اسی ولید کے فرزند تھے جنکا باپ اٹھارہ برس کے بعد پیدا ہوا تھا

(۱۰) اگر حضرت عمر امور مشروع وجائز کو بند نہ کرتے تو اسلامی دنیا میں کوئی ولد غیر صحیح النسب نہ ہوتا ابتدا سے اسوقت تک اور اب سے تا قیامت جسقدر غیر ٹکسال آدمی ہونگے سب کی رزالت ولادت کا مظلمہ اُن کی گردن پر ہوگا۔

مابین سنی وشیعہ درباب متعہ صرف اسقدر اختلاف ہے سُنی کہتے ہیں کہ بعض لڑائیوں میں طول مدت سے تنگ آکر صحابہ نے آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم وطن سے دور پڑے ہوئے ہیں خواہش نفسانی کچھ اور کہتی ہے ایسی اضطراری حالت میں کیا کرنا چاہیے تب حضرت نے حکم دیا کہ متعہ کرو جب وہ عذر برطرف ہوگیا اور لوگ اپنے وطن میں پہنچ گئے صیغہ متعہ بھی رخصت ہوا۔ مگر چونکہ صحابہ کو اُس کے چاشنی معلوم ہوگئی تھی۔ لہذا اس روش کو نہ چھوڑا چوری چھپے کرتے رہے حضرت ابوبکر کے وقت میں بھی ایسا ہوتا رہا۔ عمر صاحب نے اپنے عہد حکومت میں جب دیکھا کہ مسلمان متعہ کئے جاتے ہیں باز نہیں آتے احکام خدا د

رسول کی ذرہ بھر وقعت نہیں کرتے تب اُنھوں نے ایک روز ممبر پر بیٹھ کر کہدیا کہ ایہا الناس
گو کہ متعہ رسول کے زمانہ میں جائز تھا لیکن میں اسکو حرام کرتا ہوں شاہ صاحب نے
تحفہ میں لکھا ہے کہ فساق و عوام الناس ایسے متعہ کی چاٹ پر لگے ہوئے تھے کہ بالکل چھوڑتے
ہی نہ تھے ناچار حضرت عمر کو یہ تدبیر کرنی پڑی کہ اُس کی حرمت کو اپنی ذات سے چسپاں
کیا یہ اس وجہ کہ لوگ اُن سے بمقابلہ خدا اور رسول زیادہ ڈرتے تھے جن لفظوں سے
شاہ صاحب نے تحفہ کے باب دہم میں عمر کے گیارھویں طعن پر مضمون بالا کو نقل کیا ہے
وہ بجنسہ اسجگہ لکھتا ہوں (وآنچہ از عمر نقل کردہ اند) انا انہی عنہما ہمینش ہمین ست کہ نہی
من در دلہائے شما تاثیر بسیار دارد زیرا کہ خلیفہ وقتم و در امور دینی تشار دمن معلوم ست
لہٰذا باید کہ درین امر تساہل و رزید) کچھ آگے بڑھ کر لکھتے ہیں کہ فساق و عوام الناس نہی
قرانی و احکام حدیث را چہ بخاطر می آرند (اینجا احکام سلطانی می باید) شیعہ کہتے ہیں
کہ حکم متعہ دوام کے لئے تھا کبھی منسوخ نہیں ہوا حضرت عمر نے زبردستی حلال خدا کو حرام
کر دیا اس جگہ میں متعہ کے جواز و ناجوازی پر بحث نہیں کرتا کیونکہ اس بحث میں متعدد
رسائل موجود ہیں حقیر نے بھی ایک رسالہ لکھدیا ہے جسکا نام بحث متعہ ہے اور مطبع ریاض
فیض نگینہ ضلع بجنور میں چھپا ہے یہاں میں صرف وہی بات دکھلاتا ہوں جو کہ نمبر بحث طلب
کی عبارت سے متعلق ہے محمد ابن جریر طبری اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ حضرت امیر فرمایا
کرتے تھے کہ اگر عمر متعہ کو حرام نہ کرتے تو دنیا میں کوئی مسلمان زنا نہ کرتا عبارت یہ
ہے عن علی قال لولا نہی عمر عن المتعۃ فازنی الا اشقی) نہایہ ابن اثیر میں جناب عبداللہ
ابن عباس سے نقل ہوا ہے کہ متعہ ایک رحمت الٰہی تھا اگر عمر اسکو حرام کرکے مرتکب
کو عقوبت سلطانی سے نہ ڈراتا تو ایک شخص بھی زناکار نہ ہوتا عبارت یہ ہے ما کانت
المتعۃ الا رحمۃ اللہ بہا امتہ محمد لولا نہی عنہا عمر ما احتاج الی الزنا الا اشقی) غرض کہ
یہ بات ثابت ہو گئی کہ آنحضرت کے زمانہ میں بھی لوگ متعہ کرتے تھے اور تمام خلافت

ابوبکر میں کرتے رہے حضرت عمر نے اپنے زمانہ میں بزور حکومت اُس سے لوگوں کو روکدیا
اگر وہ منع نہ کرتے تو بقول حضرت امیر و عبداللہ ابن عباس دنیا میں کوئی زنا نہ کرتا بہ این
عنوان آج تک جسقدر زنا کہ اہل اسلام سے واقع ہوئے اور آئندہ ہوں گے اُن سب کا
حساب کتاب حضرت دوم سے متعلق ہوگا رنڈیوں نے جو شریفوں کی جائدادیں بکواکر
اُن کو مفلس بنا دیا اور ہاتھ میں ٹینٹ ہٹنی دیدی یہ سب اوسے ہی کھاتہ میں درج ہوگا
دنیا بھر کے زناکارے حضرت عمر کا دامن دولت سمجھائے ہوئے میدان حشر میں آئیں گے
حضرت عمر نے جماعت تو اچھی بہم پہنچالی بڑے دھوم دھام اور تزک و احتشام سے عرصۂ قیامت
میں آئیں گے ۔ گوہر جان ۔ منی جان ۔ جگنما ۔ بیلیما و بھاگ بھری وسینتی وغیرہ ست ہی
رنڈیوں کی اولاد بحکم (یوم ندعو کل الناس بامامہم) یعنی بلائیں گے اور پکاریں گے
ہم سب آدمیوں کو اُن کے امام کے ساتھ سیچے ہوگی اور حضرت عمر چونکہ اُن کے باعث
وجود ہوئے ہیں آگے آگے ہوں گے ۔ عمر صاحب کی یہ حالت ایسی غیر موثر تھی کہ اُن
کی حقیقی بیٹی حضرت عبداللہ ابن عمر نے بھی اسکو نہ مانا اور بہ مخالفت پدر برابر متعہ کرتے
رہے خلیفہ زادہ کا قول تھا کہ مجھ پر حکم نبی کا اتباع لازمی ہے نہ کہ باپ کے اس حکم کا
جو کہ خلاف رسول ہو ۔ دیکھو شرح صحیح مسلم مطبوعہ لکھنؤ صفحہ (۳۹۳) و ۳۹۴ و زرقانی
شرح موطا امام مالک مطبوعہ مصر صفحہ (۱۸۳) و ظفر المبین مطبوعہ لاہور صفحہ (۵۵ و ۵۶) و
ترمذی شریف مطبوعہ دہلی صفحہ (۱۴۴) ترمذی نے اس حدیث کو حسن و صحیح لکھا ہے ۔ متعہ کے
متعلق صحیح مسلم کی ایک عبارت بطور قول فیصل پیش کی جاتی ہے امید ہے کہ اسکو ملاحظہ فرما کر
حضرات اہل سنت عزت متعہ کا یقین فرمالیں گے اور اسکو زنا و فحش سے تعبیر نفرمائیں گے
ترجمہ صحیح جلد ۴ مطبوعہ صدیقی لاہور کے صفحہ (۴۰۲) سے لغایت (۴۳۲) چند احادیث
متعلق بجواز متعہ لکھتے ہیں از انجملہ یہ کہ بہ حکم آیہ فما استمتعتم بہ منہن فآتوا اجورہن الی آخرہ
رسول مقبول نے حکم متعہ دیا صحابہ برابر کرتے رہے کئی دفعہ حکم دیا اور کئی دفعہ منع کیا

اور صحابہ اول و دوم خلفاء کے زمانہ تک کرتے رہے پس حلّت متعہ تو قطعی ہے
اور حرمت ابدی ظنی چنانچہ مقبلی نے لکھا ہے کہ جمہور اسکا معقول جواب نہیں دے سکتے بحمد اللہ اہل
سنّت کے بیان سے حلت متعہ تو قطعی طور سے ثابت ہوگئی امام مالکؒ کی کتاب موطاء کا
ترجمہ مسمیٰ بہ کشف المغطا مطبع صدیقی لاہور میں چھپا ہے اس کے صفحہ (۹۳۳) سطر ۱۶
پر یہ عبارت ہے) آئمہ اربعہ اور جمہور علماء کے نزدیک متعہ ناجائز ہے اوایل اسلام میں
متعہ درست تھا پھر خیبر کے روز حرام ہوا پھر عمرہ قضا میں درست ہوا پھر فتح مکّہ کے روز
حرام ہوا پھر جنگ اوطاس میں درست ہوا پھر حرام ہوا پھر تبوک میں درست ہوا
پھر حجۃ الوداع میں حرام ہوا اس بار بار کی حلت و حرمت سے لوگوں کو شبہہ باقی
رہا بعض لوگ متعہ کرتے تھے بعض نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ آنحضرتؐ کی وفات ہوگئی
اور حضرت ابوبکر کی خلافت میں بھی ایسا ہی رہا اور حضرت عمر کی اوایل خلافت میں بھی
یہی حال رہا بعد اس کے حضرت عمر نے اس کی حرمت برسر ممبر بیان کر دی جب سے ہی
لوگوں نے متعہ کرنا چھوڑ دیا۔ مگر بعض صحابہ اس کے جواز کے قایل رہے جیسے جابر ابن
عبداللہ اور عبداللہ ابن مسعود اور ابوسعید اور معاویہ اور اسماء بنت ابوبکر اور عبداللہ
ابن عباس اور عمرو بن حویرث اور سلمہ بن الکوع اور ایک جماعت تابعین میں سے اس
کے جواز کی قایل ہوئے پھر اسی کتاب کے صفحہ (۳۴۰) سطر ۴ پر درج ہے) متعہ کرنیوالے
پر بہ اتفاق زنا کی حد لازم نہیں آتی حضرت عمر نے ڈرانے کے واسطے یہ کہا تھا تا کہ
لوگ متعہ سے باز رہیں۔

(۱۱) حضرت عمر کی ولادت حسب الارشاد ابن بنیاد جناب سرور کائنات طیب و طاہر
طریقہ سے جیسا کہ معمولاً ہوا کرتی ہے نہیں ہوئی۔

نوٹ نمبر ۹ کی توضیح میں یہ بات بیان ہو چکی ہے کہ جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے حضرت عمر کو ولید بن مغیرہ سے جو کہ بحکم قرآن زنیم (حرامی) تھا تشبیہہ دی تھی

اب عقلا خود سمجھ لیں کہ اُن کی ولادت طاہر طریقہ سے ہوئی یا دیگر عنوان سے۔
کتاب معارف و تاریخ ابن کثیر شامی و مثالب کلبی و روض الالف وغیرہ بھی حضرت دوم
کے نسب کو خوش اسلوبی سے بیان کرتے ہیں۔

(۱۲) اہل سنت ولد الحلال سے اُس کے غیر کو اچھا جانتے ہیں اور اولاد حرام کو بُرا سمجھنے کو
بُرا تصور کرتے ہیں۔

امام راغب اصفہانی نے کتاب محاضرات میں تحریر فرمایا ہے کہ ولد الحلال سے اُسکا غیر بہتر
و برتر ہوتا ہے کیونکہ جائز عورت سے بوجہ کثرت مشاغل طبیعت ہٹ جاتی ہے بایں سبب
بچہ لاغر و کمزور پیدا ہوتا ہے اور دیگر عورات سے چونکہ دلچسپی و آویزش تمام ہوتی ہے
قوائے شہوانی اپنے اپنے افعال کو پورا انجام دیتے ہیں بایں وجہ بچہ قوی اور ذہین و
حیت و چالاک و فرزانہ ہوتا ہے علمائے اہلسنت نے تائید کلام خود۔ دو مولود بھی پیش
کیے ہیں ایک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور دوسرے اُنکے وزیر جناب عمر ابن
عاص۔ عمر ابن العاص کی والدہ ماجدہ کا تعلق وقت واحد میں چار آدمیوں سے تھا
جبکہ یہ حضرتِ رونق افزائے باغ عالم ہوئے۔ تو چاروں آستین چڑھا کر چھین
جھپٹ کرنے لگے ایک کہتا تھا یہ میرا لخت جگر ہے دوسرا کہتا تھا کہ واہ یہ تو میری آنکھوں
کا تارا اور گھر کا اُجالا ہے۔ جب چند مدعیان ولدیت میں جھگڑا ہوا تو اُن کے
مادر مکرمہ کے بیان کو لائق تسلیم سمجھا گیا وہ از بس رسنگو اور مصنف مزاج تھیں فرمانے
لگیں کہ میں ان چاروں میں سے ایک کو بھی نہیں جھٹلا سکتی سب صاحب غایت کرم سے
مجھکو بوقت واحد سرفراز فرماتے رہے ہیں ایسی حالت میں کیونکر کسی ایک کی ڈگری
ہوسکتی ہے ارباب نظر غور کریں چاروں میں سے جس کا میرے ننھے کو شبیہ پائیں اُسی
کے نام ڈگری کریں صاحبان بصیرت نے قوت نظری سے بلاشرکت غیرے عاص کا بیٹا
ہونا قرار دیا۔ زوجہ ابوسفیان مادر جناب معاویہ کے فضائل محتاج بیان نہیں

ایسی کریم النفس و فیاض تھیں کہ باوصف کثیر الاولاد ہونے کے کبھی ایک بچہ دوسرے کا ہمرنگ نہ ہوا ہمیشہ نئے نئے لال اگلتی رہیں جناب ہندہ مادر معاویہ مجموعہ کمالات تھیں معظمہ کے شوہر ابوسفیان نے آنحضرت کے دندان مبارک شہید کئے اُس کے غلام نا فرجام نے حضرت امیر حمزہ کو شہید کیا۔ خود بدولت نے اُن کا کلیجا چبایا ناک کان کاٹ کر گلے میں ہار بنا کر ڈالے اُس زیور میں عضو تناسل کو بھی شامل کر لیا۔ ہمارے حضرت کے بیٹے معاویہ اور پوتے یزید نے جو نمایاں کام کئے وہ عیاں ہیں اس ذی عزت بی بی کا جو انجام ہوا وہ بھی دیکھئے تاریخ ابن جریر طبری نے لکھا ہے کہ آنحضرت نے اُس جنگ میں جو کہ ۸ہجری میں مکہ کے اندر ہوئی چار عورتوں کو قتل کرایا ایک اُن میں ہندہ بن عتبہ مادر معاویہ بھی تاریخ الرسل والملوک کے صفحہ (۱۶۴۲) پر یہ واقعہ لکھا ہے۔ چونکہ معاویہ و عمر ابن العاص کے حالات بہت کچھ تفصیل سے لکھے گئے ہیں لہذا خیال ہوتا ہے جو لوگ کہ ان دونوں بزرگوں کو پیشوائے دین اپنا جانتے ہیں وہ غالباً مضمون بالا کے معائنہ سے فی الجملہ مکدر ہوں گے اُن کو دو باتیں سوچنی چاہئیں اوّل یہ کہ ہر دو صاحب کی ولادت باسعادت ایام جہالت کی ہے اُسوقت عوام الناس میں ایسی باتیں معمول بہ تھیں دوم یہ کہ دونوں ذی عزت حضرت علی علیہ السلام کے ایسے صریح فاطبتہً دشمن تھے کہ اُس کی وجہ سے ہزاروں عدوے جانی پیدا ہو گئے گویا ان کو معدن عداوت سمجھنا چاہیئے اور ہر خاص و عام پر یہ بات واضح ہے کہ دشمن علیؑ سوائے ولد غیر طیب اور کوئی ہو نہیں سکتا بعض شعرائے نامی کہ گئے ہیں کہ دشمن علیؑ کے لئے ولد الحلال نہ ہونا ایک لازمی بات ہے فردوسی علیہ الرحمۃ کہتے ہیں ؎

نباشد جز از بے پدر دشمنش ۔ کہ یزداں بآتش بسوزد تنش

بیرم خان خانخاناں فرماتے ہیں ؎

محبت نشہ مرداں مجو زبے پدرے　　　که دست غیر گرفته ست پائے مادر او

پس ایسے حضرات جتنے معیوب ہوں تھوڑا ہے یہی وجہ ہے کہ سنی صاحب حرام زادوں کے بدل خیر طلب ہیں تمام عالم کو ان کی برائی پر اتفاق ہے مگر اکابر اہلسنت اُن کی طرفداری پر کمر باندھے ہوئے ہیں ابوہریرہ نے ایک جلسہ میں بیان کیا کہ ولد الحرام (شر الثلاثہ) ہوتا ہے۔ یعنی تین میں کا ایک بد اس صحبت میں عبداللہ بن عمر بھی بیٹھے ہوئے تھے وہ کہنے لگے کہ بالکل غلط ہے (خیر الثلاثہ) ہوتا ہے یعنی تین میں کا ایک نیک حضرت ممدوح نے اپنے اگلے پچھلے کا غذات پر نظر کر کے حرامی کی حمایت میں یہ خلاف عقل حملہ فرمایا تھا۔ مولوی حیدر علی صاحب فیض آبادی منتہی الکلام کے صفحہ (۲۵۷) پر لکھتے ہیں (بحمد اللہ کہ متقدین اہل حق از تخریج روایات اولاد الزنا مبرا اند۔ یعنی شکر خدا کہ اولاد حرام کی مذمت سنیوں کے علمائے اہل تنقید نے نہیں کی نہایت تشکر یہ کا موقع ہے کہ بروئے مذہب سنیہ حرامی کا حلالی سے اچھا ہونا نیز یہ کہ ولد الحرام کی سنیوں میں کوئی برائی نہیں بخوبی ثابت ہوگیا اور یہی منشار نمبر تھا

(۱۳) بوقت خروج دجال اہل سنت اُس کے لشکر میں ہونگے

کتاب میزان الاعتدال مولفہ ذہبی میں وارد ہوا ہے کہ جب دجال دنیا میں آئیگا تابعین عثمان اُس کے گدھے کی باگ پکڑے ہوئے ہونگے۔ عثمانی کوئی خاص جماعت نہیں سب سنی عثمانی ہیں۔ عن حذیفہ انہ قال رسول اللہ ان خرج الدجال تبعہ من کان یحب عثمان

(۱۴) و (۱۵) ان دو نمبروں میں آیہ استخلاف و آیہ غار کی توضیح کا وعدہ کیا گیا تھا لیکن افسوس ہے کہ بیں من موقع پر جیسا کہ ہر نمبر کی اس کے تحت میں تصریح کرتا آیا ہوں اور آئندہ نمبروں کی انشاء اللہ کروں گا صراحت نہیں کر سکتا۔ کیونکہ پانچ آیات آیہ استخلاف و آیہ غار و آیہ رضوان وغیرہ کی متعلق ایک جداگانہ رسالہ بہ تفصیل لکھدیا ہی

اگر اُن تمام مطالب متعلقہ آیات کو یہاں بیان کروں تو ایک بڑی کتاب ہو جائے گی لہٰذا ناظرین سے معافی خواہ ہو کر گذارش کرتا ہوں کہ رسالہ مذکور کو دیکھیں جسکا نام دالایات ۱ہے معاینہ سے معلوم ہو جائے گا کہ جملہ آیات ثلثہ کی مذمت بتلاتے ہیں نہ کہ حسب عقیدہ اہلسنت تعریف

(۱۶) اسلامی دنیا میں شیعہ قدیم ہیں اور اہل سنت جدید بلکہ تمام سنیوں کے بزرگ شیعہ تھے اور سنی مذہب شیعہ ترک کرکے سنی ہو گئے ہیں۔

رسالہ الہادی میں جو کہ بطریق ناول حقیر نے لکھا ہے بوجوہات عدیدہ اسلامی دنیا میں شیعہ کا قدیم اور اہل سنت کا جدید ہونا ثابت کیا ہے اس موقع پر مختصر لکھے دیتا ہوں انشاءاللہ ناظر پر واضح ہو جائے گا کہ سنی مذہب کی کیا حقیقت ہے اور شیعہ کیسا اقتدار رکھتے ہیں شاہ عبدالعزیز دہلوی تحفہ میں لکھتے ہیں (باید دانست کہ شیعہ اولیٰ فرقہ سنیہ و تفضیلیہ اند در زمان سابق بہ شیعہ ملقب بودند چون غلاۃ و روافض و زیدیان و اسماعیلیہ این لقب خود را ملقب کردند و مصدر قبائح و شرور اعتقادی و عملی گردیدند) خوفاً عن التباس الحق بالباطل فرقہ سنیہ و تفضیلیہ این لقب را برخود نہ پسندیدند و بہ اہل سنت والجماعت ملقب گردیدند۔

تقریر ہذا سے ثابت ہوا کہ پہلے زمانہ میں کوئی فرقہ سنیت سے نامزد نہ تھا سب شیعہ کہے جاتے تھے اسماعیلیہ وغیرہ کے وقت میں لقب شیعہ چھوڑ کر سنی ہونا اختیار کیا یہ ایں حساب آنحضرت کے زمانے سے ڈیڑھ سو برس بعد یہ فرقہ مشہور عالم ہوا۔ بعض اہل سنت نادانستگی سے جو کہدیتے ہیں کہ شیعہ کا زمانہ سابق میں وجود نہ تھا یہ تو ابھی پیدا ہو گئے ہیں وہ شاہصاحب کی تحریر سے سبق لیں صاحب صواعق محرقہ و رشیدالدین صاحب نے بھی یہی لکھا ہے کہ ہم طریقہ شیعہ سے منحرف ہو کر سنی بنے ہیں یہ بات بھی علمائے سابق الذکر نے تسلیم کی ہے کہ فرقہ شیعہ کی تعریف میں احادیث وارد ہوئی ہیں جو نمبر کہ میں نے تجویز کیا تھا اُسکی پوری تائید ہو گئی

(۱۷) سنی کوئی مذہب نہیں۔ بلکہ ایک سگ منش تگلگہنے بادشاہ کے سنہ جلوس کی یادگار ہے اس نمبر کے متعلقات بھی رسالہ الہادی مندرجہ نمبر ۱۶ میں بہ وضاحت تمامتر بیان کئے گئے

ہیں۔ یہاں اختصار سے کام لیا جاتا ہے۔ صحاح اہل سنت میں وارد ہوا ہے کہ آنحضرت نے ارشاد فرمایا۔ اسلام کی چکی تیس برس تک گھومے گی بعد ازاں ملوک عضوض یعنی ستمگار و جفا شعار کاٹ کھانے والے سلاطین ہوں گے اسی حدیث کی بناء پر حضرات اہل سنت فرمایا کرتے ہیں کہ ساڑھے انتیس برس تک خلفاء اربعہ حکمراں رہے اور اُن کے بعد چھ مہینہ امام حسن علیہ السلام اس عرصہ تک اسلام اپنے اصلی چکر پر رہا پھر بدکردار لوگوں کے پنجہ میں پھنس گیا معاویہ و دیگر خلفاء کا شمار بعد انقضائے مدت سی سالہ کیا گیا ہے وہ خلفاء جو کہ حدیث نبوی میں (ملوک عضوض) سے تعبیر کئے گئے حضرت معاویہ سے شروع ہوتے ہیں ....

.... گویا گھٹے خلفاء میں پہلے نمبر پر امیر معاویہ ہیں بقول شاہ صاحب مندرجہ نمبر بالا سنی مذہب اسماعیلیہ و زیدیہ کے زمانہ میں وقوع پذیر ہوا اور بخلاف عالم موصوف دیگر اکثر علماء اہلسنت لکھتے ہیں کہ اسکا بنیادی پتھر امیر معاویہ نے اپنے ہاتھ سے رکھا ہے اُن کے بعد جو خلیفہ ہوا وہ ردّے پر ردّا رکھتا چلا گیا تا اینکہ ایک اونچی اور محکم عمارت بن گئی جو کہ بلاد اسلام میں قطب صاحب کی لاٹ ایسی کوسوں سے نظر آتی ہے۔ صحیح ابن داؤد میں لکھا ہے کہ جب سنہ ۴۱ ہجری میں امیر معاویہ ملک عرب کے بلا شرکت غیرے و خرخشہ احدے مستقل بادشاہ بن گئے اور ایک کثیر جماعت اُن کا دم بھرنے لگی خاندان نبوت کا خاتمہ ہو گیا امیر موصوف کے آگے کوئی سر اٹھانے والا نہ رہا اسوقت اُنھوں نے فرمایا کہ آنحضرت کا جو ارشاد ہے کہ میری امت کے تہتّر فرقے ہو جائیں گے ایک اُن میں ناجی ہے اور باقی ناری وہ فرقہ ناجیہ ہمارا ہے جس میں جماعت کثیر شامل ہے اسوقت اہل جماعت نام رکھا گیا۔ تاریخ طبری و تاریخ ابن جزری و خطط مقریزی میں بھی موجد مذہب سنیہ معاویہ کو لکھا ہے دور کیوں جائیں پیران پیر بھی یہی فرماتے ہیں غنیۃ الطالبین غوث الاعظم کا ترجمہ مولوی عبد الحکیم سنی مذہب نے فارسی میں کیا ہے اس میں لکھا ہے کہ جسوقت امام حسن اور امیر معاویہ کے باہم فیصلہ ہو گیا پس (نامیدہ شد سال آں عقد سال

جماعت (علامہ سیوطی بھی اسی طرح تاریخ الخلفاء میں لکھتے ہیں کہ دراصل یہ لفظ سنت جماعت ہے یعنی جبکہ سنہ ۴۱ھ میں امیر معاویہ پر ایک جماعت متفق ہوگئی اسکو سنت جماعت کہا گیا معلوم ہوا کہ یہ سنیوں کی سالگرہ ہے نمبر میں جو وعدہ کیا گیا تھا کہ ایک لکھنے بادشاہ کے سنہ جلوس کی یادگار رہے دراصل سنی کوئی مذہب نہیں بعنایت الہی وہ ثابت ہوگیا جس سال وہ لکھنا تخت پر بیٹھا اسی برس یہ نام تجویز ہوا صاحب حد تحقیق سنی المذہب نے اس گروہ کو معاویہ شاہی لکھا ہے اس کی تصدیق ہوگئی۔ لفظ معاویہ کا مادہ عوعو ہے اور یہ کتے کی آواز کو کہتے ہیں اس جگہ اس لکھنے بادشاہ کی سگ منشی بھی ظاہر ہوگئی۔

نمبر۱۶ میں جناب شاہ صاحب کے بیان سے ثابت کیا گیا ہے کہ زیدیہ و اسماعیلیہ کے زمانہ میں لفظ اہل سنت موضوع ہوا نمبر۱ کی توضیح سے امیر معاویہ بانی مذہب اہل سنت قرار پائے مگر شرح عقاید نسفی مطبوعہ مطبع علوی کے صفحہ (۶) پر لکھا ہے کہ اصل بانی مذہب ابوالحسن اشعری ہیں چنانچہ صفحہ مذکور پر تحریر ہے فاشتغل ھو ومن بتعہ بابطال الرای المعتزلہ و اثبات ما ورد بہ السنۃ ومضی علیہ الجماعۃ فسمو اھل السنۃ و الجماعۃ یعنی ابوالحسن اشعری معہ تابعین خود اسبات میں مشغول ہوا کہ معتزلہ کی رائے کو باطل و ناقص کرے اور ثابت کرے معاملات کو سنت سے پس اسوقت نام رکھا گیا اہل سنت والجماعت) چونکہ اس بزرگ مذہب کے تعین اوقات میں مختلف اقوال وارد ہوئے ہیں لہذا حضرات اہل سنت کوئی صحیح وقت اپنے مذہب کے وجود پذیر ہونیکا بتلائیں بدانست حقیر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نام تو حضرت امیر معاویہ کے زمانہ میں رکھا گیا۔ مگر مسائل وغیرہ شیخ ابوالحسن نے تجویز کئے اسیواسطے یہ گروہ اشعریہ کہا جاتا ہے یعنی منسوب بہ شیخ موصوف بصدر جیسا کہ عقاید نسفی کی عبارت سے ظاہر ہوا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اشعری صاحب کی نازک خیالی بھی دکھلا دیجائے کہ کس دماغ کے آدمی تھے نئی روشنی کی عالی خیال جن کو کہ فی زمانا سلیم العقل مانا جاتا ہے صاف اقرار کرتے ہیں کہ ابوالحسن موصوف نے اسلام کی

چلتی ہوئی کشتی کو ڈبو دیا اور مسلمانوں کو ترقی کرنے سے روک دیا کالج علی گڈہ کے چندہ جمع کرنے کے لئے جنوری ۱۹۰۳ء میں بمقام دھلی بوقت جلسہ تاجپوشی ایڈورڈ ہفتم خلد اللہ ملکہ ایک کانفرنس منعقد ہوئی تھی اس کی روئیداد مطبع احمدی علی گڈہ میں طبع ہوئی ہے اور چند اسپیکران سنی المذہب کی تقریریں اسمیں درج ہیں از انجملہ ایک مقرر کی تقریر صفحہ ۴۴ سطر ۱۵ پر یہ ہے کہ کوئی منصف مزاج مسلمان آدمی جس نے کلام مجید پڑھا ہے اسبات میں شبہ نہیں کر سکتا کہ اس کے بموجب انسان آزاد اور با اختیار ہے لیکن ابو الحسن اشعری جس کے عالم ربیر گار اور قابل ہونے میں مطلق شبہ نہیں کیا جا سکتا بد قسمتی سے غلط راستہ پر پڑ گیا اور اپنی قابلیت کا غلط استعمال کر کے اسلام پر وہ اثر ڈالا جس کی وجہ سے سعی کرنے کی تحریص نہیں ہوتی کیا لطف جو غیر پردہ کھولے ۔ جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے۔

بحمد اللہ تعلیمیافتہ سنی نے جلسہ عام میں اقرار کر لیا کہ اُن کا امام ملت خلاف قرآن راہ اختیار کر کے دوسرے کوچہ میں جا پڑا جس نے اسلام کو حالت خستگی میں پہنچا دیا چونکہ اہالیان جلسہ کانفرنس سے کسی نے اس تقریر پر قدح نہیں کی لہذا جملہ عقلا ہند کی مسلمہ ہو گئی اسموقع پر غالباً خواجہ الطاف حسین صاحب حالی اور محسن الملک و نواب مشتاق حسین صاحب بہادر بھی معہ دیگر حضرات ارباب شعور موجود ہوں گے مگر کسی نے اسپیکر موصوف کی گفتگو کا رد و ابطال نہیں کیا۔ اصلیت یہ ہے کہ اہل سنت انسانکو مختار افعال نہیں جانتے بلکہ اُسکو مجبور بتلاتے ہیں اسی وجہ سے عند العقلا یہ فرقہ (جبریہ ہے) کہلاتا ہے جو کہ مذموم ترین مذاہب ہے اسی سبب سے ہوا خواہان یزید کہا کرتے ہیں کہ یزید کا قتل امام میں کیا قصور ہے مقدر یہی ہوا تھا امر شدنی کیونکر رُک سکتا پس وہ معذور تھا حضرات اہل سنت اگر اب بھی ایسے امام کے دامن کو چھوڑ دیں تو سب کچھ دینی اور دنیاوی ترقی کر سکتے ہیں۔ مگر افسوس تا نفخ صور ہرگز آنکھ نہ کھولیں گے جس بوریئے میں لپٹ چکے ہیں لپٹے رہیں گے ؎

سمجھانے سے تھا ہمیں سرد کار اب مانو نہ مانو تم ہو مختار

(۱۸) عقلاً ثابت کیا جائے گا کہ خلافت ثلٰثہ سے اسلام کو سخت نقصان پہنچا جس قدر مفاسد دیکھے جاتے ہیں وہ سب ان تینوں کے خلاف سے واقع ہوئے۔

ناظرین کتب مناظرہ جانتے ہیں کہ ایک ایک مضمون ہزار ہزار جگہ لوٹ پوٹ کر حسب ضرورت موقع بیان کیا جاتا ہے نمبر ہذا کے متعلق میں کتاب دبیل البحرین و اعجاز داؤدی والہادی میں لکھ چکا ہوں ممکن تھا۔ کہ اس جگہ اُن کا حوالہ دے دیتا۔ لیکن خیال ہوا کہ شاید ناظرین کی نظر سے وہ کتابیں نہ گذری ہوں یا یہ کہ بعد معائنہ رسالہ ہذا اُن کے دیکھنے کا موقع نہ ملے اس لئے اس جگہ لکھنا مناسب سمجھا گیا اہل سنت و شیعہ میں قدیم الایام سے یہ بحث چلی آتی ہے کہ اسلام کے لئے کس طبقہ کی حکومت فائدہ رساں سمجھی جائے اہلبیت نبوی یا خلفاء ثلٰثہ کی شیعہ کہتے ہیں کہ اگر بعد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ حضرت امیر خلیفہ بلا فصل ظاہری طور پر ہوتے تو اسلام میں مطلق فساد نہ ہوتا سلسلہ وار خاندان نبوت میں حکومت رہنے سے اصلی اسلام رواج پذیر ہوتا۔ حضرات اہلسنت فرماتے ہیں کہ جس طرح خلافت واقع ہوئی یہی مناسب حال اسلام تھی منجملہ ان دو نزاعی حکومتوں کے ایک حکومت صفحہ عالم پر واقع ہو چکی (حکومت ثلاثہ) اور خاندان رسالت حکمراں نہیں ہوا پس دیکھنا چاہئے کہ واقع شدہ حکومت سے کیا فوائد پیدا ہوئے اگر خلفاء کی فرمانبرداری مفید اسلام ثابت ہوئی تو اہلبیت کی ہونی چاہئے یا یہ کہ اگر اُس خاندان میں خلافت رہتی تو اتنا بھی نہ کرسکتی جو کہ خلفاء نے کیا میں ڈنکے کی چوٹ سے کہتا ہوں کہ خلفاء ثلاثہ کی حکومت اسلام کے لئے ایک سخت مضر ثابت ہوئی ہے اُنہوں نے ایسے شدید نقصان پہنچائے ہیں کہ جن کا تلافی قیامت تک ممکن نہیں۔ اگر حضرت علی اور اُن کی ذریت حاکم ہوتے تو جو معاملات خلفاء کے عہد میں واقع ہوئی ایک بھی نہ ہوتا چند باتیں مختصر لکھتا ہوں جن کا وجود ثلاثہ کی وجہ سے قائم ہوا اور صاحبان انصاف غور سے اُن کو دیکھیں اور پھر اپنی رائے لگائیں۔

اُن مفاسد کی فہرست جو کہ ثلاثہ کی خلافت سے پیدا ہوئے

(۱) اگر بعد نبی اہلبیتؑ کے ہاتھ میں حکومت ہوتی تو جناب فاطمہ زہرا فدک پر دعویدار نہ ہوتیں

اور نہ حضرت امیر و حسنینؑ کی گواہی بہ مقدمہ فدک رُد ہو کر عدم قبول شہادت معصومین کا خلیفہ

اول پر اعتراض ہوتا۔

(۲) حضرت ابو بکر کو بخلاف قرآن درثہ انبیاء سے سلب وراثت کرنے میں حدیث دنحن معاشر

الانبیاء لا نرث ولا نورث بنانے کی ضرورت نہ پڑتی۔

(۳) حضرت فاروق اعظم حسب روایات اہل سنت سیدہ سے وثیقہ عطیہ ابو بکر لیکر چاک نہ کرتے

دیکھو تشئید المطاعن جواب باب دہم تحفہ جس میں سند فدک کا چاک کیا جانا ثابت کیا (۴) حسب

تسلیم بخاری و مسلم جناب سیدہ شیخین پر غضبناک ہو کر ترک نکرتیں۔

(۵) متجاب سیدہ شیخین کے لیئے یہ وصیت واقع نہ ہوتی کہ وہ میرے پر جنازہ پر نہ آئیں

(۶) حضرت امیر بوقت بیعت تخلیہ جو کہ بقول اہل سنت ابو بکر صاحب کے ہاتھ پر کی تھی حضرت عمر کی

صورت دیکھنا مکروہ نہ جانتے۔

(۷) حسب اندراج ۷ کتب اہل سنت مندرجہ تشئید المطاعن حضرت عمر دروازہ سیدہ پر آگ

اور لکڑیاں نہ لیجاتے۔

(۸) حضرت ابو بکر اقالہ بیعت نہ کرتے یعنی خلافت سے استعفا ندیتے۔

(۹) جناب عمر حضرت ابو بکر کی خلافت کو مادہ شرارت نہ بتلاتے نہ مثل ابو بکر خلافت حاصل

کرنے والے کو واجب القتل قرار دیتے۔ دیکھو تحفہ میں باب دہم متعلق بہ مطاعن ابو بکر

(۱۰) مالک بن نویرہ مرد مومن بہ الزام ردت ناحق قتل نہ کیا جاتا

(۱۱) خالد ابن ولید زوجہ مالک سے زنا نہ کرتے

(۱۲) بوقت وفات خود حضرت ابو بکر بعد بھیجنے دروازہ سیدہ پر آتش فشاں ہونے سے

محجوب و ندامت کش ہوتے۔

(۱۳) حضرت عمر حلال خدا کو حرام کر کے (متعہ) مسلمانوں کو رنڈی باز بناتے نہ کوئی اسلام میں زنا زادہ ہوتا دیکھو اس بحث کو چند ورق پلٹ کر نمبر (۱۰) میں

(۱۴) حضرت عمر شیخ ابو لولو کی چھری سے زخم جگر نہ کھاتے

(۱۵) مجلس شوریٰ میں سیرت شیخین پر کاربند ہونے سے حضرت امیر انکار نہ کرتے

(۱۶) پندرہ سولہ برس تک بزمانہ شیخین اسلامی دنیا صحیح قرآن سے خالی نہ رہتی۔

(۱۷) حضرت عثمان قرآن موجود کی ترتیب خلاف تنزیل نہ کرتے اور نہ ہزارہا قرآن شریف جلوائے جاتے۔

(۱۸) جلیل القدر اصحاب نبی مثل ابن مسعودؓ و عمار یاسر دربار میں بحکم عثمان نہ پٹوائے جاتے

(۱۹) ابوذر غفاری مدینہ سے نہ نکلوائے جاتے

(۲۰) حضرت عثمان بہ الزام بدنظمی شہید ہوتے اُن کی نعش پاک انبار ناپاک پر نہ ڈالی جاتی اُن کے جسم شریف کا بعض حصہ کتوں کے مقبرہ معدہ میں دفن ہوتا

(۲۱) بہ اشتباہ شرکت قتل عثمان صدیقہ بیبیاں حضرت امیر سے گرم پیکار ہوکر یادگار رستم واسفندیار نہ ہوتیں۔

(۲۲) امیر معاویہ علم بغاوت بلند کر کے لاکھوں مسلمانوں کا خون نہ بہاتے۔

(۲۳) ام المومنین اپنے سوتیلے نواسہ کے جنازہ پر تیرباراں کرا کے رحمدلی میں اپنی نظیر خود ہی نہ بنتیں۔

(۲۴) حضرت امیر شہید نہ ہوتے۔

(۲۵) اسلام تتر بتر ہو کر تہتر حصوں پر تقسیم ہوتا۔

(۲۶) جناب امیر کو نواصب شام بُرا نہ کہتے

(۲۷) امام حسن علیہ السلام کو معاویہ زہر نہ دلواتے نہ ام المومنین عایشہ اُن کے جنازہ

پر تیر چلواتیں۔

(۲۸) امام حسین علیہ السلام شہادت نہ پاتے

(۲۹) نبی کی نواسیاں اسیر ہو کر دربار یزید میں نجاتیں۔

(۳۰) لشکر یزید کعبہ پر ڈھیلے نہ برساتا حرم محترم کا پردہ نہ جلایا جاتا کعبہ میں ولید شراب کی پیالیاں نہ چلاتا۔ مسجد نبوی میں گھوڑے نہ بندھتے ایک ہزار عورتیں حرامی بچے نہ جنتیں

(۳۱) شیعہ شیخین کرام کی ارواح سے بدرتمیزی پیش نہ آتے۔

(۳۲) ایک مسلمان دوسرے کا دشمن نہوتا۔

(۳۳) مسلمانوں میں ناکثین و مارقین و قاسطین نہوتے۔

(۳۴) اشاعت اسلام بزور تلوار نہ کہی جاتی۔

(۳۵) خواجہ الطاف حسین حالی اسلام کا مرثیہ نہ لکھتے

(۳۶) سرسید اتفاق اتفاق نہ پکارتے

(۳۷) محسن الملک وشمس العلما رمولوی نذیر احمد صاحب لیکچروں میں بیش بہا الفاظ سے اتحاد پر رغبت نہ دلاتے

(۳۸) چار یاری جھنڈا اٹھانے اور ثلاثہ کی تعریف میں اشعار پڑھنے سے سنی بحکم گورنمنٹ نہ روکے جاتے۔

(۳۹) آیۂ مبارکہ انما المشرکون نجسٌ مندرجہ سورہ توبہ کو پس پشت ڈال کر سنی مشرکین کے جھوٹے کھانے پر مثل قحط زدگان مارواڑ نہ گرتے۔

(۴۰) سنی و شیعہ باوصف دعوے اسلام باہمدگر ترک مناکحت نہ کرتے وغیرہ وغیرہ

اہل انصاف کو یہ فہرست بغور پڑھنی چاہیے اگر کوئی سنی ثابت کر دیوے کہ خلافت ثلاثہ ان مفاسد کی باعث نہیں ہوئی تو ہم اسکو غایت درجہ کا عاقل سمجھ کر اپنے خیالات کو بدل ڈالیں گے۔

(۱۹) جناب رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ کو حضرت ابوبکر کے باایمان مرنیکا یقین نہ تھا بلکہ اُن کو محدث بدعات جانتے تھے۔

ثبوت کتب اہل سنت میں یہ مضمون وارد ہوا ہے کہ آنحضرت نے شہدائے اُحد کے باایمان مرنے کی گواہی دی اور اُن کی مغفرت کے لئے دعا فرمائی۔ حضرت ابوبکر نے عرض کیا کہ ہماری عقبیٰ بخیر ہونے کے لئے بھی دعا فرمائیے کیونکہ جس طرح یہ لوگ ایمان لائے اُسی عنوان سے ہم نے اسلام قبول کیا بجواب حضرت نے ارشاد فرمایا کہ نہ معلوم بعد میرے تم کیا احداث بدعات کروگے یہ سنکر ابوبکر روئے کہ ہم بعد آپ کے زندہ رہیں گے دیکھو کشف المغطا ترجمہ موطا امام مالک کا صفحہ (۳۰۱) یہ کتاب مطبع مرتضوی دہلی میں چھپی ہی

(۲۰) آنحضرت صدیق اکبر کو مشرک خفی سمجھتے تھے۔

ثبوت از کتب اہل سنت

شاہ ولی اللہ ازالۃ الخفا کے مقصد دوم میں لکھتے ہیں کہ آنحضرت نے ابوبکر سے فرمایا کہ تم میں شرک خفی ہے اور وہ ایسا غیر معلوم ہے کہ جیسے چیونٹی کی رفتار ہوتی ہے ابوبکر نے کہا کہ یا حضرت مشرک تو سوائے خدا کے اور چیزوں کو شریک عبادت کرتے ہیں حضور نے فرمایا کہ تیری ماں تیرے ماتم میں بیٹھے تمہاری طبیعت میں شرک مثل چیونٹی کی رفتار کے چھپا ہوا ہے عبارت مندرجہ ازالۃ الخفا کا ابتدائے جملہ لکھے دیتا ہوں عن حذیفہ اخبرہ ابوبکر ان النبی صلعم قال الشرک فیکم اخفیٰ من دبیب النمل (الی آخرہ) واضح ہو کہ شرک کی دو قسمیں ہیں ایک جلی دوم خفی بمنزلہ اول کفار میں ہوتا ہے اور دوم منافقین میں جو کہ بظاہر مسلمان ہوتے تھے اور بہ باطن خالی ڈھول بہ شہادت سرور کونین حضرت صدیق مشرک خفی تھے اہل سنت اگر انصاف فرمائیں گے تو خلفا کے بُرا سمجھنے سے شیعہ کو معذور سمجھیں گے جبکہ ایسے ثبوت اُن کی عدم قابلیت پر موجود ہیں تو شیعہ خواہ مخواہ مشرکوں کو کس لئے اپنا پیشوا و رہنما سمجھیں۔

(۲۱) خلفائے ثلثہ بحکم قرآن مفسد وقاطع رحم تھے اور بربنار اس کے اس جمۂ قرانی
کے مستحق تھے جس کو اہل سنت اُن کے حق میں ناپسند فرماتے ہیں۔

ثبوت از قرآن واحادیث

نمبر ۱۸ کی توضیح میں بقصد اختصار چالیس نمبروں پر خلفائے ثلاثہ کی خلافت کا مفسد ہونا
بہ ایں عنوان ثابت کیا گیا ہے کہ منجملہ اُن کے ایک نمبر کا ابطال بھی کوہ ہمالہ کی جڑ اُکھاڑ
دینا ہے۔ لیکن اس جگہ قرآن وحدیث سے بطرز دیگر اُن کے اوقات حکومت کا مفسد ہونا
ثابت کرتا ہوں سورہ محمد میں عالم الغیب ارشاد فرماتا ہے فہل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا
فی الارض وتقطعوا ارحامکم اولئک الذین لعنہم اللہ الی آخرہ (یعنی اے) اصحاب محمد
عنقریب تم متولی ملک اسلام ہو کر زمین خدا میں فساد پھیلاؤ گے اور قطع رحم کرکے رہ گزرو گے
عرصہ بیرحمی ہوگے اللہ کی اُس پر لعنت ہو کہ ایسے افعال کا ارتکاب کرے اس آیہ مبارکہ کا تعلق
اصحاب موجود الوقت سے ہے۔ چنانچہ بہ روایت روضۃ الاحباب جسکو میں نے دلیل المتحیرین
میں نقل کیا ہے ثابت ہے کہ آنحضرت نے قریب زمانہ رحلت سب لوگوں کو جمع کرکے ایک خطبہ
پڑھا اور آیہ فہل عسیتم سنا کر اُن کو ڈرایا کہ خبردار بعد ہمارے راہ ناصواب اختیار نہ کرنا
ورنہ سیدھے جہنم میں چلے جاؤ گے حسب مفاد آیہ اُن لوگوں کا فوراً بعد انتقال آنحضرت
حاکم امت ہونا لازمی ہوا جن لوگوں کے فضائل آیت میں بیان کیے گئے ہیں چونکہ بعد
حضرت مستقل یکے بعد دیگرے ثلاثہ فرمانروا ہوئے لہذا وہ ہی مقصود آیت ہیں کیونکہ حاضر
الوقت لوگوں کو یہ تنبیہ ہوئی تھی اور انھیں کو ہنگام رحلت حضرت نے جادہ ہدایت پر قایم
رہنے کی وصیت کی تھی کلام باری لغو وغلط نہیں ہوسکتا اگر یہ لوگ مراد نہیں تو اہل سنت
اُن کے نام بتائیں ورنہ اقرار کریں کہ کلام ایزدی بے اثر وعبث ہے اس آیت سے ملتی
جلتی حدیث حوض ہے صحیح بخاری مطبوعہ مصر کے باب الفتن صفحہ (۱۳۶) وصحیح مسلم جلد
۲ کے صفحہ (۴۹۰) پر طولانی مضامین متعلق بہ حوض کوثر درج ہیں جنکا خلاصہ یہ ہے کہ

آنحضرت نے فرمایا کہ میں حوض کوثر پر کھڑا ہوا دیکھوں گا کہ کچھ لوگوں کو فرشتے پکڑے ہوئے
جہنم میں لیجائیں گے وہ مقیدان فرشتگان میرے شناسا ہوں گے۔ پہچانوں گا اور میں
اُن کو پہچان کر کہوں گا کہ ان کو کہاں پکڑے لیئے جاتے ہو یہ تو میرے اصحاب ہیں جواب
ملیگا کہ بعد آپ کے انھوں نے بدعات کر کے اسلام کو خراب کر دیا۔ حضور فرمائیں گے
کہ ان کو الٹا کر کے دوزخ میں لٹکا دو حضرات اہل سنت ارشاد فرمائیں کہ وہ کون بزرگوار
ہیں جنکو فرشتے کھینچ پھریں گے براہ عنایت زمانہ ثلاثہ کے بعد جو کچھ لوگ ہوئے اُن
کا نام نہ لیں کیونکہ حضرت نے اُن کو دیکھا نہ تھا اور حدیث میں ہے کہ حضور ان کو پہچانتے
تھے ضرور ہے کہ یہ وہ لوگ ہوں جو کہ حضرت کے سامنے موجود تھے اور بعد میں خود سری
سے محدث بدعات ہوئے۔ ہمتو ثلاثہ کو بتلاتے ہیں سُنی صاحب کسی اور کا نام لیں مگر
حضرت کی جان پہچان بھی اُن سے ثابت کریں نیز وہ فرد بدعات بھی پیش کریں جو کہ اُن
جہنمیوں سے واقع ہوئیں ہوں۔ بخاری شریف میں ہے کہ آنحضرت نے صحابہ سے فرمایا
کہ ستحرصون علی الامارہ وتکون ندامۃ یوم القیامۃ کہ عن قریب تم لوگ حرص امارت
کروگے اور بروز قیامت وہ تمکو ندامت کا جامہ پہنائے گی۔ مطلب یہ کہ معذّب بعذاب
باری ہوگے شاہ صاحب نے تحفہ میں اور مولوی محمد خلیل احمد صاحب نے ہدایت الرشید میں
حدیث بالا کو تسلیم فرمایا ہے۔ سنی صاحب فرمائیں کہ آنحضرت سے قریب کس نے حکومت
کی جو لوگ بعد نبی فرمانروا ہوئی وہ حریص بہ حکومت ہونے کے حکم میں سزائے شدید پائیں
گے اس سے زیادہ اور کیا حرص حکومت ہو گی کہ نبی کا جنازہ چھوڑ کر چلے گئے اتنا بھی
تو نہوا کہ دو گھڑی نعش مبارک کے پاس بیٹھ کر چند آیات قرآن پڑھ لیتے حرص
حکومت کی رسی ایسی گلے میں پڑی کہ کھینچ کر سقیفہ میں لے گئے۔ سنی صاحب یہ بھی نہیں
فرما سکتے کہ جن لوگوں کی تنبیہ حدیث میں ہے وہ لوگ حضرت کے زمانہ میں نہ تھے
بلکہ سلاطین مابعد کی طرف یہ اشارہ ہے۔ مولوی خلیل احمد صاحب ہدایات الرشید

میں حدیث (سخ صون) کی بابت قطعی فیصلہ کر چکے ہیں کہ وہ مشار الیہ خاص حضرت کے اصحاب تھے چنانچہ فرماتے ہیں کہ علی المرتضی نے حصول خلافت میں یہاں تک تگ و دو کی کہ بی بی اور بچوں کو صحابہ کے گھر لئے پھرے کہ ہمارا حق غصب کر لیا گیا ہے اُس کو واپس دلا دو حضرات اہل سنت کو اختیار ہے کہ تخمین و اہبیت سے جسکو مناسب سمجھیں آیت و حدیث کا مقصود قرار دیں عجب لمبے علمائے اہل سنت کی دانشمندی پر جو شخص کہ اپنے تلف شدہ حقوق کی بازیافتگی چاہے وہ بہ مفاد حدیث موصوفہ بالا مجرم بجرم حرص حکومت تجویز کیا جائے اور جو حضرات بلا استحقاق جائز سقیفہ میں انصار سے جوتی پیزار کریں وہ بے طمع سمجھے جائیں آیت و حدیث دونوں ثلاثہ کے گلے کا اس خوبی سے ہار بنی ہیں کہ اب اُن کا نکلنا دشوار ہے۔ اہل سنت چونکہ کثیر التعداد ہیں عجب نہیں کہ سب مل کر زور لگائیں اور یہ خوش نما زیور اُن کے گردن سے نکال کر کسی اور کو پہنا دیویں حسب مفاد آیہ و حدیث سے خلفاء اہل سنت کا مفسد و قاطع رحم ہونا ثابت ہو گیا یس وہ آیہ دخل عیتم کے اس جملہ پر مالکانہ متصرف ہو گئے جو کہ اُس کے آخر میں ہے (لعنہم اللہ)

(۲۲) سب سے پہلے قیامت میں حضرت امیر علیہ السلام ثلاثہ کے شاکی ہونگے

ثبوت از کتب اہل سنت

رسالہ دافع وہم میں جو کہ بہ جواب (رسالہ تقیہ کی کرامات) کھلی چٹھی کے مکتوب الیہ مولوی عبد الحکیم کے مقابلہ میں میں نے لکھا ہے اس نمبر کے متعلقات کو ایک جزو پر بہ صراحت تمام بیان کیا گیا ہے اسجگہ نہایت اختصار سے نفس مطلب بیان کرتا ہوں ترجمہ صواعق محرقہ کے صفحہ (۲۳۰) سطر ۱ پر بحوالہ بخاری شریف لکھا ہے (از علی منقول ست کہ گفت انا اول من یعقد علی رکبیہ بین یدی الرحمان للخصومۃ یوم القیامۃ (یعنی من اول کسے خواہم بود کہ روز قیامت در آمدم نزد خدائے تعالیٰ با خصم خود خصومت کنم) یہ بات تو معلوم ہو گئی کہ تمام امت محمدی میں سب سے پہلے حضرت امیر داد خواہ ہوں گے مگر در این صواعق محرقہ

سے جو لکہ جو الہ بخاری نقل ہوئی ہے یہ ظاہر ہوا کہ اس استغاثہ میں ملزم کون لوگ ہونگے
اور انپر الزام کیا ہوگا اور دادرسی کس امر کی ہوگی صاحب بخاری کی عادت ہے
کہ واقعات متعلقہ حضرت امیر میں کانٹ چھانٹ کرکے مطلب کو غت ربود اور بے
معنی کردیا کرتے ہیں لہذا ہم نے تفتیش کرنے سے ملزموں اور عنوان استغاثہ کا پتہ لگایا
امام شعبی جو کہ اہل سنت کے یہاں نہایت معتبر مانے گئے ہیں وہ حضرت امیر کا ایک خطبہ
لکھتے ہیں جس کے بعض فقرات لکھتا ہوں (اللھم استعیذ بک علی القریش ومن
اعانہم فانہم قطعو رحمی و صغرو عظیم منزلتی واجمعو علی منازعتی امرا ھو لی
خدایا میں تجھ سے نصرت طلب کرتا ہوں قریش اور ان کے مددگاروں کے مقابلے میں
کہ جنہوں نے میری مخالفت پر قریش کی امداد کی انھوں نے میرے رحم کو قطع کیا اور میری
بزرگی و منزلت کو گھٹا دیا اور مجھ سے میرے حق میں منازعت کی اہل سنت انصاف فرمائیں
کہ وہ کون قریش ہیں جنھوں نے حضرت امیر کو ان کے حقوق واجبہ سے روکا جن لوگوں
کے سامنے بوقت بیعت طلبی حضرت امیر نے اپنا محق بخلافت ہونا ثابت کیا اور وہ
نمانا گیا انھیں کی شکایت اول خدا سے ہوگی۔ بخاری شریف کے دوسرے مقام سے
اس کی تائید کی جاتی ہے کتاب موصوف کے صفحہ (۹۷۳) پر لکھا ہے کہ جناب عباس نے
بزمانہ علالت ختمی مرتبت حضرت علی سے فرمایا کہ چلو رسولخدا سے پوچھ لیں بعد آپ کے
کون مسند خلافت پر جلوہ گر ہوگا آپ نے جواب دیا کہ حضرت سوائے میرے کسی کے
لئے نفرمائیں گے اور لوگ مجکو اس مسند کے نزدیک بھی نہ آنے دیں گے بخاری شریف
کے مضمون سے پیدا ہے کہ آپ کو کس درجہ اپنی خلافت بلافصل پر وثوق تھا پس جو
صاحب مانع آئے وہ ہی ملزم ہوں گے۔ علی مستغیث ثلاثہ ملزم۔ دعوے اغتصاب
حقوق۔ خدا حاکم۔ انشاء اللہ المستعان ایسا ناطق فیصلہ صادر ہوگا کہ جسکا
اپیل نہو سکے۔

(۲۳) اپنے بعد حکومت کے کرنے والوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شیطان تبلایا ہے۔

ثبوت از صحیح مسلم و مشکوٰۃ شریف وغیرہ

آنحضرت صلعم نے جناب حذیفہ و حضرت ابوذر غفاری سے فرمایا کہ بعد میرے فوراً ایسے لوگ حکومت فرمائے ملک اسلام ہوں گے جن کی صورت تو انسانوں کی سی ہوگی مگر دلمیں شیطنت سے بھرے ہوئے ہوں گے میرے دین میں خرابی ڈال کر لوگوں کو اُلٹی چال چلا جائیں گے ہر دو اصحاب موصوف بالا نے عرض کیا کہ ہم اسوقت کیا کریں آپ نے فرمایا کہ اُن کی اطاعت کرنا اور جو ظلم کریں اُس کے متحمل ہونا صحیح مسلم جلد ۲ مطبوعہ مطبع انصاری دہلی کا صفحہ (۱۲۷) اور مشکوٰۃ شریف کی کتاب الامارۃ کا صفحہ (۲۵۷) دیکھو۔ اول میں بروایت حذیفہ اور ثانی میں ابوذر سے ہر دو احادیث وقف نظر ہوں گے حضرات اہل سنت براہ عنایت اُن شیاطین کے نام تبلائیں جو کہ بزمانہ حذیفہ اور ابوذر پامال کن مسند اسلام تھے۔ حقیر نے رسالہ مشعل ہدایت میں ثابت کر دیا ہے کہ ہر دو صحابی نے ثلاثہ کا پورا زمانہ دیکھا آخر خلافت جناب عثمان میں دونوں قضا کر گئے۔ اور دیکھیے کنز العمال کی چھٹی جلد میں صفحہ (۶۹) پر ایک طولانی مضمون لکھا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت علیؑ سے منقول ہے کہ مجھ سے سرور عالم نے فرمایا کہ اے علی اسوقت تم کیا کرو گے کہ جب لوگ آخرت سے بے خبر ہو کر مال دنیا کے پیچھے پڑ جائیں اور میراث کو شیر مادر سمجھ کر ہضم ہی کرلیں گے اور خدا کے دین کو مکر و فریب کا جال بنائیں گے حضرت علی نے عرض کیا کہ میں سوائے صبر کے اور کیا کر سکتا ہوں جس چیز پر وہ فریفتہ ہوں گے میں اُس کی طرف رغبت نکروں گا۔ خدا و رسول کے سوا مطلق کسی بات پر توجہ نہوگی جو حوادث و بلیات کہ مجھ پر واقع ہوں گے اُن کو تحمل کے ساتھ برداشت کروں گا آنحضرت نے یہ جواب سنکر دعا دی کہ الٰہی تو علی کو توفیق دے کہ وہ نزول بلا کے وقت استقلال کو ہاتھ سے نہ دے

جو لوگ کہ پرانی لکیر کے فقیر ہو کر ساری عمر سنیت میں گذار چکے ہیں وہ تو یہی کہیں گے
کہ میاں تیرہ سو برس سے یہ جھگڑے چلے آتے ہیں نہ کسی سے نٹے اور نہ نمٹیں گے۔ اللہ
اللہ کئے جاؤ قیامت میں سب قضیے طے ہو جائیں گے۔ لیکن میرا روئے کلام ان تعلیمیافتہ
حضرات سے ہے جو کہ بوجہ آزادی منصفانہ طبیعت سے کسی کی بیجا طرفداری کو عیب جانتے
ہیں اُن حضرات پر واجب ہے کہ تحریر حقیر کو کتب محولہ سے ملالیں اگر غلط ہو مجھ پر تین
حرف کہیں بصورت مطابقت وسد باب تاویل ان شیاطین سے نفرت کریں جو کہ برہم
زن امور اسلام و غاصب حقوق اہلبیت ہوئے ہیں۔ اگر حق طلب حضرات اسی امر کی
جانچ پر کمر بستہ ہوں گے تو انشاء اللہ انپر راہ صواب ایسی کشادہ ہو جائے گی جیسے
کابلیوں کو سیاحت ہندوستان کے لئے پشاور کا درہ ہے

(۴۶) حسب تسلیم جناب عمر حضرت امیر علیہ السلام اُنکو او صدیق اکبر کو جھوٹا بے ایمان
دغا باز جانتے ہیں۔

ثبوت از مسلم و بخاری شریف

صحیح مسلم کے باب الفئی میں بذیل ذکر اموال بنی النضیر بصراحت اور صحیح بخاری میں باجمال
بطور نقل بالمعنیٰ وارد ہوا ہے کہ حضرت عمر نے ایک مقدمہ میں جو کہ فدک سے علاقہ رکھتا
ہو جناب عباس عم رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جناب امیر سے فرمایا کہ فیصلہ فدک
میں تم دونوں نے ابو بکر کو کاذب و غادر وخائن و آثم سمجھا اور مجکو بھی ویسا ہی سمجھتے
ہو جبکہ حضرت امیر اُن بزرگواران اہل سنت کو جھوٹا اور بے ایمان حسب شہادت
جناب عمر سمجھتے تھے تو ہم ایسا سمجھنے میں کیوں مجرم ہیں چونکہ اہل سنت ان کاذبوں
کے طرفدار ہیں یہ اپنی حیثیت میں نے کھلی چھٹی متذکرہ صدر میں مخاطب کا القاب دعامی
ملت کاذبین۔ معین مسلک غادرین وغیرہ لکھا ہے رسالہ تجادبہ حقیر نے اسی حدیث
کی بحث میں لکھا ہے۔ جس کے جواب میں سینوں کو عجز تام ہے۔

(۲۵) حضرت ابوبکر و عمر مسائل شرع سے ناواقف تھے۔

ثبوت از کتب اہل سنت

استقصار الافحام میں جو کہ بجواب مولوی حیدر علی صاحب مولف منتہی الکلام جناب مولانا السید حامد حسین صاحب نے لکھی ہے وہ بعض مسائل دکھلائے گئے ہیں جن سے کہ ناواقفیت شیخین کو تھی رسالہ دُر بے بہا میں حقیر نے بھی ایک پوری فہرست لکھی ہے۔ اُن مسائل کا اس جگہ نقل کرنا طوالت ہے مسائل شرعیہ کا جاننا تو علم و کمال پر موقوف ہے وہ سیدھی طرح موتنا بھی نجانتے تھے۔ کھڑے کھڑے پیشاب کیا کرتے تھے لوگوں نے پوچھا کہ حضرت یہ کیا حرکت ہے فرمایا کہ بیٹھ کر پیشاب کرنے سے مقام معروف شگفتہ رہتا ہے اور کھڑے ہوکر موتنے سے تنگ و منقبض رہتا ہے۔ کنز العمال میں اسی کے متعلق یہ عبارت دیکھ لو۔ عن عمر قال البول قائماً احصن للدبر والبول جالسا ادخنی للدبر ہمارا فہم تو اس کی کنہ کو نہیں پہنچ سکتا اہل سنت جانتے ہوں گے کہ اُن کے خلیفہ کس مصلحت سے مقام مبرز کا تنگ رکھنا نجیق خود افلح جانتے تھے۔

(۲۶) صحیح بخاری روایات و احادیث آئمہ سے بالکل خالی ہے

ثبوت از کتب اہل سنت

جملہ اہل سنت کو تسلیم ہے کہ امام بخاری نے کوئی حدیث حضرت صادق علیہ السلام سے نقل نہیں کی چنانچہ زمانہ حال کے محقق کامل مرزا حیرت دہلوی نے بھی رسالہ خلافت شیخین میں لکھا ہے کہ بخاری پر یہ الزام ہے کہ اُسنے ائمہ اہلبیت سے کچھ نقل نہیں کیا خود ہی مرزا صاحب اُس کا دفعیہ بھی اس طرح کرتے ہیں کہ جسوقت بخاری ترتیب دی گئی تھی اُس زمانہ میں کوئی شخص خاندان نبوت کا از جملہ ائمہ موجود نہ تھا۔ دیگر لوگوں سے اس واسطے نقل نہ کیا کہ عام طور پر یہ بات مشہور ہو چکی تھی کہ امام جعفر صادق شیخین کو اچھا نہ جانتے تھے دگویا امام بخاری نے باین جرم کہ صادق آل محمد حضرت ابوبکر و عمر کو بُرا جانتے تھے نقل روایت

میں کوتہ قلمی کی۔ ہاں خوارج و نواصب کی روایات سے اپنی کتاب کو مالامال کیا ہے واقعی بخاری یہ ہی اقتدار رکھتی ہے کہ خوارج کے کلام زینت پائے۔

(۲۷) مذہب اہل سنت احکام اہلبیت سے خارج ہے۔

ثبوت از کتب اہل سنت

جبکہ بخاری ایسی ذیشان کتاب حسب صراحت نمبر بالا روایت آئمہ سے خالی ہے تو ایسے مذاہب میں اثر ائمہ کجا۔ کتاب اعجاز داؤدی میں تفصیل وہ معاملات لکھ دیے گئے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ سنیوں کو اہلبیت سے درباب امور دینی کوئی علاقہ نہیں بلکہ اس کے معائنہ سے واضح ہوجائے گا کہ سنیوں کا مذہب غیر طریقہ آئمہ ہے شاہ ولی اللہ قرۃ العینین کے صفحہ (۲۰۹) پر گہر ریز ہوئے ہیں (اکثر اہل اسلام مالکان وحنفیان وشافعیانند واصل مذہب ایشاں معتمد ست بر مسائل اجماعیہ فاروق وبجز چند مسائل برآثار مرتضیٰ اعتماد ندارند و بردست مرتضیٰ فتح اسلام واقع نہ شد ودر ہیچ فنے از فنون شرعی مدار کلی برآثار مرتضیٰ نیامدہ است وبردست ایشاں خلافت منتظم نہ گشت عبارت ہذا سے صاف طور پر واضح ہوگیا کہ سُنی لوگ عمری ہیں مرتضوی نہیں محض شریعت پر موقوف نہیں بلکہ کسی فن دینی میں سنی جناب امیر سے مستفید نہیں ہوئے تمام فنون میں حضرت عمر کے شاگرد رشید ہیں علاوہ بریں شارح منہاج لکھتے ہیں کہ ابوحنیفہ وشافعی ومالک کا مذہب مسائل میں قیاس پر تھا اور امام باقر وصادق کو۔ ۔ اُس سے انکار تھا شاہ صاحب تحفہ کے صفحہ (۱۳۵) پر جو مضمون لکھتے ہیں اُسکا اردو یہ ہے (سنی وشیعہ متفق ہیں کہ امور شرعی میں پیغمبر صلعم نے امت کو قرآن وعترت کے حوالہ کیا ہے پس جو مذہب کہ مخالف اہلبیت ہے وہ فرد مذاہب سے خارج ہے اسی کتاب کے باب یازدھم میں لکھتے ہیں کہ ابوحنیفہ نے اکثر مسائل میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے اختلاف کیا ایک اور جگہ لکھتے ہیں کہ آئمہ اہلبیت نے

شرعی امور اپنے یاران رشید کے حوالہ کئے اور خود درستی سلوک میں مشتغل رہے چونکہ شاہ صاحب کہہ چکے ہیں کہ جو مذہب مخالف اہلبیت ہے وہ خارج از فہرست مذاہب ہے اور آپ ہی اس بات کے اقراری ہیں کہ ابو حنیفہ اُن سے مخالف تھے اور شریعت کے متعلق انھوں نے خود کچھ نہیں کیا یاران دمساز کے حوالہ کر دیا - لہذا انھیں کے بیان سے ثابت ہو گیا کہ سنیوں کو اہلبیت سے دینیات میں کچھ استفادہ نہیں ہوا حضرات اہل سنت زبانی ہر طرح سے اطاعت اہلبیت کا دعوے کرتے رہتے ہیں مگر حقیقت دیکھو تو وہی تین کانے -

(۲۸) علمائے معتمدین اہل سنت آئمہ اہل بیت کو بُرا جانتے تھے ثبوت از کتب اہل سنت

اس سے زیادہ اور کیا برا سمجھنا ہوتا ہے کہ بخاری نے ایک حدیث معدن علوم سے نقل نہیں کی ابو حنیفہ صاحب نے حسب تسلیم شاہ صاحب اکثر مسائل میں امام جعفر صادق سے اختلاف کیا ظاہر ہے کہ جو شخص کسی کو برا جانتا ہے اسی سے راہ مخالفت اختیار کرتا ہے جس کو کوئی اچھا جانتا ہے اُس کی اطاعت کرتا ہے نہ کہ مخالفت ابن تیمیہ درر کامنہ کے صفحہ (۲۷) پر لکھتے ہیں، کہ حضرت علی سے سترہ مسئلوں میں خطا واقع ہوئی اور وہ سب خطائیں مغایر کتاب خدا تھیں عبارت یہ ہے وقال فی حق علی خطاء فی سبعة عشر شیئا ثم خلف فیھا نص الکتاب (ان بزرگ نے رسولخدا کو بھی معاذ اللہ جھٹلا دیا) حضرت القرآن مع علی وعلی مع القرآن) فرمایئں اور شیخ الاسلام کہیں کہ نہیں وہ مسائل میں غلطیاں کھاتے تھے شاہ ولی اللہ قرۃ العینین میں لکھتے ہیں، (از حضرت حسنین و امام زین العابدین روایات بسیار کم آمدہ اند) اگر اہل سنت حضرات امامین وسید الساجدین کو اچھا سمجھتے تو اُن سے نقل روایات میں کوتاہی نہ کرتے - تعجب ہے ابو ہریرہ سے بقول شاہ ولی اللہ مندرجہ ازالۃ الخفا ربا ہزار احادیث نقل ہوں اور آئمہ معصومین سے ندارد اگر سنی انکو معتمد جانتے تو ضرور نقل احادیث کرتے علمائے اہل سنت نے کچھ یہی نہیں کیا کہ ان سے روایات لینے میں تامل فرمایا ہے بلکہ اپنے ایمان کو بجائے مضبوط کیا ہے

کہ خاندان نبوت میں عیوب قایم کئے ہیں مولوی محمد حسن بھوپالی نے کتاب اعلام الناس کے صفحہ (۶) پر لکھا ہے کہ امام زین العابدین کی باتیں اور عقائد ایسے تھے جیسے کہ بت پرستوں کے ہوا کرتے ہیں سبحان اللہ سنی صاحبوں نے کیا اچھا انصاف کیا ہے جن کے گھر سے ایمان سیکھا انھیں کو نامسلمان تبلاتے ہیں۔ کتاب دراسات اللبیب میں جس جگہ مال خمس کی تقسیم کا ذکر کیا ہے وہاں امام محمد باقر علیہ السلام کو کاذب و مفتری تجویز کیا ہے۔ میزان الاعتدال کی جلد اول میں صفحہ (۱۶۸) پر امام ذہبی نے لکھا ہے کہ بخاری نے نامعتبر سمجھ کر امام جعفر صادق سے اخذ روایات نہیں کیا یحیی ابن سعید قطان استاد بخاری کا قول تھا کہ میں جعفر صادق سے کھٹکتا ہوں مراد یہ کہ اُن کے اقوال کو نامعتبر جانتا ہوں

امام ذہبی میزان الاعتدال کی جلد دوم میں صفحہ (۵۱۰) پر امام موصوف کی نسبت تحریر فرماتے ہیں کہ (حدیثہ غیر محفوظ) یعنی اُن کے بیان کی ہوئی حدیث قابل اعتبار نہیں امام حسن عسکری کی نسبت علامہ سیوطی (لآلی مصنوعہ) کے صفحہ (۱۴۲) پر لکھتے ہیں (الحسن العسکری لیس بشیئ) یعنی امام حسن عسکری کوئی چیز نہیں شاہ ولی اللہ قرۃ العینین کے صفحہ (۲۸۲) پر ایسا ایک مضمون اولاد علی کی توہین میں لکھتے ہیں جس کا بالاختصار خلاصہ یہ ہے کہ اس امت میں جتنی گمراہی پھیلی وہ سیدوں کی وجہ سے۔ اخبار النجم کھلے ہوئے لفظوں میں لکھ رہا ہے کہ ابوطالب کے کفر کو اس کے بیٹے علی نے یہ لباس اسلام رونق دی کہاں تک عرض کروں صدہا باتیں علمائے اہل سنت نے غایت ایمان سے ایسی لکھی ہیں کہ خارجیوں کے منہ پر بھی تھوک دیا ہے اعجاز داودی و تقریر دل پذیر جو دیکھیں گے اُن پر سنیوں کی ایمان داری آفتاب سے زیادہ روشن ہو جائے گی

(۹۴) یزید مثل جناب شیخین بلکہ من بعض الوجوہ اُن سے بھی بالاتر خلیفہ تھا۔

ثبوت از کتب اہل سنت

سنی و شیعہ دونوں کے یہاں بالفاظ متحدہ و متفقہ کئی جگہ یہ حدیث وارد ہوئی ہے

کہ آنحضرت نے فرمایا بعد ہمارے بارہ خلیفہ ہوں گے سب ابرار و اخیار نیک ہدایت دینے والے سنیوں نے جو بموجب حدیث بارہ خلفاء تجویز کئے ہیں اُن میں نمبر ششم پر یزید کا نام لکھا ہے شیعہ خلیفہ بنی اُن کے آل اطہار کو کہتے ہیں مولوی خلیل احمد صاحب ہدایات الرشید میں اپنے مسلمہ خلفاء کو جن الفاظ سے یاد کرتے ہیں وہ تقریباً یہ ہیں (وہ بارہ خلیفہ اپنے دشمنوں پر غالب رہیں گے اور اپنے اپنے عہد میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کریں گے اُن کے اوقات میں امن و امان رہیگا۔ وقوع فتنہ نہوگا شاید بعض لوگ بلا معائنہ ثبوت یقین نفرمائیں کہ اُن کے مذہب میں یزید خلیفہ ہے۔ لہذا فقہ اکبر مطبوعہ مطبع الحنفی کے صفحہ (۸۲) سے عبارت دکھلاتا ہوں ملا علی قاری لکھتے ہیں وکان الامر کما قال النبیؐ فالاثنی عشر خلیفۃ ہم الخلفاء الراشدون الاربعۃ ومعاویۃ ویزید ابنہ وعبد الملک بن مروان واولادہ الاربعۃ ای یزید و سلیمان وہشام وولید وعمر ابن عبد العزیز عبارت صدر سے واضح ہوا کہ حضرت نے جو خلفاء دوازدہ گانہ کی خبر دی ہے انمیں چار راشد ہیں اور باقی معاویہ و یزید وغیرہ اُس کے خلاف۔ لیکن آنحضرت نے کوئی تفصیل نہیں فرمائی صرف اتنا ارشاد ہوا ہے کہ اسلام ہمیشہ باقی رہے گا اور اس میں بارہ خلفا ہوں گے۔ یہ راشد و غیر ارشد کی توجیہہ من گھڑت ہے چنانچہ صاحب ہدایات الرشید نے بھی اُن بارہ کے مدارج میں کوئی حد فاصل قایم نہیں کی سب کو ایک رُتبہ کا لکھا ہے شرح عقائد نسفی میں صفحہ (۱۰۲) پر ابو شکور سلمی کا قول اس طرح نقل ہوا ہے کہ معاویہ نے یزید پر استخلاف کیا اور اصحاب رسول نے اس کی بہ رغبت بیعت کرلی بہ ایں وجہ حسین ابن علی پر اُس کی اطاعت واجب ہوگئی تھی اسیواسطے ابن حجر مکی نے شرح قصیدہ ہمزیہ میں لکھا ہے (ما قتل الحسین الا بسیف جدہ یعنی امام حسین اپنے نانا کی تلوار سے شہید ہوئے امام حسین کی بغاوت کو بھی عالم موصوف نے ان لفظوں سے تسلیم کیا ہے (لانہ الخلیفۃ والحسین باغ علیہ) یعنی یزید خلیفہ تھا حسین نے

اس کی اطاعت سے سرتابی کی۔ نواب صدیق حسن خان بھوپالی کتاب حجج الکرامہ کے صفحہ (۱۸۶) پر فرماتے ہیں (ابن العربی گفت بہ کشت حسین را یزید بکر لسیف جدوے یعنی بیعت برائے یزید گردیدہ بود پس حسین بروے باغی شد زیرا کہ کسان بسیار اقدام بیعت وے نمودند و اختلاف پدر او برائے وے اختیار کردند و باوجود اختلاف ایں چنیں بغاوت شرط نباشد و شک نیست کہ پدرش معاویہ خلیفہ حق بود و اجماع مردم بروے بعد نزول امام حسن واقع شد) سوائے ازیں اور چند کتابوں میں یزید کا خلیفہ از جملہ خلفاء اثنے عشریہ ہونا لکھا ہے رسالہ پاکیزہ خیال میں حقرنے خلافت یزید کے جائز ہونے پر بحث کی تھی اور ایک خط کا حوالہ دیا تھا جو کہ کلوں خاں ساکن موضع ہریال ضلع سہارنپور نے مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کی خدمت میں بدریافت جائے خلافت یزید کے بھیجا تھا اس کا جواب مولویصاحب ممدوح الوصف نے یہ دیا تھا کہ علمائے سابقین نے اُس کی بیعت کو تسلیم کیا ہے پاکیزہ خیال کے مجیب مولوی احمد حسن متخلص رسوانے خلافت یزید کو جائز جانکر مانلیا۔ بلکہ یہ بھی لکھا ہے کہ بجانب قدرت اس کی ذات میں سطوت وصولت ایسی پیدا ہوگئی تھی کہ گرد و نواح کے کفار وغیرہ اسکا رعب قتل حسین کرنے سے غالب ہوگیا تھا غرضکہ جملہ خلفاء دوازدہ گانہ کا بہ اعتبار مراتب ایک حیثیت کے تھے جیسکہ ابوبکر و عمر تھے ویسے ہی معاویہ و یزید و مروان و ولید وغیرہا تھے۔ بلکہ ایک طرح سے یزید اپنے باپ معاویہ و شیخین وغیرہ سے بالا رتبہ رکھتا تھا۔ ہر خلیفہ میں ایک ایک صفت تھی اور یزید میں وہ سب صفات تھیں جو کہ خلافت کے لیئے اہل سنت نے ضروری سمجھی ہیں سنیوں کے نزدیک تین طرح سے خلیفہ ہوسکتا ہے اول اجماع دوم استخلاف سوم قہر وغلبہ۔ یزید کو یہ تینوں باتیں گھر بیٹھے حاصل ہوگئیں تھیں امیر معاویہ نے اسکو اپنا جانشین مقرر کرکے شرط استخلاف کو پورا کیا صحابہ رسول نے ایسے نادر الوجود خلیفہ پر اجماع کرکے شرط دوم کو پورا کیا۔ امام حسین کی شہادت سے ایسا دبدبہ اُن کا

ہوا کہ قرب و جوار کے کفار تھرا اُٹھے ۔ سنیوں کو مبارک ہو کہ اُن کا چھٹا مرشد گیارہ خلیفوں سے کچھ اونچے درجہ پر نشست رکھتا تھا ۔

(۲۰۰) مذہب اہل سنت کبھی صحیح نہیں رہ سکتا جب تک کہ یزید کو اپنا امام نہ سمجھیں ۔

ثبوت از کتب اہل سنت

سنیوں میں جس قدر حضرات کہ مناظر اور کتب سے خبردار ہیں وہ تو بجائے خود جانتے ہی ہیں کہ یزید ہمارا ذیعزت امام ہے مگر جو علمائے کہ کج بیوندی ہیں یا وہ لوگ جو کہ جاہل محض ہیں اُن کو ہرگز اطلاع نہیں کہ یزید کس وقت کا تھا اکثر جاہل سنیونکو اُس کے نام سے نفرت ہے اور ایسے لفظوں سے اُسکو یاد کرتے ہیں جبکا وہ حقیقتاً مستحق تھا یہ سبب وفور جہالت سے ہے اگر مثل علمائے اُنکو بھی خبر ہو جائے کہ وہ شاہزادہ تھا کفار اس کے نام سے کانپ تے تھے صاحب رعب و شوکت تھا ہمارا مذہب اسی کی خلافت کے اعتقاد پر ہے اگر اُسکو خلیفہ نہ مانیں مذہب کی تمام چولیں ہل جائیں تو وہ بھی مثل واقفکاران اُسکا دم بھرنے لگیں چنانچہ ایسا ہو چکا ہے دیہہ نہ میں شیخ رحمت علی صاحب ساکن موضع بیکری پٹواری تھے جب کبھی یزید کا ذکر ہوا منہ بھر کر بُرا کہنے لگے ہر چند اُن سے کہا گیا کہ جناب اسکو بُرا نہ کہئیے وہ تو آپ کا بڑا قابل قدر امام تھا جھنجھلا کر فرمایا کرتے تھے کہ خدا کی رحمت اُس سے دور ہو بدترین خلایق تھا ۔ اتفاقیہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی صاحب کا مہری و دستخطی وہ خط ان کو دکھلایا کہ جس میں انھوں نے یزید کی خلافت کو تسلیم کیا تھا ۔ کچھ ندامت زدہ ہو کر کہنے لگے کہ جب اتنے بڑے عالم جن کے فتوے پر تمام ہندوستان کے سنی چل رہے ہیں یزید کو امام جانتے ہیں تو پھر ہمکو اختلاف کرنے میں کے ٹکے حاصل ہوں گے پچھلے خیالات بدل کر آئیندہ ہم بھی ویسا ہی سمجھنے لگیں گے سنیوں نے جس ناچاری سے یزید کو امام مانا ہے وہ وجہ بھی ظاہر کئے دیتے ہیں حضرت نے جو بارہ خلفاء کی اپنے بعد خبر دی تھی ۔ اگر سنی صاحب اُن بارہ اماموں کو مانتے ہیں جو کہ آل نبی و اولاد علی و فاطمہ ہیں تو ثلاثہ کو کہاں

ڈھونڈیں ان میں ملائیں تو بارہ میں تین شامل ہوکر پندرہ ہوجائیں پس سنیوں نے انکو
چھوڑدیا اور وہ بارہ امام قرار دے لئے جو کہ یکے بعد دیگرے فرمانروا ہوئے چنانچہ
مولوی احمد حسن رسول انجوری نے الحقیقت میں لکھا ہے کہ ایمہ اہلبیت میں زہد و اتقا کی تو
کمی نہ تھی۔ مگر چونکہ انکو حکومت فی الارض حاصل نہوئی تھی لہذا سنیوں نے انکو چھوڑدیا
اور اُن بارہ کو مقصود حدیث ٹہرالیا جنکو حکومت ملک نصیب ہوئی اگر سنی یزید کی امامت
کے معتقد نہ ہوں اور اُن بزرگواروں کی خلافت کے قائل ہوں جن سے فی الواقع حدیث
کو تعلق ہے تو پھر سنی نرہیں پکے شیعہ ہوجائیں بلا اقرار امامت یزید اگر کوئی صاحب مذہب
اہل سنت کا قایم و برقرار رہنا ثابت فرما دیویں گے تو اُن کو پانچ الایچیاں دیجائیں گی
(۳۱) بروئے عقاید اہل سنت پہلی صدی سے اسوقت تک کوئی مسلمان صفحہ عالم پر نہیں ہوا
اور نہ صدی مذکور سے تا قیام قیامت ہوگا دنیا اسلام سے بالکل خالی ہے۔

ثبوت از کتب اہل سنت

آنحضرتؐ نے جو بعد اپنے بارہ خلفا کے خبر دی تھی اس حدیث کے یہ معنی ہیں کہ اسلام تا قیام
قیامت رہے گا اور اسمیں بارہ شخص ہم عدد نقبا بنی اسرائیل خلیفہ ہوں گے اسلام کی
بقا اور خلفا کا وجود بایکدیگر پیوستہ و وابستہ ہے یہ نہیں ہوسکتا کہ خلافت معدوم
ہوجائے اور اسلام برقرار رہے خلافت و اسلام میں چولی دامن کا ساتھ ہے خلافت ہی تو اسلام
بھی ہے و الا فلا۔ سرور عالم نے اور بھی ایک جگہ دو چیزوں کو ملحق و متصل کیا ہے وہ حدیث
ثقلین ہے جس میں قرآن و اہلبیت کا الحاق ہے جبتک قرآن ہے اہلبیت بھی ہیں تا
ورود حوض کوثر دونوں میں جدائی ممکن نہیں شیعہ نے جن بزرگوں کی امامت کا اعتقاد
کیا ہے ان میں سے گیارہ گذر چکے اور ایک جناب صاحب الزمان علیہ السلام باقی
ہیں جبتک کہ اُن کا وجود ہے اسلام بھی ہے اور جسوقت اُن کا عہد کرامت پورا
ہوجائے گا قیامت آجائے گی پھر نہ کوئی مسلمان رہے گا نہ امام۔ سنیوں نے جو بارہ

خلیفہ تجویز کئے ہیں وہ ۹۹ سنہ ہجری میں ختم ہو گئے یہ ایں حساب نہ کوئی مسلمان زمانہ میں رہا نہ اسلام دونوں قبر میں پیر پھیلا کر سو گئے جس قدر سنی اب دنیا میں ہیں وہ صرف گاؤ خود مسلمان ہیں اگر حضرات اہل سنت یہ ثابت کر دیں کہ اسلام وخلافت بایکدگر چیاں دمربوط نہیں ہیں تو مسلمان رہ سکتے ہیں ورنہ نہیں ساتھ ہی ان کو یہ بھی دکھلانا ہوگا کہ اسلام کے ساتھ جسکو قیامت تک بقا رہے یا زوال وجلد ختم ہونے والی چیز خلافت کا کیوں ذکر کیا گیا حضرت تو اعلیٰ درجہ کے فصیح اور فصحائے عرب کے سبق دینے والے ہیں یہ کس درجہ کی فصاحت ہے کہ زندہ ومردہ کو ایک دھاگے میں پرو دیا۔ پاکیزہ خیال میں یہ بات پیش کی گئی تھی۔ مگر افسوس کہ مولوی احمد حسن رسوانے اس جگہ بجائے جواب محض خاموشی کو اختیار فرمایا۔ سنیوں کو یقین کرنا چاہئے کہ نہ وہ خود مسلمان ہیں اور نہ اُن کے عقیدہ کے موافق دنیا میں اسلام ہے صرف ایک گوشت گاؤ کھانے والا فرقہ ہے جو کہ ہندوں کی ضد میں بقرعید کو چھری بدست رہتا ہے اگر سنیوں کو اسکی طمع ہو کہ بروز قیامت مسلمانوں کے ساتھ محشور ہوں تو اُن بارہ کو چھوڑیں جن میں معاویہ ویزید شامل ہیں اور ان بارہ کا دامن رحمت ہاتھ میں لیں جن کا گوشت پوست خون سب رسول اکرم کا ہے۔

(۳۳) اہل سنت نے جو بارہ خلیفہ تجویز کئے ہیں وہ اکثر بدمذہب تھے مثل مروان و یزید وغیرہ وغیرہ۔

ثبوت از کتب اہل سنت

اس نمبر کے ثبوت میں قلم قاصر ہے میری طاقت سے ان خلفاء اہل سنت کی فضائل کا لکھنا باہر ہے یہ بزرگان اہنت جیسے تھے محتاج بیان نہیں۔

ثبوت دوم

(۳۳) امام حسین علیہ السلام کو شہید کر کے یزید کا یہ کہنا کہ میں نے باتباع خلفاء ثلثہ اُن کو شہید کیا ہے۔

ثبوت از کتب اہل سنت

اول یہ بات دکھلائی گئی ہے کہ اگر خاندان نبوت سے شیخین حکومت نہ نکالتے تو دنیا میں کوئی فساد نہوتا اور نہ امام حسین علیہ السلام شہادت پاتے۔ تاریخ بلاذری میں لکھا ہے کہ بعد واقعۂ کربلا عبداللہ ابن عمر نے یزید کو دوستانہ خط لکھا کہ آپ سے یہ حرکت نہایت بیجا واقع ہوئی اُس نے جواباً لکھا کہ میں تو آراستہ مکان اور بچھے ہوئے بچھونے پر بے تکلف بیٹھ گیا ہوں آپ کے والد ماجد جو راہ نکال گئے ہیں اسی پر ہم چل رہے ہیں واقعہ میں یزید نے بہت ہی سچ لکھا تھا اگر حضرت عمر زینہ نہ لگاتے تو ہر لنگڑا لولا اس طرح جست وخیز نہ کرتا۔

(۴۳) حضرت عمر کا جناب سیدہ کو دھمکی دینا کہ میں تمہارا گھر جلا دونگا۔

ثبوت از کتب اہل سنت

(۱۶) کتب اہل سنت میں لکھا ہے کہ حضرت عمر بیعت کے جھگڑے میں دروازہ سیدہ پر مع آگ اور لکڑیوں کے گئے۔ اور چیخے چلائے کہ زبیر و علی اور دیگر بنی ہاشم کو منع کرو کہ اس جگہ جمع ہو کر برہم زن خلافت ابوبکر ہوں ورنہ میں اس گھر کو پھونک دوں گا سیدہ نے فرمایا کہ اے پسر خطاب حسنین بھی اسی گھر میں ہیں تم اُن کا بھی پاس نہ کرو گے دوم صاحب نے فرمایا کہ خلافت ابوبکر کے استحکام میں مجھکو کسی کے مرتبہ پر نظر نہوگی سبکو خاک سیاہ کردوں گا تشیید المطاعن میں جو تحفہ کے باب دہم کا جواب ہے تمام کتابوں کے نام لکھے ہیں نیز اُن علماء کی توثیق بھی کردی گئی ہے۔ جنھوں نے روایت اتش زنی کو نقل کیا ہے۔ تاریخ طبری و واقدی و ابن قتیبہ و ازالۃ الخفا وغیرہ اس قضیہ کے ذکر سے مالامال ہیں مارچ ۱۹۰۹؁ء میں جعفر کو جناب مستطاب معلی القاب ڈپٹی فضل احمد صاحب بہادر و ڈپٹی محمد تقی صاحب بہادر مینجر ریاست چھتاری سے بہ مقام بلند شہر واقعہ مذکور کی بابت گفتگو کرنے کا اتفاق ہوا ازالۃ الخفا کا اُردو ترجمہ ڈپٹی فضل احمد صاحب

موصوف الصدر کے پاس تھا اُس کے مقصد دوم مآثر ابوبکر میں مضمون بالا دکھلایا گیا ہر دو حکام یہ ہوشربا مضمون دیکھ کر سربسکوت ہو گئے۔ شاہ صاحب نے تحفہ کے باب دہم میں اس واقعہ کو تسلیم کیا ہے۔ لکھتے ہیں کہ جو لوگ خلیفہ اول کی مخالفت کے لئے خانہ سیدہ میں جمع ہوئے تھے اُن کے دھمکانے ڈرانے کے لئے خلیفہ صاحب نے ایسا خیال ظاہر کیا تھا مولوی شبلی الفاروق میں تحریر فرماتے ہیں کہ درایتاً ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عمر اس ارادہ کے ضرور مرتکب ہوئے۔ سنی صاحبوں کو یقین فرمانا چاہئے کہ اُن کے ذی عزت حضرت خلیفہ صاحب نے سب کے وہ ارادہ کیا تھا جسکو اسوقت کا کوئی مسلمان نہیں کر سکتا۔ جو صاحب کتابوں میں یہ مضمون دیکھنا چاہیں وہ صرف ازالۃ الخفا و تحفہ شاہ صاحب کو حسب نشان صدر دیکھ لیویں۔

(۳۵) جناب سیدہ کا ابوبکر سے غصہ ہوکر تاحیات خود کلام نہ کرنا

صحیح بخاری وغیرہ میں لکھا ہے کہ جناب فاطمہ علیہا السلام نے معاملہ فدک میں ابوبکر پر ایسا غصہ کیا کہ جب تک زندہ رہیں اُن سے کلام نہ کیا اہل سنت نے جملہ (لم تتکلم حتیٰ ماتت) مندرجہ بخاری کے معنی درست کرنے میں کمال کوشش کی ہے چنانچہ ہدایات الرشید میں یہ صفحہ (۸۶۸) سطر ۱۴ مولوی خلیل احمد صاحب مطراز ہیں کہ جملہ (لم تتکلم) مقید ہے بقید (فی امر فدک اور فی ذالک المال) معنی یہ کہ ابوبکر کے ساتھ معاملۂ فدک اور اُس کے مطالبہ کی نسبت وقت وفات تک تکلم نہیں کیا کیونکہ جناب سیدہ پر حقیقت اس امر کی واضح ہو گئی تھی کہ انبیاء کی میراث مالی نہیں ہوتی الیٰ آخرہ) خلیفہ ابوبکر کی بیٹیوں نے یہاں تک برات کی ہے کہ جناب سیدہ کو دعوے فدک کی ڈہمسی میں اہل ندامت بھی قرار دیا ہے قاضی ثناء اللہ پانی پتی سیف المسلول میں و خلیل احمد ہدایات الرشید میں یہ بھی لکھتے ہیں کہ جناب فاطمہ اس سے نادم و پشیمان ہوئیں کہ مجھ سے خلاف شرع دعوے رجوع ہو گیا تھا سنی صاحب کتنے ہی باتیں بنائیں مگر جناب فاطمہ سے

غصہ کا دفعیہ وہ کسی تدبیر سے نہیں کر سکتے آنحضرت نے فرمایا ہے کہ فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے جس نے اُسکو غصہ دلایا اور رنج پہنچایا وہ گویا مجکو غم والم دینے والا ہے اور جو شخص کہ مجکو مبتلائے تعب و غصہ کرے وہ دشمن خدا ہے سوائے جہنم اُسکا ٹھکانا نہیں نتیجہ یہ ہوا کہ سیّدہ نے فرط غضب سے حضرت امیر کو وصیت کی کہ جن لوگوں نے مجھ پر ستم کیا ہے اُن کو میرے جنازہ پر نہ آنے دینا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضرت علی نے نماز جنازہ پڑھنے کے لئے جناب ابوبکر کو نہ بلایا اور شبکو دفن کردیا صحیح مسلم میں ہے (فلما توفیت دفنہا زوجہا علی ابن ابی طالب لیلاً ولم یوذن بہا ابوبکر وصلی علیہا علی) یہ معاملہ ایسا مشہور ہے کہ فارسی نویس مورخوں کے قلم سے بھی نکل گیا ہے - حبیب السیر و روضۃ الاحباب و معارج النبوۃ وغیرہ میں لکھا ہے (روز دیگر امیر المومنین ابوبکر صدیق و عمر فاروق با علی معاتبہ می کردند کہ چوں مارا خبر نہ کردی تا بروے شرف نماز یافتیے علی جواب داد کہ اجازتش نبود) رویائے صادقہ میں جناب ڈپٹی نذیر احمد صاحب نے بھی لکھا ہے کہ جن لوگوں نے فاطمہ پر ظلم کیا تھا وہ ظالم شرکت جنازہ سے رد کردئے گئے تھے - رسالہ تقریر دلپذیر میں ان واقعات فدک اور رنجش جناب فاطمہ علیہ السلام کو بہت شرح سے لکھا ہے الحق عجیب مضامین اس کم مایہ و جاہل محض کے قلم سے بمدد خدا اس رسالہ میں نکل گئے ہیں اس جگہ ابن قتیبہ کی کتاب امامۃ سے میں ایک مضمون دکھاتا ہوں جس کے معائنہ سے واضح ہوجائیگا کہ سیّدہ اور ابوبکر کے باہم کیا روابط تھے کتاب مذکور کے صفحہ (۱۴۲) پر ایک طولانی عربی عبارت لکھی ہے اُسکا اُردو یہ ہے (بعد اخراج دعوے ہبہ جناب سیدہ نے ابوبکر و عمر سے کہا کہ اگر میں کوئی حدیث اپنے باپ کی بیان کردوں تو تم مجکو اُس کے بیان میں سچا مانوگے دونوں نے کہا کہ ہاں آپ فرمائے معصومہ نے کہا کہ تم نے حضور صلعم سے سنا ہے کہ فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے اُس کی رضامندی میری خوشنودی ہے اور ناراضی میری ناراضی ہے - جس نے اس سے

محبت کی اُس نے مجھ سے موافقانہ برتاؤ کیا شیخین نے کہا کہ بے شبہہ ہم نے سنا ہے جب وہ اقرار کر چکے تو آپ نے فرمایا میں خدا اور اس کے فرشتوں کو گواہ کر کے کہتی ہوں کہ تم نے مجھکو آزردہ کیا میں تمہاری شکایت بابا جان سے کروں گی یہ غضب آمیز فقرہ سنکر ابوبکر بشدت روئے فاطمہ نے کہا اب روتے ہو جبکہ مجکو مورد صدمات و آلام کر چکے ہیں ہر نماز میں تم پر بددعا اور نفرین کروں گی۔ ناظرین مولوی خلیل احمد صاحب نے ہدایات الرشید میں لکھا ہے کہ جملہ لم تتکلم جو بخاری میں وارد ہوا ہے اُس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ ابوبکر اور سیدہ میں بعد معاملہ فدک بالکل گفتگو نہیں ہوئی۔ ضرور دونوں میں بول چال تھی اگر نہ ہوتی تو یہ کلمات باہمدگر کیوں واقع ہوتے حضرت نے رسالہ تقریر دلپذیر میں اسکا عجیب دلچسپ جواب دیا ہے

(۳۶) خلیفہ اول کا در باب سلب وراثت انبیا خلاف قرآن حدیث بنانا

بعد وفات رسول سیدہ نے ابوبکر سے کہا کہ یہ فدک جس سے تمہارے عمال نے میرے کارندوں کو بیدخل کر دیا ہے والد ماجد میرے گذارے کے واسطے ہبہ کر گئے ہیں دیکھو مدارج النبوۃ رکن ۴ صفحہ ۲۲۱ و حبیب السیر قلمی صفحہ ۵۹ و ۶۰ و روضۃ الصفا جلد ۲ صفحہ ۱۳۵ وغیرہ تمکو لازم ہے کہ اپنے ملازموں کو ہٹا لو اور بدستور قدیم میرے قبضہ میں رہنے دو دیکھو جواہر العقدین۔

صدیق نے فرمایا کہ آپ گواہ پیش کریں کہ فدک آنحضرت نے تمکو ہبہ کر دیا ہے۔ اسوقت پُر شور میں غریب سیدانی کی گواہی کون دیتا خود اُنھیں کا گھر بجرم اقربیت جلایا جاتا تھا ناچار حضرت امیر و حسنین و ام ایمن کو آپ نے صداقت دعوے کے لئے شہادت میں پیش کیا ابوبکر نے دعوے گ پر ایک نوشتہ لکھ کر جناب فاطمہ کو دے دیا۔ راستہ میں عمر ملے اُنھوں نے چھین کر چاک کر دیا اور خلیفہ کو جاکر انھیں دکھایا کہ اگر آپ کی یہی داد و دہش ہے تو ایک دن ضرور اس گھر کا خاتمہ ہو جائے گا عربوں سے لڑائی ہو رہی ہے صرف کثیر کا سامنا ہے اور آپ بلا دور اندیشی ایسی کثیر الآمدنی جائداد قبضہ سے نکالے دیتے ہیں۔ اُسوقت یہ مضمون پاس کیا گیا کہ مقدمہ میں حسب شرائط شرعی تکمیل شہادت نہیں ہوئی۔ حکم یہ ہے کہ دو مرد ہوں یا دو عورت اور

ایک مرد اُسوقت کامل شہادت سمجھی جاسکتی ہے یہاں ایک مرد (علی) اور ایک عورت ام ایمن ہے حسنین بچے ہیں اُنکی شہادت پایہ اعتبار پر نہیں - اس عیب شرعی سے مقدمہ ڈسمس ہوگیا یہ واقعات (۲۷) جلد کتب سُنیہ سے برآمد کرکے تشئید المطاعن میں جوکہ تحفہ کے باب دہم کا جواب ہے ظاہر کئے گئے ہیں حضرت امیر کی رد شہادت پر ایک شاعر نے کیا ہی افسوسناک شعر کہا ہے ؎ مگر رسولؐ خدا در لحد ملول نشد + شہادت علی مرتضیٰ قبول نشد

بعد اخراج دعوے ہبہ سیدہ نے فرمایا کہ ہرگاہ تم ہبہ کو بعذر عدم تکمیل نصاب بینہ ناقابل نفاذ بتلاتے ہو تو پھر بھی میرے باپ کا مال رہا ہیں بوجہ اکلوتی اولاد ہونے کے اُن کیمال کی تنہا مالک ہوں اس طریقہ سے بھی تمام فدک میرا ہے اسوقت خلیفہ صاحب نے فرمایا کہ آنحضرت مجھسے کہ گئے ہیں (کہ نحن معاشر الانبیاء لانرث ولا نورث ماترکناہ صدقہ یعنی ہم گروہ انبیاء نہ کسی کے وارث ہوتے ہیں اور نہ کسی سے ترکہ پاتے ہیں جو کچھ کہ ہم چھوڑیں وہ صدقہ ہے دیگر اشخاص کے لئے وہ حلال ہے اور ورثاء شرعی کے واسطے حرام -

اسپر بڑا قصہ ہوا حضرامیرنے چند آیات قرآنی سے استدلال کرکے ثابت فرمادیا کہ یہ حدیث بالکل خلاف قرآن ہے انبیاء ماسبق کے ورثا نے اپنے موروثوں کا ترکہ پایا ہے نیز خدانے تقسیم وراثت کے لئے - یہ حکم دیا ہے کہ ترکہ پدری میں ایک حصہ بیٹی کا ہے اور دو سہام بیٹے کے ہیں ان دونوں میں سے اگر ایک جنس ہوگی خواہ پسر یا دختر اسکو کل ترکہ پہنچیگا نبی کے ورثا حکم آیت سے کیوں خارج کئے جاتے ہیں لیکن وہاں قرآن نے زبان کی کون سنتا تھا جیسا مصلحت سمجھا کر گذرے سب واقعات کتب اہل سنت میں موجود ہیں اور باب دہم کے جواب متذکرہ صدر میں ہر ایک کتاب کی عبارت نقل ہوچکی ہے رسالہ سجادیہ میں حقیر نے خاص عنوان سے فدک پر بحث کی ہے تقریر دلپذیر میں بھی بہت شرح کے ساتھ اُسکا ذکر ہوا ہے دلیل المتحرین میں کتب اہل سنت سے ثابت کردیا گیا ہے کہ فدک کی آمدنی ایک لاکھ روپیہ سالانہ سے زیادہ تھی پس ثابت ہوا کہ محض جناب سیدہ کا حق تلف

کرنے کے لئے مخالف قرآن حضرت ابوبکر نے حدیث بنائی - اُنھیں قضایا نامرضیہ کا یہ اثر ہوا کہ سیدہ نے خلیفہ سے ترک کلام کر کے وصیت بعدم حضوری جنازہ فرمائی -

(۳۷) جناب امیر وحسنین علیہم السلام کی گواہی کو درباب فدک حضرت ابوبکر کا رد کرنا۔

ثبوت از کتب اہل سنّت

نمبر صدر میں حضرت امیر وجناب امابین کی گواہی کا ذکر آچکا ہے

(۳۸) حضرت ابوبکر کا صدیق وفاروق غلط طور پر مشہور ہونا -

(۳۹) جسکا ذکر نمبرہائے سابق ہو چکا بلکہ پیشگاہ یہود سے حضرت عمر کو خطاب فاروق کا عطا ہونا -

ثبوت از کتب اہل سنّت

حضرات اہل سنت نے جناب ابوبکر کو بہ لقب صدیق اور حضرت عمر کو بخطاب فاروق ایسا مشہور ومعروف کر رکھا ہے کہ اُن کی اولاد کو بھی صدیقی وفاروقی کہتے ہیں اُن کے نزدیک تقسیم قدرت سے دونوں لفظ گویا شیخین کے قرعہ میں داخل ہو کر مملوکہ ومقبوضہ ہو گئے ہیں حالانکہ یہ بالکل غلط ہے ان میں کوئی صدیق تھا نہ فاروق - جہاں اور حقوق مرتضوی کو پامال کیا ہے وہاں حضرت کے القاب ومناصب جلیلہ پر بھی غاصبانہ تصرف کر لیا ہے - بھلا جس شخص کو بقول حضرت عمر جناب امیر کاذب سمجھیں وہ صادق کیونکر ہو سکتا ہے اور جو شخص کہ سیدہ کو ایسا رنج دے کہ جسکا مافوق ممکن نہیں وہ فاروق حق و باطل کی صفت کا کیسے مستحق ہو سکتا ہے حقیر نے رسالہ سجادیہ مولفہ خود کے ابتدائی حصہ میں صدیق کی پوری بحث کر کے ثابت کر دیا ہے کہ اس امت میں بجز حضرت امیر کے کوئی صدیق نہیں - جو صاحب رسالہ مذکورہ ملاحظہ فرمائیں گے میرے بیان کی تصدیق ہو جائے گی - اس موقع پر بقصد اختصار چند احادیث متعلق تصدیق لکھے دیتا ہوں) عن علی انہ قال انا عبداللہ واخو رسول اللہ وانا الصدیق الاکبر لا یقول ذلک بعدی الا کاذب مفتر صلیت مع النبی

صلی اللہ علیہ وآلہ قبل الناس سبع سنین مطلب یہ ہوا کہ حضرت امیرؑ نے فرمایا میں اللہ کا بندہ اور رسول کا بھائی اور صدیق اکبر ہوں سوائے میرے کوئی اس بزرگ صفت کا مدعی نہیں ہو سکتا۔ مگر جھوٹا اور فریبی ہیں وہ ہوں جس نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کے پیچھے سات برس تک اس عنوان سے نماز پڑھی کہ نوع ذکور سے کوئی میری برابر کھڑا ہونیوالا نہ تھا دیکھو تاریخ الرسل والملوک ابن جریر طبری جلد اوّل حصہ سوم صفحہ (۱۱۶۰) و کامل ابن اثیر جلد ثانی صفحہ (۲۲) و خصائص امام نسائی صفحہ (۵) سنن ابن ماجہ و مسند امام احمد بن حنبل و مستدرک حاکم کتاب آخر الذکر میں حدیث موصوفہ کی نسبت (صحیح علی شرط الشیخین لکھا ہے۔ یعنی جس عنوان سے کہ چھان بین کر کے احادیث بخاری و مسلم لکھی گئی ہیں اسی طرح کی یہ بھی ہے تمام راوی ثقہ و عادل ہیں ابن قتیبہ لکھتے ہیں (قال سمعت علی ابن ابیطالب علی منبر رسول اللہ صلعم یقول انا الصدیق الاکبر آمنت قبل ان یومن ابوبکر و اسلمت قبل ان یسلم ابوبکر حضرت علیؑ نے منبر رسول پر فرمایا کہ صدیق اکبر میں ہوں ابوبکر سے پہلے میں ایمان و اسلام لایا ہوں (دیکھو معارف ابن قتیبہ مطبوعہ صفحہ ۷۵ بہ سلسلہ حالات ابوبکر پر دو احادیث متذکرہ بالا کی تائید میں اسد الغابہ جلد ۴ کے صفحہ ۱۸ پر آنحضرت سے ایک حدیث وارد ہوئی ہے عربی عبارت دیکھنے کا کسی کو شوق ہو تو اصل کتاب میں حسب نشان بالا دیکھے میں اردو میں اسکا ترجمہ لکھتا ہوں (حضرت نے فرمایا فرشتگان بارگاہ الٰہی نے مجھ پر اور علی پر سات برس تک درود بھیجا اس لئے کہ اتنے عرصہ تک سوائے اُن کے کوئی میرے ساتھ نماز پڑھنے والا نہ تھا۔ معجم کبیر طبرانی و مسند بزاز میں ہے کہ حضور پُر نور نے فرمایا کہ سب سے پہلے علیؑ نے اسلام قبول کیا اور یہ ہی سب سے اول مجھ سے قیامت میں مصافحہ کریں گے یہ ہی صدیق اکبر و فاروق ہیں حق سے باطل کو جدا کر دیں گے علی مومنوں کے سردار ہیں اور مال دنیا ظالموں کا پیشرو ہے کتب ذیل میں بعث رسول اللہ صلعم یوم الاثنین وصلی علی یوم الثلثا دوشنبہ کو حضرت

مبعوث بہ نبوت ہوئے اور سہ شنبہ کو علی نے اُن کے ساتھ نماز پڑھی دیکھو اخبار الاول فی
احوال الاولی برحاشیہ کامل ابن اثیر و مطالب السئول صفحہ (۴۸) و صحیح ترمذی با منا قب
و حاکم بہ کتاب مستدرک و بہ اختلاف الفاظ و اتحاد مطلب بہ کتاب استیعاب ابونعیم نے لکھا ہے
کہ جناب سرور عالم نے حضرت امیر کے دونوں شانوں پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ یا علی تم مجموعہ صفات
و فضائل ہو مگر چند خصلتیں تمہاری ذات میں ایسی ہیں کہ بروز قیامت اولین و آخرین سے
کوئی تمہارا مثل دہمتا نہو گا اول اُن میں کی ایک یہ ہے کہ تم جملہ مومنین سے پہلے خدا پر ایمان
لائے ہو دوم سب سے زیادہ خدا کے احکام پر پابند ہو سوم سب سے سوا امت پر مہربان
ہو چہارم تم سے بہتر کوئی برابر تقسیم کرنے پر قادر نہیں۔ پنجم اقضیٰ ترین امت ہو یعنی مثل تمہارے
کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا ششم قیامت میں سب سے اونچا درجہ تمہارے لئے ہو گا رسولخدا
صلی اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا تمام امتوں سے پہلے جو لوگ ایمان لائے اور چشم زدن بھی کافر
نہیں رہے وہ تین شخص ہیں علی ابن ابی طالب و صاحب یٰسین و مومن آل فرعون اور یہ ہی تینوں
صدیق ہیں علی علیہ السلام پہلے دو شخصوں سے افضل ہیں۔ دیکھو صواعق محرقہ مطبوعہ صفحہ (۷۷)
و مسند ابی لیلی و مناقب مغازلی تحت آیہ (السابقون السابقون) تاریخ خمیس چھاپہ مصر صفحہ
(۲۸۶) و جلد ثانی تاریخ مذکور صفحہ (۲۷۵) وغیرہ وغیرہ ان جملہ مطالب مندرجہ بالا پر نظر کر کے
فیصلہ کرنا چاہیئے کہ جس شخص کو نبی صدیق و فاروق فرمائیں اور جو کہ خود علانیہ سر ممبر صدیق
ہونے کا دعوے کرے اور سوائے اپنے دیگر مدعیان صدیقیت کو جھوٹا اور مفتری بتلائے
اور مدعی صدیق کو کاذب و غادر و خاین و آثم کہے اُسکو چھوڑ کر دوسرے کو ناواجب طور پر
صدیق کہنا سراسر بیجا ہے رہا فاروق تمام شیعہ متفق ہیں کہ فاروق حضرت امیر علیہ السلام
ہیں عمر صاحب نہیں نبی صلعم نے یہ خطاب اُنکو نہ دیا تھا۔ جسکو ہم کتب اہل سنت سے اوپر
ثابت کر آئے ہیں۔ علمائے عامہ نے لکھا ہے کہ جناب عمر کو یہودیوں نے خطاب دیا تھا
اسی کا اتباع اُن کے خیر اندیش مسلمانوں نے کیا۔ شیخ جمال الدین محدث روضۃ الاحباب

میں لکھتے ہیں (محمد بن سعد کاتب واقدی از زہری روایت کردہ کہ گفت بما رسیدہ
کہ اہل کتاب (یہود) اول وبرا فاروق خواندند مسلمانان متابعت ایشان کردند
واز پیغمبر صلعم دریں باب چیزے نہ رسیدہ تاریخ طبری کے صفحہ (۲۷۲۹) پر بھی جب مضمون
بالا درج ہے ہر دو مورخین اہل سنت کے بیان سے ثابت ہوا کہ آنحضرت نے عمر کو فاروق
نہیں فرمایا بلکہ یہودیوں نے یہ طلائی زنجیر اُن کے گلے میں ڈالی ہے۔ سنی جو اُن کو
بصد مسرت فاروق کہتے ہیں وہ یہودیوں کی متابعت کرتے ہیں اور ہم جو حضرت امیر کی
نسبت خطاب موصوف کا استعمال کرتے ہیں وہ عین اطاعت رسول ہے اس وقت پر نور کے
مسلمانوں کو اختیار رہے یہودیوں کی متابعت کریں یا رسول صلعم کی چونکہ سوائے صدیق
وفاروق کے شیخین کو اُن کے مقلد امیر المومنین بھی کہتے ہیں اور یہ جلیل خطاب سوائے
حضرت علی کے اور کسی سے چسپاں نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ بروایات اہل سنت آنحضرت نے
صحابہ سے فرمایا تھا کہ علی کو امیر المومنین کہہ کر سلام کیا کرو۔ چنانچہ بعد اُس کے ہر صحابی
آپ کو یہی کہہ کر پکارتا تھا۔ اُسکا اثر آج تک چلا جاتا ہے اور انشاء اللہ ہمیشہ
رہے گا دیکھو اگر کسی کتاب میں صرف اتنے جملہ کے بعد (قال امیر المومنین) کچھ
عبارت لکھی ہو تو دنیا کا کوئی شخص یہ نہ کہے گا کہ یہ قول ابوبکر و عمر و عثمان کا
ہے۔ بلکہ یہی سمجھا جائے گا کہ قائل اس کے علی مرتضیٰ ہیں۔ اس معظم خطاب کی
جناب مرتضوی سے بڑے خصوصیت ہے کہ جناب امیر سوائے آپ کے کسی کو نہیں
کہہ سکتے حضرت ابوبکر اپنے عہد خلافت میں کبھی امیر المومنین نہیں کہے گئے چونکہ
حقوق مرتضوی کے تلف کرنے میں حضرت عمر کو انتہا کا غلو و انہماک تھا لہذا اُنھوں
نے اس لقب پر بھی ہاتھ مارا۔ ابن مردویہ نے کتاب مناقب میں بریدہ سے روایت
کی ہے (کہ قال امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ان نسلّم علی علی بہ امیر المومنین
یعنی بریدہ نے کہا کہ رسول پاک صلعم نے ہمکو حکم دیا کہ علی پر جب تم لوگ سلام کرو تو

تو اُنکو امیر المومنین کہا کرو اسُ روز سے تمام صحابہ کا یہ ہی عمل رہا اسُی کتاب میں سالم
سے حبہ فیل روایت ہے قال کنت مع علی فی الارض یحرثہا حتی جاء ابوبکر
وعمر فقال السلام علیک یا امیر المومنین ورحمۃ وبرکاتہ فقیل کنتم بہ
یقولون فی حیات رسول اللہ ذلک فقال عمر وھو امرنا یعنی سالم کہتے ہیں
کہ ہیں علی کے ساتھ ایک کھیت پر تھا کہ ابوبکر وعمر بھی وہاں اتفاقیہ آگئے دونوں نے
جناب امیرؑ کو بہ ایں عنوان سلام کیا کہ اے امیر المومنین تم پر سلام اور خدا کی رحمت وبرکت
ہو دونوں سے دریافت کیا گیا کہ تم حضرت کے زمانہ ہیں بھی ایسا ہی کہتے تھے عمر نے
جواب دیا کہ آنحضرت نے ہمکو علی کے امیر المومنین کہنے کی ہدایت کی تھی دیلمی فردوس
الاخبار ہیں لکھتے ہیں قال لو یعلم الناس متی سم علی بدا امیر المومنین ما انکرو
فضلہ وسمی بذالک وآدم بین الروح والجسد وحین قال اللہ الست بربکم
وقالوا بلی فقال تعالیٰ انا ربکم ومحمد نبیکم وعلی امیرکم رسولخدا صلعم نے فرمایا
کہ اگر لوگوں کو یہ معلوم ہو کہ علی کب سے امیر المومنین ہیں تو کوئی اُن کی فضیلت کا انکار
نہ کرے بہ تحقیق کہ وہ اس نام سے جب مسمیٰ کیئے گئے جو وقت حضرت آدم علیہ السلام
پیدا بھی نہ ہوئے تھے - فرمایا پروردگار نے کہ آیا ہیں تمہارا رب ہوں ارواح نے
اقرار کیا اسُوقت خدا نے فرمایا کہ ہیں رب اور محمد نبی اور علی تمہارے امیر ہیں خطیب نے
اپنی تاریخ ہیں لکھا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ہذا علی ابن ابی طالب امیر المومنین و
امام المتقین - علامہ سیوطی نے جو تاریخ الخلفاء لکھی ہے وہ مطبع میمنیہ واقع مصر میں چھپی
ہے اسُ کے صفحہ ۵۳ و ۵۴ پر لکھا ہے کہ ابن عساکر معاویہ بن قرہ سے روایت کرتا
ہے کہ پہلے ابوبکر خلیفہ رسول لکھے جاتے تھے جب عمر کا زمانہ ہوا تو اُن کو خلیفہ رسول
لکھا جاتا - جب یہ جملہ حضرت عمر کے سامنے پاس کرنے کے لیئے بہ نظر عملدرآمد دفاتر
پیش کیا گیا تو اُنھوں نے فرمایا کہ میاں اسمیں تو بڑی طوالت ہے کوئی مختصر فقرہ

تجویز کرو مجوزین نے عرض کیا کہ اچھا اسکو رہنے دیجئے ہم نے آپ کو اپنا امیر بنایا ہے پس آپ کو امیر کہنا چاہیئے خود بدولت نے فرمایا کہ ہم فیصلہ کئے دیتے ہیں تم مومن ہو اور میں تمہارا امیر۔ لہذا مجکو امیر المومنین کہو اسوقت سے یہ ہی خطاب درج گزٹ ہوگیا۔ سیوطی نے اولیات عمر میں بھی لکھا ہے کہ خلیفہ دوم نے اپنی ذات کو امیر مومنین کہلایا۔ خلیفہ صاحب نے اس میں اپنی کسر شان سمجھی ہوگی کہ میں خلیفہ کا خلیفہ کہلاؤں۔ لہذا انھوں نے بعذر تطویل حضرت امیرؑ کے اس خطاب پر جو کہ رسول نے انکو دیا تھا ناجائز تصرف کرلیا اپنے منہ سے میاں مٹھو ایسے ہی لوگونکو کہا جاتا ہے روضۃ الاحباب میں دوسرا طریقہ حصول لقب کا لکھا ہے وہ یہ کہ جب عدی بن طائی مدینہ میں آئے تو انھوں نے لوگوں سے پوچھا کہ امیر المومنین کس جگہ اجلاس فرماتے ہیں عمر ابن العاص نے اسکو پسند کیا اور فرط مسرت سے فوراً جاکر کہا (السلام علیک یا امیر المومنین) بہرحال حضرت عمر نے خود یہ لقب تجویز کیا یا اُن کے ہمنام عمر عاص نے لیکن نبی کا عطیہ نہیں ہے۔ خطاب و لقب وہ قابل قدر ہوتا ہے جسکو کوئی بڑا آدمی تجویز کرے نہ یہ کہ خود مجوز ہو یا اُس سے کم درجہ کا شخص تمغہ عنایت کرے اس زمانہ میں دیکھو کسی نواب یا رئیس کو اگر کوئی ادنیٰ رتبہ کا آدمی سٹار آف انڈیا۔ دیا کی۔ سی۔ جی کا خطاب دے وہ کبھی قابل وقعت نہوگا ہاں نواب گورنر جنرل بہادر جیسی ایسی توجہ فرمائیں وہ لقب و خطاب دفتر میں سنہرے حرفوں سے جگہ پاتا ہے بہرحال اگر عدی بن حاتم نے یہ عطا کیا ہو تو ایک معمولی شخص کا عطیہ سمجھا جائے گا اور اگر عمر ابن العاص کو کہا جائے گا تو وہ ایک شریر و بدکیش و فریبی و حیلہ جو شخص حسب صراحت باب ہم تحفہ اثنا عشریہ تھا بحمد اللہ صدیق و فاروق و امیر المومنین ہر سہ لقب کی حقیقت کھل گئی امید کی جاتی ہے کہ آئندہ سنی شیخین کو سچا صدیق و فاروق و امیر المومنین سمجھنے میں کچھ زیادہ اصرار نفرمائیں گے جو منشا کہ نمبر کا تھا وہ بعنایت

الہی صاف ہوگیا ایک امر دوران ثبوت میں ایسا پیش آگیا کہ جسکو صاف کر دینا مناسب ہے وہ یہ کہ حضرت امیر علیہ السلام کو جو سابق الایمان کہا جاتا ہے یہ کس جہت سے ہے کیونکہ پہلا مسلمان اُس شخص کو کہا جائے گا جو کہ اوّل کافر ہو اور پھر اُسکو ترک کر کے مطیع اسلام ہوا ہو حضرت امیرؑ کے حالات پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی سابق الاسلامی خاص طرح کی تھی معمولی قسم کے اسلام لانے والوں میں جبکہ شیخین واشالہم تھے حضرت امیر کا شمار نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ تاریخ الخمیس دیار بکری چھاپہ مصر صفحہ (۲۷۹) اور مطالب السئول صفحہ (۳۰) و تذکرہ خواص الایمہ مولفہ سبط ابن جوزی وغیرہ میں لکھا ہے کہ تیرھویں رجب روز جمعہ کو ۹۱ اسکندری میں رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ کی ولادت سے اٹھائیس بعد حضرت امیر علیہ السلام کعبۂ معظم میں پیدا ہوئے روز ولادت باسعادت سے تا رشد جناب سرور عالم کی گود اور بیعت میں رہے آنحضرت چالیس برس کی عمر میں مبعوث بہ نبوت ہوئے اس وقت حضرت علیؑ کا سن مبارک بارہ برس کا تھا۔ پس جو شخص کہ آغوش مادر سے اُٹھکر جنتی مرتبت کے دامن دولت میں آیا اور عمر دوازدہ سالگی میں جس طریقہ کی تعلیم اُس کے چچازاد بھائی نے دی اسپر قایم ہوا اُس کے لئے وہ زمانہ بھی تعین ہونا چاہئے جس میں اُسنے بدکیشی ومتابعت کفر اختیار کی ہو ۱۲ برس کا بچہ خواہ کسی ملک کا ہو حقایق دینیہ کا ادراک نہیں کرسکتا ایسے کم سن لڑکے کا خدا کی وحدانیت ویگانگت اور نبی کی نبوت کا معلوم کر لینا مافوق طاقت بشری ہے ابتدائے آفرینش آدم علیہ السلام سے تا ایندم صفحہ عالم پر کوئی شخص ایسا پیدا نہیں ہوا ۔ جس نے ایسی چھوٹی عمر میں اپنے خالق اور ہادی کو پہچان کر اطاعت میں کمر بستگی کی ہو۔ کتب اہل سنت سے اوپر ثابت کر آیا ہوں کہ خود آنحضرت نے ارشاد فرمایا کہ علی نے سات برس تک میرے پیچھے نماز پڑھی درحالیکہ کوئی اُن کی جنس کا دوسرا نہ تھا اور وہ آن واحد کے لئے کافر نہیں ہوئے نہ بتوں کو سجدہ

کیا۔ علمائے اہل سنت میں درباب اسلام حضرت امیر یہ گفتگو ہے کہ دو شخص سابق الاسلام کہے گئے ہیں ایک ام المومنین حضرت خدیجہ والدہ ماجدہ جناب سیدہ دوم حضرت علی ان دونوں میں نمبر اول کون ہے اس کے متعلق امام ابن عبدالبر کتاب استیعاب قلمی کے صفحہ (۱۸۲) پر لکھتے ہیں (قال کان علی اول من آمن باللہ من الناس بعد خدیجہ قال ابو عمر ہذا اسناد لا مطعن فیہ لاحد بصحتہ وثقہ نقلتہ) ماحصل اس کا یہ ہے کہ بعد خدیجہ جو سب سے پہلے ایمان لائے وہ علی ابن طالب ہیں ابو عمر کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے کیونکہ اس کی صحت میں کسی نے کلام نہیں کیا۔ تمام راوی حدیث ثقہ وعادل ومعتبر ہیں اول بحوالہ کتاب اہل سنت عرض کر چکا ہوں کہ آنحضرت بروز دوشنبہ مبعوث ہوئے اور علی نے منگل کے دن اس کی تصدیق کی اگر بفور بعثت پیر ہی کے دن خدیجہ مصدق نبوت ہوئیں تو حضرت امیر اور اُن کی تصدیق میں صرف چند گھنٹوں کا تفاوت ہوتا ہے جو کہ قابل نظر نہیں ہاں اس میں شک نہیں کہ یہ دونوں بزرگوار آنحضرت کے مقربان واخص الخواص میں تھے بعد بعثت ایک زمانہ تک یہی ہر دو شخص رسول صلعم کے پیچھے نماز پڑھتے رہے۔ خصائص نسائی شریف صفحہ ۳ و ۴ وکامل ابن اثیر جلد ثانی صفحہ (۲۲) وتاریخ طبری جلد اول حصہ سوم صفحہ (۱۱۶۲) واستیعاب امام عبدالبر وغیرہ میں حضرت امیر وخدیجہ کے بارہ میں طولانی عبارت عربی لکھی ہے جس کا اس جگہ اردو میں خلاصہ لکھتا ہوں عفیف کہتا ہے کہ میں بزمانہ جاہلیت وارد مکہ ہوکر عباس وعبدالمطلب کے گھر ٹھہرا بعد دو پہر دن گذرنے کے دیکھا کہ ایک جوان کعبہ کے سامنے آکر کھڑا ہوا مگر ایک نوخیز بچہ گھر سے نکلا وہ اس جوان اول کے دہنے ہاتھ پر کھڑا ہو گیا پھر ایک عورت آئی کر اُن دونوں کے پیچھے کھڑی ہوگئی شخص اول کچھ پڑھ کر جھکا اور پھر زمین پر سر رکھ دیا کئی مرتبہ ایسا ہی عمل کیا۔ جس جس طرح وہ پہلا آدمی کچھ حرکت ہوتا تھا

ایسا ہی یہ دونوں کرتے تھے میں نے ایک عجیب حرکت دیکھ کر عباس سے پوچھا کہ یہ کون
لوگ ہیں اور کیا کرتے ہیں انھوں نے جواب دیا کہ یہ دونوں مرد میرے بھتیجے ہیں اور
یہ عورت بڑے بھتیجے کی بی بی ہے جسکو تم نے دونوں سے آگے کھڑا ہوا دیکھا یہ دعوے
کرتا ہے کہ میں نبی ہوں خدا کا فرشتہ میرے پاس آتا ہے ان دونوں آدمیوں نے اس کے
قول کی تصدیق کی ہے سوائے ان دو کے آج تک کسی تیسرے آدمی نے اس کے دین
کی تائید نہیں کی حضرت عباس کے بیٹے جناب عبد اللہ کا ایک قول مناقب اخطب
خوارزم و استیعاب عبد البر و مستدرک حاکم میں اس طرح نقل ہوا ہے عن ابن عباس
قال لعلی علیہ السلام اربع خصائل لیست لاحد غیرہ ھو اول عربی و عجمی
صلی مع النبی صلعم و ھو الذی کان لواءہ معہ فی کل زحف و ھو الذی صبر
معہ یوم احد و انھزم الناس کلھم غیرہ و ھو الذی غسلہ و ادخلہ فی قبرہ
حضرت عبد اللہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ علی کی چار خصلتیں ایسی بے عدیل ہیں کہ ان میں
کوئی شریک و سہیم نہیں اول یہ کہ تمام عرب و عجم سے پہلے انھوں نے رسول خدا صلی اللہ
علیہ و آلہ کے ساتھ نماز پڑھی دوم تمام معارک میں علم بردار لشکر اسلام رہے سوم
جنگ احد میں سب کے پیر اکھڑ گئے مگر انکو جنبش نہوئی۔ چہارم حضرت کو اپنے ہاتھوں
سے غسل دے کر سپرد زمین کیا۔
غرضکہ جسقدر کتب اہل سنت پر نظر ڈالی جائے گی ایک لمحہ کے لئے معاذ اللہ حضرت
امیر کا کفر ثابت نہ ہو سکیگا جتنی باتیں دیکھی جائیں گی ان سے یہی ظاہر ہوگا کہ
ہر بات اسی پر دلالت کرتی ہے کہ وہ ابتدائی ایمان دار ہیں دیکھئے حضرات
اہل سنت ثلثہ کو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اور حضرت امیر کو کرم اللہ وجہہ تفریق
لفظ دعا کا سبب یہ ہے کہ حضرت امیر کی وجہ نکرم کو خدا نے سجدۂ اصنام سے
بچایا بوجوہات بالا ثابت ہوا کہ نہ وہ کبھی بت پرست تھے اور نہ کفر چھوڑ کر

مسلمان ہوئے حضرت امیر کا حال بالکل آنحضرت کا سا ہے قبل از بعثت جس ملت پر
رسول تھے وہ ہی مذہب علی کا تھا۔ چند کتب اہل سنت ہیں جن کی پوری تفصیل جلد
حدیث نور میں ہے جو کہ ازجملہ عبقات الانوار ہے ثابت ہوا ہے کہ آنحضرت نے
فرمایا میں اور علی آدم علیہ السلام سے کئی ہزار برس پہلے عرش عظیم پر خدا کی حمد و ثنا
میں مشغول رہتے تھے تحفہ کے صفحہ (۱۴۳) سطرہ اپر شاہ صاحب نے بھی حدیث
نور کا ذکر کیا ہے اور حسب عادت جو محامل اس حدیث میں پیدا کئے ہیں اُس کا
جواب میں نے تصویر غالب و مغلوب میں بہ صفحہ (۳۴) بہ صراحت دے دیا ہی جس
بزرگ کا نور مقترن بہ نور نبوی رہا وہ فی الواقع آن واحد کے لئے مسبوق بہ کفر
نہیں ہو سکتا آپ کی مثال ایسی ہے کہ جیسے اولاد انبیار کی ہے بعد بلوغ جب تک
کہ وہ مخالفت اپنے آبار کی نہ کریں اسی دین پر سمجھے جاتے ہیں۔ علی ہذا حضرت علی
بچپنے میں تابع طریق محمدی تھے اور مکلف ہونے پر اسی مذہب کے مستقل مالک اور
رواج و قوت دینے والے رہے سابق الاسلامی کے حقیقی معنی یہ ہیں کہ سب سے
اول آپ نے بعد بعثت علانیہ حضرت کی نبوت کو تصدیق کیا جیسا کہ قبل بعثت اُس
کے صحیح جاننے والے تھے۔ ہر شخص کے لئے بلوغ کی مدت کے تین درجہ کئے گئے
ہیں۔ شرعی مدت ۱۲ سال ہے۔ قانون نے ۱۸۔ اور زیر اہتمام کورٹ جو
جائیداد ہو اس کے مالک کے لئے ۲۲ برس بر ایں حساب ۱۲ برس کا بچہ کسی قاعدہ
سے مکلف نہیں ہوتا شیخ سعدی شرح گلستان میں لکھتے ہیں۔ کل مولود یولد
علی فطرۃ الاسلام الی آخرہ یعنی ہر بچہ مسلمان پیدا ہوتا ہے بعد بلوغ جیسے کہ
ماں باپ ہوتے ہیں اکثر وہ اُنھیں کی متابعت کرتا ہے پس حضرت امیر حسب
قاعدہ مقررہ فطرت اسلام پر پیدا ہوئے اور بچپنے میں ایسے اتالیق سے
تعلیم پائی جو کہ منبع دین اسلام تھا۔ کامل ابن اثیر جلد ۲ صفحہ (۲۲) و نیز ابوالفدا

صفحہ (۱۱۸) و مطالب السئول صفحہ ۳۷ و سیرت ابن ہشام صفحہ (۸۴) جزاول
پر لکھا ہے کہ ایک مرتبہ مکہ میں سخت قحط تھا ابو طالب کثیر العیال تھے ان کی اولاد
کو جناب عباس و آنحضرت نے بغرض پرورش اپنی حفاظت میں لیلیا حضرت جعفر طیار
کو عباس نے اور علی کو آنحضرت نے۔ ناظرین غور فرمائیں کہ جب بچے کو حضرت نے
اپنی نگرانی میں لیا تھا اُس کی طبیعت میں بوجہ مصاحبت روزانہ آنحضرت کے اخلاق
کریمانہ نے کہاں تک اثر کیا ہوگا میں اس کی نسبت کیا عرض کرسکتا ہوں خود رسول
پاک کا ارشاد موجود ہے ولحمک لحمی وروحک روحی و دمک دمی (میرا اور علیؑ کا
گوشت و روح و خون سب ایک ہے نہ علی کبھی بناہ بخدا کافر ہوئے نہ نبی دونوں
کی حالت ایک طرح کی تھی اسموقع پر بطور فیصلہ اس قضیہ کو دکھایا جاتا ہے جو کہ
مامون رشید اور یحییٰ ابن اکثم شیخ البخاری و اسحاق فقیہہ بغدادی سے پیش آیا ابو عمر
احمد القرطبی بہ کتاب عقد و ابن خلکان بہ تاریخ خود و ذہبی بہ کتاب العیر و سید علی
بہ لغنیہ الوعاۃ لکھتے ہیں کہ علمائے موصوف الصدر سے جبکہ وہ چالیس علما کے جلسے
میں بیٹھے تھے۔ مامون رشید نے پوچھا کہ بحکم آیہ وافی ہدایہ والسابقون السابقون
اولئک المقربون۔ جو شخص بروز بعثت آنحضرت اسلام لایا وہ آپ کے نزدیک
کیسا ہے علما نے جواب دیا کہ اُس سے بالاتر کوئی افضل نہیں ہوسکتا۔ مامون نے کہا کہ
باتفاق جمیع امت سوائے علیؑ کے اور کون تھا جو کہ مسبوق بہ ایمان ہوا ہو۔ علما نے
فرمایا کہ یہ ٹھیک ہے مگر اس وقت علیؑ بچے تھے لڑکے کی بات کا اعتبار کیا۔ کامل العقل
و بالغ ہوکر ایسا کرتے تو قابل تحسین تھا مامون نے فرمایا کہ آپ سچ ارشاد کرتے ہیں لیکن
اب آپ کو تین باتیں ماننی پڑیں گی اول یہ کہ وہ بچہ کیوں اسلام لایا آیا خود اس کو صحیح
سمجھ کر قبول کیا یا یہ کہ نبی نے اُس سے درخواست کی یا یہ کہ بروئے الہام اُنھوں نے
ایسا کیا۔ اگر آپ یہ کہیں کہ وہ بلا اشارہ نبوی و الہام علنی اپنی عقل سے دائرہ اسلام

داخل ہوئے تو کہنا پڑے گا کہ وہ نابالغ بچہ ایسا ذکی و ذہین و طباع و کامل العقل تھا کہ جس
نے لڑکپن میں وحدانیت و نبوت کی ضرورت کو محسوس کر کے اسپر معتقد ہونے کو ضروری سمجھا
تھا۔ جو شخص کہ اس عنوان سے دائرہ نشین اسلام ہوا ہو وہ سوائے نبی کے کسی دوسرے
کا ہمرتبہ نہیں ہوسکتا۔ یہ بات چھوڑ کر اگر نبی کی تکلیف دہی کا پہلو اختیار کروگے تو حضرت پر
اعتراض وارد ہو جائے گا کہ انھوں نے خلاف شریعت ایک کم عمر لڑکے کو جو کہ مکلف بہ
تکالیف نہ تھا۔ کیوں ایسی راہ پر چلنے کو کہا جسکو بہ حکم عقل و شرع طے کرنے کی قابلیت نہ رکھتا
تھا یا یہ کہنا پڑے گا کہ علی مثل سائر الناس نہ تھے خدا نے اُن کا دل و دماغ خاص طرح کا وضع
کیا تھا۔ جبکہ نبی نے خدا کی یکتائی اور اپنی رسالت کے حقایق اُنکو بتلائے وہ بے تکلف
خداداد قوت ذہنی سے اُسکو سمجھ گئے اور اپنے عقاید باطنی و تصدیق قلبی کو عملی صورت
میں ایسا دکھلایا کہ سات برس تک کوئی شخص مثل اُن کے اُن افعال کا فاعل نہ تھا اگر تیسری
بات الہام کے آپ قائل ہو گئے تو پھر نبی و علی میں کوئی درجہ امتیاز باقی نہ رہے گا جیسکہ
یحییٰ و عیسیٰ علیہ السلام بحالت شیر خواری مورد الہام ہوئے یہ ہی صورت علی کی تھی
ماموں رشید سے یہ سنجیدہ و قابل قدر تقریر سُنکر ہر دو علمائے مع طلبہ موجودہ ایسے
ساکت و لاجواب ہوئے کہ سوائے سر تسلیم خم کرنے کے کوئی چارہ نہ ہوا چونکہ علی سوائے
مرتبہ رسالت بجمیع الوجوہ ہمتائے نبی تھے اسی وجہ سے آیۂ مباہلہ میں اُنکو نبی کا نفس قرار دیا تھا یہ قاعدہ
بھی ہم آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ جب کوئی حاکم رخصت پر جاتا ہے یا کہ کوئی دوسری صورت پیش
آتی ہے تو حکام بالا اُسکی جگہ اُس شخص کو قایم کرتے ہیں جو کہ تمام امتحانات میں جو کہ اس عہدہ
کے لئے ضروری ہوں مثل حاکم رخصت یافتہ طے کر چکا ہو جس وقت کہ ہمارے نبی دنیا سے
رخصت ہوئے تو دفتر صدر سے حکم آیا کہ اے محمد اپنا قایم مقام علی کو کردو چنانچہ بہ تعمیل حکم باری
آپ نے امت سے فرمایا کہ میں تو اب رخصت ہوتا ہوں تمہاری ہدایت کے لئے قرآن اور
اپنے اہلبیت کو چھوڑتا ہوں۔ خدا و نبی نے زمام امت جب ہی اہلبیت کے ہاتھ میں دی

تھی جبکہ جانچ لیا تھا کہ یہ مہمات اسلام کو اسی طرح انجام دیں گے جیسکہ رسول دیتے تھے
طبرانی نے لکھا ہے کہ حضور نے بوقت رخصت صحابہ سے فرمایا فلا تقدمھما فتھلکوا ولا
تعلموھم فانھم اعلم منکم یعنی تم میرے خاندانیوں پر کسی بات پر سبقت نکرو اگر ایسا کروگے
تو ہلاک ہوجاؤ گے اور نہ اُنکو کسی طرح کی تعلیم دو وہ ہر بات کو تم سے زیادہ جاننے والے ہیں
جو لوگ تہ دل سے ایمان بخدا و رسول لائے ہیں لازم ہے کہ حضرت کو قبل از اقرار وحدانیت
و رسالت ایسا ہی سمجھیں جیسا کہ پیش از نبوت نبی کی نسبت اعتقاد رکھتے ہیں

(۳۹) درباب اعلان خلافت حضرت امیر علیہ السلام آنحضرت کا بحکم قرآن صحابہ سے خوف کرنا

ثبوت از کلام اللہ

حقیر نے ایک رسالہ مسمیٰ بہ آفتاب خلافت لکھا ہے اُسمیں وہ تمام وجوہ بہ ادلہ دل نشین دکھلائی
گئی ہیں جو کہ حضرت امیر کی خلافت بلافصل کو ثابت کرتی ہیں نمبر ہذا سے نہایت بمراہ جملہ
معاملات رسالہ مذکور میں بوضاحت درج ہیں حضرات ناظرین پہلے لکھی چھٹی میں اُن نمبروں کی
تفصیل بلاحظہ فرماکر پس از ان رسالہ محولہ بالا دیکھیں انشاء اللہ حقایق خلافت پورے طور
پر ظاہر ہوجائیں گے اس جگہ اُن مطالب کا لکھنا باعث طول سمجھا گیا متکلمین کا قاعدہ ہے
کہ جو امر کسی دوسری جگہ لکھ دیتے ہیں اُسکو دوبارہ نقل نہیں کرتے صرف حوالہ دے دیا
کرتے ہیں۔ اُمید کہ میرے عذر واقعی کو حضرات ناظرین قبول فرماکر ملاحظہ رسالہ کی زحمت
گوارا فرمائیں گے (والعذر عند کرام الناس مقبولٌ)

(۵۲) حضرت عمر کا آنحضرت کی موت میں شک کرنا۔

ثبوت از کتب اہل سنت

روضۃ الاحباب میں جو کہ اہل سنت کی معتبر کتاب ہے بہ تفصیل درج ہے کہ آنحضرت نے جو حدیبیہ میں کفار
سے صلح کی وہ دبکر ہوئی تھی مضمون صلحنامہ دیکھ کر حضرت عمر کو غصہ آیا کفار کا تو بال بیکا
نہ کرسکے مگر آنحضرت سے اینٹھ مروڑ کرنے لگے بالآخر غایت جوش اسلام سے کہدیا کہ جیسا

شک مجکو آج اس شخص کی نبوت میں ہوا کبھی نہوا تھا حضرت ابوبکر نے بمشکل رُک رُک تھام کر کے
اُن کو سنبھالا۔ ورنہ اُسی وقت اپنے قدیم مکان کو آباد کرتے حقیر نے رسالہ دافع وہم میں
اس واقعہ کو چند کتب اہل سنت سے ثابت کر دیا ہے خدائے پاک اپنے مقدس کلام میں ارشاد
فرماتا ہے ان المومنون الذین آمنو باللہ ورسولہ ثم لم یرتابوا جو لوگ
کہ اللہ اور اُس کے رسول پر صدق دل سے ایمان لائے ہیں وہ کبھی مشکوک نہیں ہو سکتے
چونکہ حضرت عمر نے ہمیشہ حضرت کے نبی برحق ہونے میں راہ تذبذب اختیار کی تھی اور غالباً
ہیں وہ شک مبدل بہ یقین ہو گیا تھا۔ لہذا وہ مومن نہ تھے ادھ کچرا مسلمان اُن کو
کہنا چاہیئے۔

(۵۳) بقول علمائے اہل سنت حضرت عمر کامل الایمان نہ تھے۔

ثبوت از کتب اہل سنت

امام عینی شارح بخاری لکھتے ہیں کہ عمر نے جو بروز حدیبیہ آنحضرت کی نبوت میں اظہار شک کیا
اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت دوم اُس وقت تک کامل الایمان نہ تھے بلکہ بذیل مولفۃ القلوب
شمار کئے جاتے تھے عبارت یہ ہے (یحتمل کان مولفۃ القلوب الی الایمان) اہل تالیف
وہ لوگ تھے جنکو حضرت مال غنیمت سے مثل فقرائے پاشکستہ کچھ دے دیا کرتے تھے ناظرین
کو یاد ہوگا میں اول کتب اہل سنت سے ثابت کر آیا ہوں کہ یہ جناب ابتداءً نہ دل سے ایمان
نہ لائے تھے بلکہ ولید بن مغیرہ کے مثل جو حضرت نے انکو خوف نصیحت دلایا تھا بدنامی کے
ڈر سے ظاہری طور پر کلمہ پڑھ لیا تھا ورنہ جیسے تھے آخر تک رہے اور اُسی ضد میں جو کہ انکو
طبعاً نبی سے تھی بالآخر قابو پا کر رسول کے گھر کا خاتمہ کر دیا ذیقعدہ ۶ھ میں واقعہ
حدیبیہ پیش آیا اور ۱۱ھ میں حضرت کی رحلت ہوئی وفات نبوی سے چار برس پہلے
حضرت عمر بقول امام عینی مولفۃ القلوب میں داخل تھے نہ معلوم یہ پیوندی پیر کب پختہ
ہوا حضرات اہلسنت اُس تاریخ سے ضرور مطلع فرمائیں جس میں ان کے اسلام نے تالیف سے ترقی کی

(۵۴) حی علیٰ خیر العمل کا خلیفہ دوم کے حکم سے موقوف ہونا

ثبوت از کتب اہل سنّت

علامہ قوشجی نے شرح تجرید میں لکھا ہے کہ عمر پر چند مطاعن وارد کئے جاتے ہیں کہ اس نے رسول خدا کے طرز عمل سے مخالفت کی ہم انکو قبول کر کے کہتے ہیں کہ حضرت عمر بوجوہ اختلاف مورد طعن نہیں ہو سکتے کیونکہ ایک مجتہد کا دوسرے مجتہد سے خلاف ہونا صواب ہے نہ بدعت حضرات ناظرین سنی صاحبونکو انکی ایمانکی داد دیں کہ وہ آنحضرت کو مجتہد جانتے ہیں اور پھر مجتہد کی شان یہ بتلاتے ہیں کہ اس سے وقوع خطا ممکن ہے تو معاذ اللہ پناہ بخدا آنحضرت بھی اس فرقہ کے نزدیک مرتکب بخطاکاری ہوئے ہیں معلوم ہوا کہ حضرت عمر اور نبی ایک ہی درجہ کے تھے وہ بھی مجتہد یہ بھی مجتہد حاصل کلام علامہ موصوف لکھتے ہیں کہ خلیفۂ دوم منبر نبوی پر بیٹھ کر ایک روز کہنے لگے کہ ایہا الناس تین چیزیں عہد رسول میں جاری تھیں میں تم سے انکو منع کرتا ہوں اور حرام کئے دیتا ہوں آیندہ جو انپر عمل کرے گا اسکو سزائے شدید دونگا ان میں ایک متعۃ النسا ہے۔ اور دوسرا متعۃ الحج اور تیسرا حی علی خیر العمل۔ عبارت مندرجہ شرح تجرید متعلق بہ مضمون بالا یہ ہے (قال) ای عمر صعد المنبر وقال ایہا الناس ثلث کن علی عہد رسول اللہ صلعم وانا انہی عنہن واحرمہن واعاقب علیہن وہی متعۃ النسا و متعۃ الحج وحی علی خیر العمل سنی جو کہ اجتہاد عمریہ کو ناسخ اجتہاد نبویہ جانتے تھے وہ ان تینوں سے ایک کو بھی بجا نہیں لاتے اور شیعہ بہ اتباع نبی سب پر عمل کرتے ہیں اور ممانعت عمر کو بے حقیقت محض جانتے ہیں بحمد اللہ ہم متابعت فعل نبی سے محمدی ہیں اور سنی صاحب اطاعت خلیفہ سے عمری۔ بروز حشر ہم نبی کا دامن رحمت ہاتھ میں لئے ہوئے ہوں گے اور سنی حضرت عمر کا جو کہ احکام نبی کو منسوخ کرتے تھے۔ سُنن کبریٰ امام بیہقی و انسان العیون نور الدین علی حلبی شافعی میں ہے کہ عبد اللہ ابن عمر نے اس میں اپنے باپ سے مخالفت کی اُس نے کبھی حی علی خیر العمل کو ترک نہ کیا برابر کہتا رہا۔ سوائے علامہ قوشجی کے علامہ

تفتازانی نے بھی شرح عضدی میں لکھا ہے کہ عمر نے یہ جملہ اذان سے نکال ڈالا علاوہ
بریں ترجمہ صحیح مسلم مطبوعہ مطبع صدیقی لاہور کے صفحہ (۵۲۸) سطر ۸ پر لکھا ہے (حی علیٰ
خیر العمل کا کہنا اکثر علماء کے نزدیک ثابت نہیں اور اہل بیت کی کتابوں میں (حی علی خیر العمل
کہنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا گیا ہے۔ احکام میں ہے (یہ نام اہل سنت
کی کتاب کا ہے کہ (حی علیٰ خیر العمل رسول اللہ صلعم کے زمانہ میں رائج تھا پھر حضرت عمر کے
زمانہ میں موقوف کیا گیا اور بیہقی نے سنن کبریٰ میں بہ اسناد صحیح عبد اللہ ابن عمر روایت
کیا کہ وہ کبھی اذان میں حی علی خیر کہتے تھے اور علی بن حسین سے روایت کی گئی ہے کہ پہلے
اذان یوں ہی تھی یعنی بہ اشتمال خیر العمل۔ حضرات اہل سنت براہ عنایت اپنے علماء کی
تحریر سے تنبیہہ پذیر ہو کر اپنی اذان کو درجہ خیر سے نہ گرائیں ورنہ قیامت میں پچھتائیں گے
(۵۵) الصلواۃ خیراً من النوم کا اپنی رائے سے جناب عمر کا اذان میں داخل کرنا۔
ثبوت تمام اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ کلمہ (الصلواۃ خیراً من النوم) کبھی اذان
میں زمانہ آنحضرت نہیں پکارا گیا اصلیت یہ ہے کہ ایک روز خلیفہ صبح کے وقت سوتے
تھے خدمتگار نے کلمہ موصوف کہہ کر اُن کو جگانا چاہا۔ آپکو پسند خاطر ہوا موذن کو
حکم دیا کہ ہمیشہ صبح کی اذان میں اسکو کہا کرو عبد اللہ حضرت عمر کے بیٹے بحذف اس
یادگار غلام کو ناپسند فرماتے تھے کہ مسجد سے نکل جاتے تھے مگر سننا گوارا نہ تھا
مشکواۃ شریف کے صفحہ (۵۶) پر لکھا ہے عن مالک بلغہ ان الموذن جاء یوذنہ
بصلواۃ الصبح فوجدہ نائما فقال الصلواۃ خیرا من النوم فامرہ عمر ان یجعلہا
فی نداء الصبح رواہ فی الموطاء یعنی ایک روز بوقت صبح موذن حضرت عمر کے پاس
آیا کہ خلیفہ صاحب کو نماز کے لئے جگائے اسوقت اُنکو غلبہ خواب تھا موذن نے پکارا
کہا کہ (الصلواۃ خیر من النوم) یعنی اے حضرت اُٹھیے خواب راحت سے نماز بہتر ہے یہ کلمہ
خلیفہ کو پسند آیا حکم دیا کہ اسکو ارکان نماز میں داخل کرو کتاب موطا میں اسی طرح

نقل ہوا ہے ترمذی شریف کی جلد اوّل مین صفحہ (۲۹) لکھا ہے کہ عبداللہ ابن عمر اس جملہ کو تبلاتے تھے اور جس مسجد میں یہ پکارا جاتا تھا وہاں نماز پڑھنا ناجائز جانتے تھے۔ واہ حی علی خیر العمل کو اذان سے نکالیں اور ایک فضلانہ خوار موذن کی رائے سے فصول اذان میں وہ جملہ داخل کریں جسکو خلیفہ صاحب کی صاحبزادی جوکہ عند السنیہ بڑے بھاری محدث اور صحابی رسول ہیں اتنا برا سمجھیں کہ جس جگہ یہ جملہ بولا جائے وہاں نماز پڑھنا ناجائز خیال فرمائیں۔ اہل سنت کو لازم ہے کہ براہ کرم تحریر حقیر پر غائر نظر فرماکر امتیاز حق و باطل فرمائیں۔

(۱۵) حضرت عمر کا آنحضرت کے سامنے ایسے کلمات گستاخانہ سے پیش آنا جوکہ اُن کی شان کے خلاف تھے۔

ثبوت بخاری ومسلم واکثر کتب اہل سنت مثل مدارج النبوۃ وغیرہ میں لکھا ہے کہ جسوقت آنحضرت نے بزمانہ علالت صحابہ سے یہ فرمایا کہ تم دوات وقلم حاضر کرو تاکہ تمکو ایسی چیز لکھدوں کہ پھر ہرگز گمراہ ہنو اسوقت حضرت عمر نے اپنے دمسازوں سے کہا کہ یہ باتیں پایۂ اعتبار سے گری ہوئی ہیں بیماری کی شدت اور وفور کرب میں جو زبان پر آتا ہے کہدیتے ہیں دوات وقلم لانے اور لکھنے لکھانے کی کوئی ضرورت نہیں انکو ہذیان ہوگیا ہے جو موہنہ میں آتا ہے بک دیتے ہیں حضرت کو یہ گستاخانہ جملہ سُنکر غصہ آیا فرمایا کہ قوموا عنیّ میرے پاس سے اٹھ جاؤ حدیبیہ میں جو گستاخی کی وہ محتاج بیان نہیں مولوی شبلی نعمانی الفاروق میں لکھتے ہیں، حدیبیہ کی بے ادبانہ گفتگو سے حضرت عمر کو بحدے ندامت ہوئی کہ اُس کے کفارے میں روزے رکھے۔ نوافل پڑھیں محتاج لوگوں کو خیرات دی غلام آزاد کئے۔ ہر عیب و صواب کی حقیقت اُسکا فاعل خوب سمجھتا ہے عمر صاحب نے کچھ ایسی ہی ناشائستہ لفظوں میں حضرت سے گفتگو کی ہوگی جس کی معافی میں اسقدر اہتمام کیا گیا تھا

(۵۲) پندرہ یا چودہ مرتبہ آنحضرت کی رائے کا رد ہونا اور حسب صوابدید جناب عمر نزول

وحی کا ہونا۔

ثبوت از کتب اہل سنّت

مولوی محمد قاسم نانوتوی بانیٔ مدرسہ دیوبند نے ایک رسالہ رد شیعہ لکھا ہے جس کا نام ہدیۃ الشیعہ ہے اسمیں مولوی صاحب موصوف نے لکھا ہے کہ چودہ مرتبہ حضرت عمر و جناب ختمی مرتبت میں درباب مسائل و دیگر معاملات اختلاف ہوا بالآخر نبی ہارے اور عمر جیتے خدا نے انہی بات کو پسند کر کے وحی نازل فرمائی جسکو عمر کہتے تھے رسالۂ مذکور کا جواب منجانب شیعہ ایک بڑی مجلد کتاب تحفۃ الاثنا عشریہ میں دیا گیا ہے۔

(۵۸) حضرت عمر کا اپنے ایمان میں مشکوک رہنا۔ سوائے ازیں ترجمہ تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی مطبوعہ مطبع صدیقی لاہور کے صفحہ ۱۰۶ پر لکھا ہے (خدا نے آیات قرآن کے نازل فرمانے میں عمر کی رائے سے اتفاق کیا جو الفاظ کہ عمر کی زبان سے نکلے وہ بجنسہ نازل کیے گئے۔

ثبوت لیلۃ العقبیٰ میں جن منافقین امت نے آنحضرت کے قتل کا ارادہ کیا تھا اُن کے نام حذیفہ بن الیمان کو تبلائے گئے تھے اسی جہت سے اُنکو امین اسرار رسول و صاحب علم المنافقین کہتے ہیں چنانچہ تحفہ میں شاہ صاحب نے بھی اسکو تسلیم فرمایا ہے اُس بزرگ صحابی سے حضرت عمر پوچھا کرتے تھے کہ بھائی سچ کہنا میرا نام تو تمہاری فہرست میں حضرت نے نہیں لکھا یا حذیفہ نے جواب دیا انت اعلم بہ نفسک تم اپنی حالت سے بہتر خبر رکھتے ہو سمجھ لو اگر اس شب میں آپ شریک جماعت مفسدین تھے تو بیشک منافق ہو ورنہ نہیں۔ مینے اپنے بعض رسائل میں پوری حقیقت اس قضیہ کی لکھدی ہے اور یہ قصہ ایک مشہور ہے صدہا مرتبہ کتب مناظرہ میں لکھا جا چکا ہے امام ذہبی کا قول میزان الاعتدال میں یہ لکھا ہے کہ حضرت عمر نے فرمایا د باللہ حذیفہ انا من المنافقین خدا کی قسم اے حذیفہ میں از جملہ منافقین ہوں معلوم ہوا کہ ان کو اپنے

نفاق میں شک بھی نہ تھا بلکہ یقینی اپنی ذات کو منافق جانتے تھے

(۵۹) تراویح کا بدعت ہونا۔

ثبوت جو بات کہ متعلق بعبادت عہد نبی میں نہ تھی اور بعد میں جاری ہوئی اُسکو بدعت کہتے ہیں تراویح جسکو سنی صاحب رمضان المبارک میں پڑھتے ہیں آنحضرت کے زمانہ میں نہ پڑھی جاتی تھیں حضرت ابوبکر کے وقت میں نہیں پڑھی گئیں جناب عمر نے اپنے زمانہ خلافت میں اسکو جاری کیا۔ مولوی محمد قاسم نانوتوی بھی ہدیۃ الشیعہ میں یہ ہی لکھتے ہیں کہ تراویح پڑھنی پر تاکید اکید حضرت دوم نے کی ہے پس سوائے نبی کے دوسرے نے جو عبادت قایم کی وہ بدعت ہے تراویح کو (نعم اللہ بدعۃ) خود حضرت عمر نے فرمایا ہے بخاری نے لکھا ہے کہ اپنی مجوزہ عبادت کو خلیفہ دوم نے (کیا اچھی بدعت ہے) کا خطاب دیا ہے جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں درباب اولیات عمر لکھا ہے) اول من سمی امیر المومنین و اول من سن قیام شہر رمضان و اول من حرم المتعۃ و اول من نھی عن امہات الولد و اول عن جمع الناس فی صلوٰۃ الجنازۃ علی اربع تکبیرات۔ یعنی عمر نے اپنے زمانہ خلافت میں امیر المومنین کا خطاب اپنے واسطے تجویز کیا اور ماہ رمضان میں تراویح کی بنیاد ڈالی اور متعہ کو حرام کیا اور نماز میت میں یہ ترمیم ترکیب اول چار تکبیریں کہیں وغیرہ وغیرہ۔

شیخین کا نبیؐ کو جہاد میں چھوڑ کر فرار کرنا

ثبوت جس جس لڑائی میں مثل احد و حنین وغیرہ لشکر اسلام میں بھاگڑ پڑی ہے ثلاثہ بھاگنے والے سے دو قدم آگے رہے ہیں یہ ایسا واقعہ نہیں کہ جس کے ثبوت میں اُن کتابوں کی عبارتیں پیش کی جایئں جن میں شیخین کا معرکہ قتال سے گریزپا ہونا لکھا ہے ہر ایک لڑائیں بھاگتے ہی نظر آتے تھے چنانچہ ایک ہندی شاعر نے بھی اِن کے بھاگ گئے کو لکھا ہے ؎ اُحد میں چھوڑ نبی جی کو بھاگے میت کہانے کی لاج نہ آئی۔

(۶۱) حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کا اسلام چھوڑ کر کفر اختیار کرنے کا ارادہ کرنا

ثبوت از کتب اہل سنت

اس نمبر کے متعلق مضامین کو حقیر نے رسالہ مشعل ہدایت معروف بجواب رامپوری) میں توضیح تمام بیان کر دیا ہے یہاں مختصر وہی بات لکھتا ہوں جسکو نمبر کی سرخی سے علاقہ ہے جنگ احد میں جب شیطان نے آواز دی کہ قد قتل محمدؐ یعنی محمد قتل ہو گئے اسوقت شیطان پرست جماعت میں بھاگڑ پڑی اور بعض نے یہ سمجھ کر کہ محمد تو قتل ہو گئے اب مسلمان رہنے سے کیا فائدہ اپنے پرانے گھروں کو چل کر آباد کرو ایسا خیال کرنے والوں میں حضرت ابوبکر و عمر بھی اور انھیں کی کمر ہمت باندھنے اور بتدھانے سے اور لوگوں کو کفر پور جانے کی جراوت ہوئی تھی مسند امام احمد بن حنبل میں لکھا ہے ان الشیخین ھزما یوم اُحد و دجع عمر ینشف دموعہ و یسٔال علینا العفو فقال الست المنادی قتل محمدؐ فارجعوا الی ادیانکم فقال انما قال ابوبکر ثم نزلت ان الذین تولوا منکم یوم التقی الجمعان انما استزلھم الشیطان خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب حضرت عمر میدان احد میں بعد فرار واپس آئے تو روتے تھے اور حضرت علیؑ سے ملتمس تھے کہ حضور معاف فرمائیے حضرت امیرؑ نے فرمایا کیوں حضرت آپکا یہی ایمان ہے کہ لشکر کی شکست سے گھبرا کر اسلام ترک کرنے پر آمادہ ہو گئے آپ ہی کا یہ قول نہ تھا کہ محمد تو قتل ہو گئے اب قدیم مکانوں کو آباد کرنا چاہئے عمر نے جواب دیا کہ میں نے تو نہیں ابوبکر نے ایسا کہا تھا اسی کے قریب تفسیر کشاف میں لکھا ہے تفسیر درمنثور میں لکھا ہے کہ منافقین و مرتابین نے آنحضرت کی خبر قتل سنکر کہا تھا ارجعوا الی اخوانکم وادخلوا فی دینکم) لوٹ چلو اپنے بھائی بندوں کی طرف اور پہلے دین میں داخل ہو جاؤ۔ سورۂ آل عمران میں خدا فرماتا ہے وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افائن مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم (الی آیہ) محمد ایک رسول ہیں اُن سے پہلے اور نبی بھی گذر چکے ہیں اگر وہ مر جائیں یا مارے جائیں تو کیا تم اُلٹے پیروں کفر کے

طرف لوٹ جاؤ گے اس حیلہ قرآنی کی تلثہ نے جنگ احد سے بھاگ کر تصدیق کردی اگر دو
چار گھنٹہ حضرت کے قتل ہونے کی خبر دبی رہتی تو یہ لوگ ضرور وہ گوشت کھا لیتے جس کو
کچھ عرصہ سے چھوڑ رکھا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ سمجھ کر بصمیم قلب ایمان نہیں لاتے اُن
کی یہی حالت ہوتی ہے کیا سنی صاحب اب بھی یہ خیال کر سکتے ہیں کہ ان لوگوں کا ایمان
پختہ تھا۔

(۶۲) ثلاثہ کا نبی کی جنازہ کو چھوڑ دینا۔

ثبوت از کتب اہل سنت

یہ ایسی بات نہیں کہ محتاج ثبوت ہو تمام دنیا جانتی ہے کہ ثلاثہ دفن نبی میں شریک نہیں ہوئے
حصول خلافت میں کوشش کرنے کے لئے سقیفہ بنی ساعدہ میں چلے گئے۔ مولوی خلیل احمد صاحب
نے ہدایات الرشید کے صفحہ (۱۵۱) پر لکھا ہے کہ شیخین نے دفن نبی پر انتظام خلافت کو اسواسطے
مقدم کیا تھا کہ حضور کی نعش مبارک متعفن ہونے سے محفوظ تھی اور خلافت کی تدابیر میں دیر کیجاتی
تو معاملہ درہم برہم ہو کر اسلام کو سخت نقصان پہنچاتا۔

(۶۳) حضرت ابو بکر کی خلافت پر ابو عبیدہ جراح و جناب عمر کا اس مکان میں بیعت کے لئے
ہاتھ اُٹھانا جہاں چور اُچکے بدمعاش جمع ہو کر امر باطل کے لئے مشورہ کیا کرتے تھے

ثبوت از کتب اہل سنت

خلیفہ اول کی بیعت مسجد نبوی یا کسی دوسرے مقدس مقام پر نہیں ہوئی بلکہ سقیفہ میں امر
بیعت انجام پذیر ہوا صاحب غیاث اللغات لکھتے ہیں کہ مدینہ کے بدرویہ لوگ اس جگہ
چوری و ڈکیتی و دیگر کارہائے بد کے مشورہ کے لئے جمع ہوا کرتے تھے واہ کیا اچھے مقدس
مقام پر خلافت کا بنیادی پتھر رکھا گیا بقول جیسا سر ویسی ہی پگڑی اس قسم کی خلافت
جسکو دفن نبی پر تقدم دیا گیا یہی قابلیت رکھتی تھی کہ بدمعاش خانہ میں قایم کیجائے

(۶۴) رسالتمآب صلی اللہ علیہ والہ کا ایک حکم کی عدم بجا آوری سے شیخین کو اس جملہ

سے یاد کرنا جس سے سنی بہت گھبراتے ہیں

ثبوت از کتب اہل سنّت

آنحضرت نے مرض الموت میں حکم دیا کہ سوائے علیؑ کے سب اصحاب مدینہ سے باہر بہ ماتحتی اسامہ غلام زادہ فوراً چلے جائیں شیخین نے اس حکم پر اعتراض کیا کہ ایک غلام کے ماتحت ہمکو کیا گیا ہے اُن کے معترض ہونے سے اور لوگوں کے بھی خیالات بدل گئے جب حضرت کو معلوم ہوا کہ وفادار اصحاب تعمیل حکم میں ہچکچاتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ لعنت خدا اُس پر جو لشکر اسامہ میں نہ جائے۔ تحفہ کے باب دہم میں شاہ صاحب نے اس بارہ میں گفتگو کر کے جواب دیا ہے کہ حضرت کے متخلفین پر جملہ لعن اللہ وارد نہیں فرمایا۔ شیعہ کے جید عالم نے باب مذکور کا جواب بذریعہ تشئید المطاعن دیگر ملل و نحل شہرستانی سے ثابت کر دکھایا ہے کہ حضرت نے اُن لوگوں کے گلے میں طوق لعنت ڈالا تھا۔ جسکا دل چاہے کتاب مسطور کے صفحہ (۹) پر دیکھ لیوے شیخین کو توشہ خانہ نبوی سے یہ آخری خلعت ملا تھا۔ ہم لوگ کہتے ہیں کہ اگر شیخین بہ متابعت حکم رسول مدینہ سے چلے جاتے تو بعد نبی حکومت اسلام خاندان رسالت میں مستقر ہو جاتی اسیواسطے تنگ وقت میں حضرت نے اُنکو نکالنا چاہا تھا حقیر نے اس بحث میں ایک مختصر رسالہ بھی لکھدیا ہے جبکہ حضرت خود شیخین کو وہ الفاظ کہہ چکے ہیں تو ہمارے کہنے سے سُنّی کیوں بُرا مانتے ہیں۔

(۶۵) ثلاثہ اور ان کے تابعین کا حضرت امیر علیہ السلام کے احترام میں کمی کر کے اُن کو مضطر کرنا

ثبوت از کُتب اہل سنّت

چند کتب قدیم مثل جمع بین الصحیحین وغیرہ میں لکھا ہے کہ فاطمہ علیہا السلام کی زندگی میں اہل مدینہ کچھ علی کا احترام کرتے تھے اُن کی وفات کے بعد وہ ظاہری رواداری بھی چھوڑ دی تب علیؑ نے مضطر ہو کر ابوبکر کے ہاتھ پر بیعت کر لی میں اس واقعہ کو ایک جدید کتاب

سے بھی دکھلاتا ہوں حافظ عبدالرحمان متوطن پنجاب نے حضرت امیر کی سوانح عمری
معروف بہ المرتضیٰ لکھ کر ۱۸۹۶ء میں مطبع روز امرتسر سے شائع کرائی ہے اُس کے صفحہ (۵۹)
پر بحوالہ مسلم و بخاری شریف لکھا ہے فاطمہ کی زندگی میں لوگ علی کی وقعت کرتے تھے اُن
کے مرنے پر وہ چھوٹ گئی علی عدم توجہی اصحاب سے مضطر ہوئے اور حضرت ابوبکر سے کہلا بھیجا
کہ آپ مجھ سے تخلیہ میں ملاقات کریں مگر آپ کے ساتھ عمر نہوں وجہ یہ تھی کہ حضرت امیر
خلیفہ دوم کی صورت دیکھنا مکروہ جانتے تھے اسی کتاب کے صفحہ (۶۱) پر لکھا ہے حضرت
علی نے فرمایا کہ خلافت کو ہم اپنا حق سمجھتے تھے ابوبکر نے اُسکو خود لے لیا اسکا ہمکو رنج ہوا
یہ کہہ کر بیعت کرلی اسوقت پھر مسلمان علی کی طرف رجوع ہو گئے اس روایت کے چند مقامات
قابل نظر ہیں اول اُن اصحاب کی ایمانداری جنھوں نے حضرت امیر سے روئے توجہ پھرا کر
اُن کو ورطۂ اضطراب میں ڈالا مسلمانوں کو یہی زیبا تھا کہ بجرم انکار بیعت خاندان
نبوت کو ایسا تنگ و مجبور کریں کہ وہ ناچار ہو کر اس کام کو اختیار کریں جسکو انتہا کا بُرا
جانتے تھے (بیعت) دوم عمر کی صورت دیکھنا مکروہ سمجھتے تھے چونکہ اہلبیت پر از قسم غصب
حقوق وضبطی فدک و خانہ سوزی و رنج رسانی فاطمہ سب کچھ بہ صواب دید جناب عمر
ہوا تھا۔ لہذا ایسے شخص کا دیکھنا فی الواقع باعث ملال تھا۔ سوم حضرت امیر کا یہ کہنا
کہ خلافت کو ہم اپنا حق سمجھتے تھے مگر ابوبکر نے اُسپر تصرف کر کے ہمکو رنج دیا چہارم علی
سے جو لوگوں نے انحراف کیا اُس میں غالب فائدہ کس کا تھا ظاہر ہے کہ ابوبکر و عمر نے
خود و نیز اُن کے ہواخواہوں نے ایسے بیجا دباؤ ڈالے کہ علی ایسے مستقل شخص گھبرا اُٹھے
سنیوں کا عقیدہ ہے کہ ہر چہار خلیفہ باہم ایک دوسرے کے دوست تھے بلکہ عموماً
اُن کی نسبت چار یار کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے واقع میں سچے اور پکے یار ایسے
ہی ہوتے ہیں کہ با یکدیگر ایسا برتاؤ کریں جو نہ سخت دشمنوں میں ہوتا ہے۔
پنجم جب علی نے بیعت کرلی اسوقت پھر مسلمان علی کی طرف رجوع ہو گئے واہ رے پہلی

صدی کے مسلمانوں نبیؐ کے گھر کی تم نے خوب عزت کی شاید رسول کہہ گئے ہوں گے
کہ اگر علی میرے خسر ابو بکر کی بیعت سے انکار کریں تو تم سب بھی اُن سے روٹھ جانا

(۶۶) حضرت امیر علیہ السلام کا بزمانہ شیخین عامل بہ وصیت نبوی ہو کر گوشہ نشین ہونا۔

ثبوت از کتب اہل سنت

شیخ عبد الحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ میں لکھتے ہیں کہ حضور انور صلعم نے بوقت وفات
حضرت امیرؑ سے چند وصیتیں کی ہیں از انجملہ یہ کہ (یا علی بعد از من بسے مکروہات زمانہ
بتو خواہد رسید باید کہ دلتنگ نہ شوی و چوں بینی کہ مردم دنیا و دنیا را اختیار کردند تو دین
را اختیار کنی و راہ صبر پیش گیری) اہل دانش بجائے خود فکر کریں کہ حضرت امیرؑ کو امورِ
مکروہہ کا سامنا کس وقت ہوا وہ کون بزرگ تھے جنھوں نے دنیا کو دین پر ترجیح دی
کہیں خدانخواستہ یہ وہ لوگ تو نہ تھے جن کی بیعت نہ کرنے کے جرم میں تمام لوگوں نے
طوطہ چشمی اختیار کی تھی اس سے زیادہ حضرت امیر پر امر مکروہ اور کیا ہوتا کہ اُن کے حقوق
واجبہ کو لے لیا۔ گھر پھونکدینے پر آمادہ ہو گئے۔ اخلاق محمدی و تہذیب اسلامی
چھوڑ کر بد تہذیبی اختیار کی اگر ادنی مولوی کے احترام میں وہ لوگ جنپر اُس کی حرمت
لازمی ہے کمی کر دیویں تو اُس عالم کو کسدرجہ کراہت ہو گی نتیجہ یہ ہوا کہ اُن دنیا طلبوں سے کنارہ
کشی کر کے حضرت امیرؑ نے گوشہ تنہائی اختیار کیا وہ لوگ دنیا حاصل کرتے رہے اور یہ تکمیل
دین میں کوشاں ہوئے راہ صبر پیش گیری کا بھی خاص یہی مطلب ہے کہ اُن لوگوں
میں بیٹھنا اُٹھنا ترک کر دیا جائے جنسے نفس کو اذیت پہنچی ہو میں حضرت امیر اور خلفاء ثلثہ کے
مخالفانہ تعلقات ایک ایسی صاف و صریح علامت سے دکھلا سکتا ہوں کہ انشاء اللہ
کسی منصف مزاج کو تامل نہ رہیگا۔ سلاطین زمانہ کا عموماً قاعدہ ہے کہ دیانت دار اہل
کار یا آزمودہ سپاہی کو کبھی علیحدہ نہیں کرتے ہر ذی لیاقت بادشاہ اپنی اپنی اوقات
حکومت میں اسکی عزت افزائی کرکے ترقی کی بلند مدارج پر پہنچاتا رہتا ہے ہم سمجھگئے ایک جنگ آزما

(علیؑ) اور تین بادشاہ ابوبکر و عثمان کی حالت پر مسلمانوں کو مطلع کرتے ہیں رسولپاک کے زمانہ میں جو کارنمایاں اس سپاہی نے میدان جنگ میں کیئے اُن کی تفصیل کی ضرورت ہنیں مسلمان تو بجائے خود رہے کفار بھی اُس سے واقفیت رکھتے ہیں ابن روزبھان الطال الباطل میں لکھتے ہیں کہ (استوی الاسلام بسیف علیؑ) یعنی اسلام علیؑ کی تلوار سے مستوی ہوا یہی وجہ تھی کہ ہزار ہا مسلمانوں سے انتخاب کر کے نبی نے قدرتی حربہ ذوالفقار علیؑ کے حوالہ کیا یہ سپاہی ہر لڑائی میں بڑے بڑے دشمنوں کے لاشوں سے زمین کو پاٹتا رہا ہاتف غیبی نے بھی پکار پکار کر لافتیٰ الاعلی لاسیف الا ذوالفقار کے جملہ سے اسلام والوں کو آگاہ کیا حضرت ابوبکر پر واجب تھا کہ جسوقت جانشین نبی ہو کر تھانہ دارو تحصیلدار و چکلہ دار تجویز کیئے تھے حضرت علیؑ سے کہتے کہ سول کا انتظام ہم کریں گے فوج کی سرداری جیسکہ رسول کے زمانہ میں آپ سے متعلق تھی اسی طرح اب بھی رہے گی جو کوشش و جانفشانی ابتدائی زمانہ میں آپ نے اجرائے دین میں کی ہے وہ ہی اب کیجیے باغ اسلام کا ہر درخت آپ ہی کے خون سے سینچا ہوا ہے ہم لوگ تو دین کو ترقی دینے والے ہیں۔ لہذا آپ مثل عہد رسول کوشش میں کمی نفرمائیں افسوس سے لکھا جاتا ہے کہ خلفا نے کبھی کسی مہم پر علیؑ کو ہنیں بھیجا نہ کوئی کام ان سے لیا معطل کر کے گھر میں بٹھا دیا یہاں تک زیادتی کی کہ جو صحابہ حضرت امیرؑ کو بہ نظر محبت دیکھتے تھے اُن کو بھی کوئی خدمت ہنیں دی پس عہد ثلاثہ میں حضرت امیر کی گوشہ نشینی ثابت ہو گئی۔ المرتضیٰ مولفہ حافظ عبدالرحمان پنجابی مصرحہ نمبر بالا کے صفحہ ۶۳ سطر ۱۴ پر لکھا ہے۔ حضرت علی عمر کی خلافت دہ سالہ میں مثل زمانہ خلافت اول گوشہ نشین رہے۔

(۲۷) حضرت عثمان کا صحابہ جلیل القدر کو مار کر مدینہ سے باہر نکلوانا

ثبوت از کتب اہل سنت

شاہصاحب نے تحفہ میں صرف اسقدر لکھا ہے کہ جب عثمان نے ابن مسعود سے قرآن

طلب کیا تو وہ دینے سے انکاری ہوا اُنھوں نے اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ ان کے گھر
گرد جھاڑ دو اسموقع کے متعلق تحفہ میں یہ فقرہ لکھا ہے (غلامان عثمان البتہ با ابن
مسعود خشونت کردہ بودند وضربت وصدمہ ہم بادر سیدہ انکہ عثمان ایشاں را بہ این امر
کردہ باشد نتیجہ یہ ہوا کہ دونوں صحابہ نے باہمدگر ملنا جلنا چھوڑ دیا بقول شاہصاحب
عثمان نے جو وظیفہ مقررہ بھیجا اُسکو واپس کر کے کہلا بھیجا کہ مجکو آپ کے عطیہ کی ضرورت
نہیں میں نے اپنی بیٹیوں کو سورہٗ واقعہ پڑھنے کی وصیت کردی ہے وہ انشاء اللہ
کبھی بھوکے ہوکر آپ کے محتاج نہوں گے عمار یاسر کو جبکہ وہ مصریوں کے سفیر بن کر گئے اتنا
پٹوایا کہ بیہوش ہو گئے - ابوذر کو مسخرا بناکر مدینہ سے نکال دیا - نہایت العقول میں فخر رازی
لکھتے ہیں (ضرب ابن مسعود وعمار یاسر ونفیہ اباذر الی ربذہ (یعنی عثمان نے عمار کو پٹوایا
اور ابوذر کو مدینہ سے ربذہ میں جلاوطن کیا - تاریخ مظفری مصنفہ ابراہیم میں ہے
کہ عثمان نے ابن سعود کو گالیاں دیں ملا محسن کشمیری رسالہ نجاۃ المومنین میں لکھتے
ہیں منہا انہ وقع منہ امور منکرہ فی حق صحابہ فضرب ابن مسعود حتی کسر
ضلعین عن اضلاعہ واحرق مصحفہ وضرب عمار حتی اصابہ فتق وضرب
ابوذر ونفاہ الی الربذہ (یعنی عثمان سے چند امور مکروہ واقع ہوئے اول یہ کہ ابن
مسعود کو اتنا پٹوایا کہ اُس کی پسلیاں ٹوٹ گئیں اور اُس کے قرآن کو پھونک دیا اور عمار
یاسر کو ایسا مارا کہ صدمہ شدید سے اُسکو عارضہ فتق لاحق ہوگیا اور اباذر کو مار پیٹ کر
مدینہ سے ربذہ میں ڈلوا دیا ابن قتیبہ اور صاحب استیعاب نے بھی حسب مضمون بالا
لکھا ہے آخر الذکر نے اتنا اضافہ کیا ہے کہ خلیفہ صاحب نے حکم دیا کہ ابن مسعود فوراً
مدینہ خالی کردیویں - لیکن اکثر اصحاب ساعی ہوئے جس سے خارج البلد کرنے کا حکم
ملتوی کیا گیا - شاہ صاحب نے حسب صراحت صدر لکھا تھا کہ بلا اجازت عثمان اُن
کے غلاموں نے کچھ خشونت کی تھی - دیگر علما جو کہ شاہ صاحب سے مقدم ہیں تحریر

ہیں کہ اُس کی پسلیاں توڑ کر برابر کر دی تھیں امراء کا قاعدہ ہے کہ مجرم و معتوب کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا کرتے۔ غلاموں سے پٹوایا کرتے ہیں لیکن اس مار پیٹ کا تعلق خاص اُس سردار سے ہی ہوا کرتا ہے عثمان کا غلاموں سے مروانا اُن کی ذاتی افعال میں داخل ہے اگر اسوقت حضرت ثالث ہوتے تو ضرور زیر دفعہ (۳۲۵) ماموخوذ ضرب شدید ہو کر ہفت سالہ قید کے مستحق سمجھے جاتے۔

(۲۸) حضرت عثمان پر جناب عائشہ کا کلمۂ معلوم (لعن) وارد کرنا اور لوگوں کو اُن کے قتل پر برانگیختہ کرنا۔

ثبوت شیخین کے زمانہ میں حضرت عائشہ کو دس ہزار سالیانہ ملتا تھا۔ اتنی بیش قرار تنخواہ صرف اسوجہ سے نہ دیجاتی تھی کہ وہ نبی کی بی بی تھیں اگر ایسا ہوتا تو دیگر ازواج کے ساتھ بھی یہ ہی دست افشانی ہوتی۔ مگر اپنی خصوصیت یہ تھی کہ احادیث بونی ڈھالنے کے لئے سو گھوڑوں کی طاقت کا انجن ہر وقت گرم رہتا تھا حضرت عثمان کے زمانہ میں معظمہ کی وہ آؤ بھگت نہ رہی۔ بنی امیہ کا دور دورہ ہو گیا خزانہ پر خلیفہ کے سسرالی قابض ہو گئے۔ ام المومنین امارت سے غربت کے درجہ میں پہنچیں تب جلکر بروایت روضۃ الاحباب و حبیب السیر وغیرہ کہدیا (اقتلو نعثلاً قتل اللہ نعثلاً یعنی قتل کرو اِس دراز ریش کو خدا قتل کرے اِس لمبے ڈاڑھی والے کو نعثل ایک یہودی تھا اس کی ڈاڑھی ناف سے نیچی تھی۔ بی بی صاحبہ نے اپنے سوتیلے داماد کو اس سے نسبت دی تھی۔ بعض روایات میں یہ الفاظ بھی وارد ہوئے ہیں (اقتلو محرق القرآن) قتل کرو اس قرآن جلانے والے کو ان مضامین سے بطون کتب بھرے ہوئے ہیں۔ کہاں تک تفصیل کی جائے۔

شاہ صاحب چونکہ خلفاء کی پردہ داری میں ہمیشہ چادر لئے کھڑے رہتے ہیں اِدھر کوئی عیب ظاہر ہوا۔ اُدھر انھوں نے جھپ سے چادر ڈالدی ایسا ہی یہاں بھی کیا تحفہ میں لکھدیا کہ عائشہ نے عثمان کو نعثل نہیں کہا اعثم کوفی وابن قتیبہ کی افترا پردازی

ہے جنھوں نے یہ جملہ لکھا ہے - حقیر عرض کرتا ہے کہ علمائے صدر پر ہی نعثل کا بیان کرنا موقوف نہیں دیگر علمائے معتبرین اہل سنت نے بھی لکھا ہے کتاب انسان العیون و تذکرۂ خواص الائمہ ابن جوزی - و اتحاف الوری وغیرہ میں وارد ہوا ہے کہ حضرت امیرؑ نے عائشہ کو تنبیہاً خط لکھا منجملہ دیگر زواجر کے یہ بھی تحریر فرمایا کہ آج آپ طالب خون عثمان ہو کر مجھ سے برسر مخاصمت ہیں اور قبل ازیں خود ہی یہ ارشاد فرمایا کرتی تھیں۔ اقتلوا نعثلا قتل اللہ نعثل فقد کفر قتلہ اللہ - تشئید المطاعن کے صفحہ ۲۴۱ و ۲۴۲ و ۲۴۳) پر جملہ عبارات درج ہیں بخوف طوالت ہمگہ نقل نہیں ہوئیں صاحب حبیب السیر نے ان لفظوں میں یہ مضمون ادا کیا ہے (کہ عائشہ چوں بسبب نقصان وظیفہ خود از عثمان رنجیدہ بود مردم را بر قتل او تحریص و ترغیب نمودہ میگفت اقتلوا نعثلا قتل اللہ نعثلا سوائے ازیں اہل لغات نے بھی لکھا ہے کہ نعثل شیخ احمق اور دراز ریش کو کہتے ہیں مصر میں ایک مجوسی اتنی لمبی ڈاڑھی رکھتا تھا کہ ناف سے کچھ نیچی تھی خلیفہ عثمان کی ڈاڑھی بھی ایسی تھی دراز ریش کے لئے احمق ہونا بھی ضروری ہے اور خلیفہ عثمان جیسے تھے سب جانتے ہیں اس واسطے بی بی صاحبہ نے بہت جانچ کر انکو یہ خطاب دیا تھا دیکھو قاموس و نہایۃ اللغۃ ابن جزری بہ نظر تسکین ناظرین اُن کُتب کے نام بھی لکھے دیتا ہوں جنمیں حضرت عائشہ نے جناب عثمان کو نعثل وغیرہ فرمایا ہے۔

(۱)	استیعاب عبدالبر	اقتلوا احراق المصاحف
(۲)	ایضا و روضۃ الاحباب	لعن اللہ نعثلاً
(۳)	"	قتل اللہ نعثلاً
(۴)	روضۃ الاحباب	اقتلوا نعثلا فلقد کفر

(۵) لوگوں سے بجبر چھین کر حضرت عثمان کا قرآن جلانا

ثبوت یہ واقعہ قرآن سوزی ایسا مشہور عالم ہے جسکو طشت از بام کہنا چاہیے کل علمائے

اہل سنت لکھتے ہیں کہ نسخہ موجودہ جب مرتب ہوگیا اسوقت حضرت ثالث نے باقی مصاحف کو آتش دکھلائی۔ اگر جملہ اقوال علمائے سنیہ اس جگہ نقل کروں تو فضول طوالت ہوگی صرف مولوی خلیل احمد صاحب کا بیان ہدایات الرشید سے دکھلاتا ہوں۔ عالم موصوف کتاب مذکور میں بطور استفتا علمائے سنیہ سے پوچھتے ہیں کہ پھٹے پرانے بے ترتیب اوراق قرآن کو جلانے سے عثمان پر کیا شرعی جرم وارد ہوتا ہے اسکا جواب حقیر نے ایک رسالہ میں جس کا نام بحث قرآن ہے مفصل دیدیا ہے پس سنی صاحب اس فعل عثمانی کو برا نہیں جانتے بلکہ الٹے ہم سے فتوے طلب کرتے ہیں۔ سوائے ازاں فتح الباری شرح بخاری میں لکھا ہے کہ عثمان نے بجز اس قرآن کے جسکو خود جمع کیا تھا باقی مصاحف کو جلوا دیا مولوی رافت علی صاحب امروہوی نے رسالہ جواب باصواب میں لکھا ہے کہ جب حضرت عثمان نے صحیح قرآن ترتیب دے لیا تو دیگر قرآن کو جوکہ زمانہ شیخین میں لوگوں نے جمع کرلئے تھے اور لائق سنت و نبوت نہ تھا بہ احراق قراطیس صفحۂ عالم سے محو کردیا

(۷) احادیث فضائل صحابہ کا وضعی ہونا۔

ثبوت از کتب اہل سنت

جناب مولانا و مقتدانا حامی دین خیر الانام السید مولوی حامد حسین صاحب اعلی اللہ مقامہ نے ایک کتاب مسمی بہ شوارق النصوص تحریر فرمائی ہے اس میں ان جملہ احادیث کا اقوال علمائے اہلسنت سے وضعی ہونا ثابت فرمایا ہے جو کہ فضیلت خلفائے ثلاثہ میں درج کتب اہل سنت ہوئی ہیں بلکہ یہاں تک ثابت کردیا ہے کہ فلاں حدیث کے بنانے والے کو اسقدر انعام دیا گیا اور فلاں کو اسقدر اس جگہ میں اہل سنت کے بڑے معتبر عالم کی کتاب سے ایک حدیث پیش کرتا ہوں سنیوں کی اکثر کتابوں میں وارد ہوا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا میں اور علی ایک نور سے پیدا ہوئے ہیں حضرت آدم کی ولادت سے کئی ہزار برس پہلے تحمید و تقدیس الہی میں مصروف تھے بعد ولادت ابوالبشر وہ نور اصلاب طاہرہ سے

ارحام پاکیزہ میں منتقل ہوتا رہا تا آنکہ میرا نور صلب عبداللہ میں مستقر ہوا اور علی کا صلب ابی طالب میں ایک پوری جلد اس حدیث کی بحث میں مرتب ہوئی ہے۔ مجلدات عبقات میں اسکا نام حدیث نور ہے۔ صدہا علماء کا بیان اس کی صحت میں پیش کیا گیا ہے ایسی موثق ومعتبر حدیث کو شاہ صاحب وضعی بتلا کر تحفہ میں لکھتے ہیں کہ جس حدیث میں تنہا علی کا نام ہے وہ وضعی ہے مگر جس میں چاروں کا ذکر ہے وہ درجہ صحت پائے ہوئے ہی شاہ صاحب جسکو صحیح بتلاتے ہیں۔ اسکا دوسرا ترجمہ یہ ہے آنحضرت نے فرمایا میرا اور ابوبکر وعمر وعثمان وعلی کا نور ایک ہے آدم علیہ السلام سے پہلے ہم سب عبادت خدا میں مصروف تھے اصلاب طاہرہ سے ارحام طیبہ میں منتقل ہوتے ہوتے میرا نور صلب عبداللہ میں آیا اور ابوبکر و عمر وعثمان کا ابوقحافہ وخطاب وعفان کی پشت میں اور علی کا ابوطالب کی۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی سیف مسلول میں لکھتے ہیں کہ یہ حدیث تو وضعی ہے مگر جن راویوں کے حوالہ سے بیان کی گئی ہے وہ سب سچے ہیں اسپر میں نے ایک اعلیٰ درجہ کا پُر مذاق مضمون بصورت غالب ومغلوب میں لکھدیا ہے اور یہاں باختصار ایک واجب التسلیم بات پیش کرتا ہوں کہ جسکا دنیا میں کوئی سُنی جواب دے سکے وہ یہ ہے کہ عموماً اہل سنت حضرت عبداللہ وحضرت ابوطالب کو کافر بتلاتے ہیں علی ہذا خلفاء ثلاثہ کے ابائے کرام کو بھی کافر کہتے ہیں۔ پس جبکہ نبی اور چاروں خلیفوں کے ماں باپ سب کافر تھے تو ان کے اصلاب وارحام کب پاک وطیب ہو سکتے ہیں چونکہ ہر سہ خلیفہ بہ اتفاق جمیع امت کافر سے مسلمان ہوئے ہیں۔ لہٰذا یہ عجیب بات ہے کہ پاک صلب اور پاک رحم سے کافر برآمد ہوئے بقولے مردہ کافر اور قبر چونہ گچ صلب و رحم کی طہارت کا جملہ سوائے نبی وعلی کے اور کسی پر منطبق نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ عموماً شیعہ اس کے معتقد ہیں کہ آنحضرت کے آبائے کرام سب موحد ویزداں پرست تھے چنانچہ جامع الاصول میں لکھا ہے دو اہل البیت یزعمون ان ابیطالب مات مسلماً دیہ کہ بزعم اہل بیت ابوطالب مسلمان تھے

سوائے از این سینوں کے نقتہ الحفاظ ابو لکرام عبد السلام کہتے ہیں کہ اتفق ائمۃ اھل البیت ان اباطالب مات مسلماً وخلاف اھل البیت فی الاسلام خلاف غیر معتبر یعنی ائمہ اہلبیت اسپر متفق ہیں کہ ابو طالب نے بحالت اسلام وفات پائی اور جو مسلمان خلاف اہلبیت کہے یعنی اُن کے کفر پر مرنیکا اعتقاد کرے وہ ناقابل اعتبار ہے الحق حضرت ابو طالب کے واقعات کچھ ایسے ہیں کہ جن سے برابر ایمان کے آثار نمایاں ہیں یاد رکھو کہ کبھی کافر مومن کی مدد نہیں کر سکتا بلکہ حتی الوسع اُس کی تخریب میں کوشاں رہتا ہے اور موقع پاکر اُس کے تلف کر دینے کی جرءت کر جاتا ہے۔ چونکہ آنحضرت بزرگان قریش اور اُن کے معبودوں کو بُرا کہا کرتے تھے لہذا حضرت ابو طالب اگر معاذ اللہ کفر پرست ہوتے تو حضرت نبوی کو جو کہ صغر سنی سے اُن کی نگرانی اور پرورش میں تھے اپنے بزرگوں کا مخالف دیکھ کر ضرر جانی پہنچاتے نہ یہ کہ اون کی حمایت وپرورش میں ایسا منہمک ہوتے کہ جیسا شفیق باپ بہ مقابلہ مطیع اولاد ہوا کرتا ہے۔ روایات فریقین میں وارد ہوا ہے جب ابو طالب بخوف کفار حد سے زیادہ پریشان ہوئے تو اپنے پیارے بھتیجے کو گلے سے لگا کر پہاڑ کی گھاٹی میں چلے گئے جو کہ اُسوقت تک بہ اسم شعب ابو طالب مشہور ہے کفار نے باہم مشورہ کر کے ایک نوشتہ تیار کیا کہ جو شخص ابو طالب کے ہاتھ کھانے پینے یا دوسری اشیاء کی خرید و فروخت کرے گا وہ برادری سے گرا دیا جائے گا۔ اُنھوں نے اس کی کچھ پروا نہ کی۔ بلکہ اپنے قوم وقبیلہ اور اہل یگانگت کو برابر ہدایت کرتے رہے کہ ہرآئینہ محمد حقیر ہے اُس کی مخالفت نہ کرو بلکہ جو راستہ وہ تمکو دکھلانا چاہتا ہے اُسپر چلو تمہارے لئے فلاح اُس کی اطاعت میں ہے برہان الدین شافعی نے انسان العیون میں اُن واقعات کو بوضاحت وصراحت دکھلایا ہے جو کہ بر سبیل حمایت آنحضرت اُن سے وقوع پذیر ہوئے تھے از انجملہ یہ کہ وکان ابو طالب فی کل لیلۃ یامر رسول اللہ ان یاتی فراشہ ویضطجع بہ فاذا نام الناس اقامہ وامر احد بنیہ وغیرھم ای من اخوانہ

وبنی عمہ ان یظطیع مکانہ خوفاً علیہ ان یغتالہ احد ممن یرید بہ السوء
مطلب عبارت ہذا کا اوپر بیان کیا گیا کہ ابو طالب آنحضرت کو ایک جگہ نہ سُلاتے تھے
بخوف کفار مقام بدلتے رہتے تھے شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ میں تحریر
فرماتے ہیں دکہ ابو طالب در وقت موت خود طلبید بنی عبد المطلب را گفت ہمیشہ برخیر و
نیکوئی خواہید بود اگر سخن محمد بشنوید و اتباع امر وے کنید و اعانت و امداد وے نمائید
ونصرت دہید اورا نا فلاح و رشد یابید و در مواہب لدنیہ از ہشام بن سائب آوردہ کہ
گفت چوں حاضر شد ابو طالب را وفاتے جمع کرد بسوئے خود قریش وا کابر ایشاں را پس
وصیت کرد مر ایشاں را و گفت اے معشر قریش شما برگزیدہ ہائے خدائید از میان
خلق من وصیت می کنم شمارا بہ محمد خیر را زیرا کہ وے امین ست در قریش وصدیق ست
در عرب و وے جامع است ہر چیز را کہ وصیت میکنم بداں وتحقیق کہ آمدہ ست امرے کہ
قبول کردہ است آنرا دلہا و انکار کردہ است زبانہا از جہت ترس ملامت اے معشر قریش
باشید مر اورا دوستاں وحمایت کنندگان بخدا سوگند کہ سلوک نہ کند ہیچ راہ متابعت اورا
مگر رشد یابد و کار او بسامان گردد و دیگر و ہیچ یکے سیرت اورا مگر آنکہ نیک بخت باشد فاگر
ہست مر نفس مرا مدتی و اجل مرا تاخیرے ہر آئینہ باز دارم آفات را و دفع کنم از وے حوادث
را این گفت و از عالم رفت و بالجملہ اعانت و امداد وحمایت و رعایت و مدح وثنا ابو طالب
مر آنحضرت را در اعلائے شان و رفع مکان وے در اشعار و اخبار بسیار است محدث موصوف
اسی ضمن میں تھوڑے فاصلہ بعد لکھتے ہیں کہ در روایت ابن اسحٰق آمدہ کہ وے اسلام آوردہ
نزدیک بوقت موت و گفتہ چوں قریب شد موت وے نظر کرد عباس بسوئے وے دید
کہ می جنباند لبہائے خود را پس گوش نہاد عباس بسوئے وے او گفت با آنحضرت یا ابن اخی
واللہ بتحقیقیکہ گفت برادر من کلمہ را کہ امر کردی تو اورا بداں کلمہ اس سے آگے محدث موصوف
تحریر فرماتے ہیں کہ آنحضرت نے بحق ابو طالب فرمایا غفر اللہ لہ ورحمہ سید عالم ہمراہ جنازہ

ابو طالب میرفت ومیگفت اے عم من صلۂ رحم بجا آوردی ودر حق من تقصیر نہ کردی خدائے تعالیٰ ترا جزائے خیر دہاد) تاریخ ابوالفدا اور انسان العیون میں برہان الدین اور بیہقی نے بھی حسب مضمون مدارج بلکہ اُس سے بالاتر لکھا ہے سیف صارم کے صفحہ (۱۴۱) پر وہ جملہ عبارتیں نقل کی گئی ہیں جسکا دل چاہے دیکھ لے انشاء اللہ مطابق پائے جائیں گے تمام مضامین پر نظر ڈالنے سے ثابت ہوتا ہے کہ ابو طالب ایسے کامل الایمان تھے کہ جیسا کہ مومن آل فرعون جس کی خبر قرآن میں درج ہے کفار قریش سے انھوں نے صرف بنظر حمایت نبوی میل جول بھی رکھا جس سے اُن کے محبوب برادرزادہ کو کوئی ضرر نہ پہنچ سکا اور اپنی خودداری بھی کی اگر وہ بظاہر اسلام لے آتے تو کفار قریش اُن کے ساتھ بھی وہی برتاو کرتے جو کہ آنحضرت سے کرتے تھے اکثر دیکھا گیا ہے کہ بعض اشخاص نے مصالح دنیا سے علی الاعلان اپنے عقائد کا اظہار نہیں کیا مگر جب مرنے لگے اور دیکھا کہ معاند اب ہمارا کچھ نہیں کر سکتے اپنے اصلی عقیدے کا اظہار کر دیا حضرت ابو طالب نے خود فرما دیا کہ دین محمدی کو دل نے قبول کیا اور زبان نے بخوف فتنہ وفساد انکار کیا دیکھو مدارج النبوۃ کا وہ فقرہ مندرج بالا وقبول کردہ است آنرا دلہا وانکار کردہ ست زبان ہا۔ بعض متعصب سنی جو کہتے ہیں کہ وہ کافر مرے اُس کی وجہ یہ ہے کہ ان لوگوں کو حضرت امیر سے بالطبع عداوت ہے اُن کا دل گوارا نہیں کرتا کہ اور خلفاء کے باپ کافر کہے جائیں اور علی کے پدر بزرگوار مومن۔ مگر قدرت خدا انہیں کے ثقہ اور معتبر علماء کے قلم سے وہ الفاظ نکل گئے جو کہ مثبت ایمان ہیں قبل از بعثت نبوی حضرت ابو طالب وجناب عبد اللہ اور اُن کے بزرگ خدا پرست وتابع ملت ابراہیم علیہ السلام تھے جب ہی تو اُن کے اصلاب حامل نور مصطفوی ومرتضوی ہوئے شاہ صاحب نے جو حسب صراحت بالا تحریر فرمایا ہے کہ اصحاب ثلاثہ کا نور بھی آنحضرت کے نور سے ملا جلا اصلاب وارحام طیب وطاہر میں منتقل ہوتا رہا وہ براہ مہربانی ثلاثہ کے آباء کے متعلق بھی کوئی روایت دکھلائیں تا کہ ہم اُن کے حلیہ سے

معلوم کر لیویں کہ اُن کے اصلاب نے کیونکر انوار خلفا دکو اٹھایا تھا جسوقت کہ حضرات اہل سنت ایسا قصد فرمائیں۔ بی حنتمہ والدہ عُمر صاحب کے حالات کو بھی نظر فرماکر اُن کے رحم کی طہارت کو بھی جانچ لیویں کہ وہ کس قسم کے نور کا بار اُٹھا سکتی تھیں بعد ازیں ان حاملان نور کی اولاد کو دیکھیے عبد اللہ و ابو طالب کے فرزند آن واحد وچشم زدن کے لئے کافر نہیں ہوئے۔ چونکہ اصل صحیح تھی اولاد بھی صحیح پیدا ہوئی خلفا کے ابار کافر تھے صاحبزادگان والاشان بھی کلمہ کفر پڑھتے ہوئے اپنی والدہ صاحبان کے رحم سے باہر نکلے تعجب ہے آدم علیہ السلام کی پیدایش سے پہلے تو سب نور ایک جگہ رہیں اور دنیا میں وہ انوار باہم ایسے متنفر ہوں کہ ایک مومن ہو اور دوسرا کافر غرض کہ خلیفہ پرست لوگ نے خوب خوب احادیث بحق خلفار وضع کی ہیں مگر سب غلط اور خلاف عقل اگر سنی کچھ حوصلہ رکھتے ہیں تو اسے حدیث نور کو درست کردیں جس کے میں نے ہاتھ پیر توڑ دیئے ہیں۔

(۷۱) ام المومنین عائشہ و حفصہ کا قرآن میں کافرہ عورتوں سے متشابہ ہونا۔

ثبوت از قرآن شریف

تمام سورہ تحریم میں بی بی عائشہ و حفصہ کو زجر و تنبیہ کی گئی ہے ان دونوں صاحبوں نے ایذائے رسول پر کمر باندہ لی تھی خدا نے فرمایا کہ تمہارا ایکہ کرنا میرے حبیب محمد کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا اُس کے مدد کو خدا اور جبرئیل و صالح المومنین و دیگر فرشتگان مقرب کافی ہیں اے عائشہ و حفصہ تم بالکل ایسی ناپاک سرشت ہو جیسکہ ہمارے دو بزرگان صالح لوط و نوح علیہم السّلام کی کافرہ ازداج تھیں وہ آیت آخر سورہ موصوف میں ہے۔ جس کا تعلق ازواج لوط و نوح علیہ السلام سے ہے

(۷۲) عائشہ و حفصہ کے قلوب کا راہ راست سے کج ہو جانا

ثبوت از قرآن شریف

سورۂ موصوف الصدر میں خدائے پاک دونوں کو مخاطب کرکے فرماتا ہے (فقد صغت قلوبکما تحقیقیکہ تم دونوں کے دل ٹیڑھے ہوگئے ہیں

(۳۰) بی بی عائشہ وحفصہ ہر اُس بات میں جو کہ مسلمہ عورتوں کے لئے ضروری ہے ناقص تھیں اُن کی کوئی بات درجہ کمالیت پر نہ تھی اسی سورۂ مبارکہ میں خدا فرماتا ہے کہ اے عائشہ وحفصہ تم اپنی کردار ناشائستہ سے ہاتھ اُٹھاؤ اور میرے رسول کی ایذادہی سے باز آؤ اگر تمہاری یہ ہی حرکات رہیں اور نبی نے طلاق دے کر تمکو گھر سے نکالدیا تو میں اسکو ایسی کامل الصفات عورتیں دوں گا کہ جن میں آٹھ وصف تم سے بہتر ہوں گے مسلمات وموسنات وغیرہ وغیرہ۔

مرد عاقل کو غور کرنا چاہیئے کہ بہ مفاد ذکر آیہ بالا ان کا ایمان واسلام بھی صحیح نہ تھا افسوس ہے کہ نبی کی شبانہ روزی صحبت نے ان کے دل میں کچھ اثر نہ کیا جیسکہ حضرت لوط ونوح کی سرکش ونافرمان ورنج دینے والی بیبیاں تھیں یہ ہی کیفیت ان دونوں کی تھی۔ خدا اُنکو کج طبیعت وناقص الایمان واسلام بتلاکر ہم نشینی از رواج انبیا موصوف فرمائے اور سنی حضرات اُن کو صدیقہ ومجتہدہ کا خطاب دیں

(۴۰) روضۂ رسول میں امام حسن کے دفن سے عائشہ کا مانع ہونا اور بہ شرکت مروان اُن کے جنازہ پر تیر باران کرانا۔

ثبوت از کتب اہل سنّت

سنی بیّد جو کہ اُمّ المومنین عائشہ کو صدیقہ اور اُن کے پدر بزرگوار کو صدیق کہتے ہیں براہ کرم اس مضمون پر ضرور نظر توجہ فرمائیں۔ دفن جناب امام حسن کے متعلق کتب اہل سنّت میں جو مضامین وارد ہوئے ہیں اُن کو عرض کیا جاتا ہے شاہ صاحب نے تو تحفہ میں حسب عادت مضمون کو کاٹ چھانٹ کر صرف اسقدر لکھا ہے کہ امام حسن علیہ السّلام

نے عائشہ سے اجازت لی کہ اپنے حجرہ میں جہاں نبی اور آپ کے والد عم نامدار دفن
ہوئے ہیں مجکو بھی ایک قبر کی جگہ عنایت فرمایئے عائشہ نے بخوشی منظور کرکے اجازت
دے دی جبکہ ان کا جنازہ وہاں لائے مروان مانع ہوا قریب تھا کہ باہم جنگ شدید
ہو ابو ہریرہ نے امام حسین علیہ السلام کو سمجھا کر وہاں سے لاشہ ہٹوایا جو کہ بقیع میں دفن
کیا گیا چونکہ معما حضرت عائشہ پر سخت الزام وارد ہوتا ہے لہذا شاہ صاحب نے
اصل واقعہ کو چھوڑ کر بہ ایں امید کہ اس حجرہ میں عائشہ کے تصرفات مالکانہ ثابت ہو جائیں
یہ لکھدیا کہ امام حسن علیہ السلام نے اُن سے اجازت دفن حاصل کی تھی حالانکہ یہ بالکل
غلط اصلیت صرف اتنی ہے حضرت مسموم نے اپنے برادر مظلوم سے فرمایا تھا کہ اگر
ہو سکے تو مجکو نانا کے پہلو میں دفن کرنا ورنہ بقیع میں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا قبر کے کھودنے
تک تو کوئی جھگڑا نہوا جب جنازہ تیار کرکے لائے اُسوقت بی صاحب چونکیں کہ ہائے
یہ کیا غضب ہوا خدیجہ کا نواسہ میاں کے پاس دفن ہو اسی وقت ایک ٹٹو پر سوار
ہو کر جنگی لباس پہن کے آموجود ہیں اور اُن کے سوتیلے داماد (عثمان کا سگا سالہ) مروان
کمک کے لئے حاضر ہو گیا۔ بنی ہاشم و طرفداران عائشہ میں اوّل تو سخت و نرم
گفتگو ہوئی بالآخر نوبت یہ تیر و کماں پہنچے۔ چند تیر حضرت کے جنازہ میں بھی پیوستہ
ہو گئے تھے۔ بنی ہاشم کم اور عائشہ کے خچر کی دُم پکڑے ہوئے ہزار ہا۔ نتیجہ یہ ہوکہ امام
حسین علیہ السلام نے بقیع میں دفن کردیا تمام واقعات کو کتب اہل سنت سے ثابت کرتا
ہوں ابن ابی الحدید شرح نہج البلاغہ کی سولھویں جلد میں صفحہ (۵۹۶) پر لکھتے ہیں
قال ابوالفرج فاما یحیی بن الحسن صاحب کتاب النسب فانہ روی ان عائشۃ
کتب ذلک الیوم لبغلتہ و استفزت بنو امیہ مروان و من کان ھناک منہم
من حشمہم خلاصہ یہ کہ عائشہ بغلہ پر سوار ہو کر تشریف لائیں اور بہ شراکت مروان
شریک غوغا ہوئیں ابن حجر مکی صواعق محرقہ میں لکھتے ہیں ردا وصی الحسن رضی اللہ عنہ

ان یدفن معهم فمنعته من ذالك مروان وغیرہ) امام حسن نے وصیت کی کہ مجکو قبر رسول کے
پاس دفن کرنا مروان وغیرہ مانع ہوئے۔ تحریر ابن حجر سے دو باتیں پیدا ہوتی ہیں اول یہ
کہ منجانب امام حسن وصیت واقع ہوئی تھی نہ کہ حسب بیان شاہ صاحب عائشہ سے اجازت
لی گئی تھی۔ دوم یہ کہ مروان کے ساتھ ایک مجمع کثیر تھا نہ معلوم یہ کون تھے ابن
حجر کو عائشہ کا نام لکھتے ہوئے حجاب معلوم ہوا لہذا اُن کو وغیرہ میں داخل کردیا اور
عسقلانی فتح الباری شرح بخاری میں لکھتے ہیں (ذکر ابن سعد) من طریق ان الحسن
بن علی اوصی اخاہُ ان یدفنہ عند جدہ ان یقع بذالك فتنہ فصدہ عن
ذالك بنوامیہ فدفن بالبقیع اس روایت سے بھی وصیت ہی نکلی نہ معلوم شاہ
صاحب کا ماخذ جس میں عائشہ سے استیذان کیا گیا تھا کون روایت ہے سبط ابن
جوزی نے کتاب تذکرہ خواص الائمہ میں لکھا ہے قال ابن سعد عن الواقدی لما
احتضر الحسن قال ادفنونی عند ابی یعنی رسول اللہ فاراد الحسین ان یدفنہ
فی حجرۃ رسول اللہ فقامت بنوامیہ ومروان بن الحکم وسعید بن العاص
کان والیًا علی المدینۃ فمنعوہ وقامت بنوهاشم متقاتلهم فقال ابوهریرہ
ارأیتم لو کان مات ابن موسیٰ اما کان یدفن مع ابیہ قال ابن سعد قالوا
ومنهم ایضًا عایشہ لایدفن رسول اللہ اس روایت سے بھی اجازت عائشہ ثابت
نہیں بلکہ وصیت سے ہی نمایاں ہے نیز مانعین دفن میں حضرت عائشہ کا بھی اسم مبارک لکھا
ہے قاضی القضاۃ محب الدین ابوالولید کتاب روض المناظرہ میں لکھتے ہیں کان الحسن
اوصی ان یدفن عند جدہ رسول اللہ فلما توفی ارادوا ذالك وکان علی المدینۃ
مروان بن الحکم من قبل معویہ فمنع ذالك وکاد یقع بین بنی امیہ وبین بنی
هاشم بسبب ذلك فتنہ فقالت عایشہ البیت بیتی ولا اذن ان یدفن فیہ
ابل فن البقیع یہ روایت بھی پکار پکار کر کہ رہی ہے کہ حضرت امام حسن علیہ السلام نے

وصیت کی تھی مگر عائشہ نے کہا کہ یہ میرا گھر ہے میں اسجگہ ہرگز دفن ہونے دونگی افسوس ہے
کہ شاہ صاحب نے عائشہ کے بچاؤ میں جو سخن تراشی کی تھی وہ ایک پچلی اذن کی جگہ وصیت
ثابت ہوئی - اور مانعین میں خاص اُنھیں کا اسم مبارک نظر آتا ہے مروان وغیرہ سب
معظمہ کی طرفدار ہوکر آئے تھے روضۃ الصفا کی جلد سوم اور روضۃ الاحباب میں ہے
(جہت امام حسن قبرے نزد قبر جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ کندند و جنازہ آنجناب را
بر سر قبر نہادہ اند و قبل از ین عائشہ ازاین معنی وقوف یافت و سوار شدہ بہ آن موضع
رفت و بہ منع مشغول گشت شیعہ حضرت امیر غوغا کردند و گفتند روزے بر شتر نشستہ با
حضرت امیر محاربہ می کنی و روزے بر استر (خچر) سوار شدہ بر جنازہ نبیرہ پیغمبر خدا صلعم
منازعہ آغاز نہی و نگذاری کہ اورا دفن کنند و چندانکہ سعی نمودند مفید نیفتاد چہ مردم
بدو فرقہ شدند و بجانب یکدگر تیر انداختند چنانچہ چند تیر بجنازہ رسیدہ آنگاہ امام حسین
جنازہ بگورستان بقیع برد) شاہ صاحب نے جس عنوان سے عائشہ کو بچایا تھا وہ تو تفضلہ
بالکل دفع ہوگیا - حضرت حسن نے عائشہ سے اجازت لی تھی جس سے اس کی ملکیت ثابت ہو
اور نہ تنہا مروان مانع دفن تھا بلکہ خود ام المومنین لباس جنگ سے آراستہ ہوکر کمان
بدست تشریف لائیں تھیں مروان و دیگر بنی امیہ اُن کے معاون و مددگار ہوکر آئے
تھے مگر ایک اور عالم نے ام المومنین کو تیر لعن سے بچایا ہے وہ بھی سُن لیجئے خواجہ
نصر اللہ کابلی صواقع میں لکھتے ہیں ذکر بعض اھل الخبر ان مروان امر امرءۃ
ان تنقبت وترکب بغلتہ وتذھب الی الحجرۃ وتمنعہ عن الدفن واذا عنت
راکبۃ الجمل انھا عائشۃ فشاعت ولانہ وفان ذالک منہ لیس ببعیدہ
یعنی بعض مورخ کہتے ہیں کہ مروان نے ایک عورت کے منہ پر نقاب ڈال کر خچر پر سوار
کراکے رسول پاک کے روضہ کی طرف بھیجا اور اُسکو نمائش کی کہ تو اپنے آپ کو عائشہ
ظاہر کر کے دفن سے مانع ہو چنانچہ یہ خبر شایع و ذایع ہوگئی کہ عائشہ گھڑی ہوئی

وہ دفن کرنے سے روکتی ہے مروان سے ایسا کرنا بعید نہیں ہے اس روایت سے کمال
تعجب آتا ہے جبوقت کہ وہ نقاب پوش اشارہ نہیں کرسکتا کیونکہ سوار ہوکر مانع دفن ہوئی
تھی تو نہ معلوم اُسنے اشاروں میں گفتگو کی تھی یا آواز بلند سے کہا تھا کہ یہ گھر میرا گھر ہے
میں یہاں دفن نہونے دونگی یا یہ کہ مثل پیکر تصویر چپ چاپ کھڑی رہی تھی نقاب
پوش اشارہ نہیں کرسکتا کیونکہ اس کی آنکھ ناک سب ڈھکے ہوئے تھے چپکے کھڑے رہنے
بھی کوئی فائدہ نہیں ہوسکتا کیونکہ جب تک جرنیل فوج بولی نہ ہوئے سپاہ کیونکر کام
دے سکتے - ضرور ہے کہ چیخ چلا کر دفن سے مانع ہوئی ہوں کیونکہ مواقع جنگ پر من
منانے اور آہستہ کلام کرنیکا کوئی قاعدہ نہیں ہے بہر حال اُس بناوٹی عائشہ نے غل
مچاکر کہا ہوگا - کہ اے میرے آنکھوں کے تارے مروان اے میرے پیارو بنو امیہ دوڑو
دوڑیو - لیجیو - لیجیو خبردار - خبردار یہ جنازہ میرے شوہر کی برابر دفن نہو چونکہ تمام
بنی اُمیہ ام المومنین کی آغوش کے پلے تھے سب ان کی آواز پہچانتے تھے لب و لہجہ و
طرز کلام سے واقف تھے اگر فی الواقع عائشہ نہوتیں تو سمجھ جاتے کہ اس پردہ زنگاری
میں اور کوئی ہے اسیوقت مُردار کو گدھے سے اتار کر اتنی جوتیاں مارتے کہ چنڈو
کا سر گنجا ہو جاتا - تعجب ہے کہ اتنے جم غفیر سے کوئی عائشہ اصلی مصنوعی کی آواز میں
تمیز نہ دے سکا معلوم ہوتا ہے کہ اُس فطامہ نے اپنی آواز کو ام المومنین کے لہجہ سے ایسا ملا لیا
تھا کہ باہمدگر فرق کرنا مشکل ہوگیا تھا علاوہ بریں اور ایک استعجاب پیدا ہوتا ہے وہ یہ
کہ قبر نبی صلعم اور مسکن عائشہ میں نہایت ہی اتصال تھا بمشکل دو چار گز کا فاصلہ ہوگا
جبکہ مروان نے ایک بناوٹی عائشہ بناکر پیش کی تھی بقول صاحب صواقع اسی وقت
غل مچگیا تھا کہ منع دفن کے لئے اُم المومنین آگئیں دیکھو وہ نقاب والی گدھے پر چڑھی
ہوئی کھڑی ہیں ممکن ہے کہ یہ شور وغل بی صاحبہ کے گوش زد ہوا ہو اُسی وقت حجرہ سے
سر نکال کر کہتیں کہ بھائی مسلمانوں میں تو یہ اختیارات مالکانہ اجازت دے چکی ہوں یہ سب

حرمزدگی موئے مروان کی ہے اس شیطان کی بچے کو جس نے بدنام کرنے کے لئے میرا سا رنگ وروپ بنایا ہے گدھے سے اتار کر اتنا مارو کہ کیتا کا موت نکل پڑے معلوم ہوتا ہے کہ معظمہ اسوقت خواب راحت میں ہوں یا احادیث ڈھالنے کی مشین کے پرزے صاف کر رہی ہوں علمائے اہل سنت اپنے پیشوایان دین کی براوت میں باتیں تو بہت بناتے ہیں مگر کوئی درست نہیں ہوتی۔حقیقت میں عائشہ سے یہ ایسی سفاکی ہوئی ہے کہ جس کی نظیر دینے کے لئے تواریخ دنیا خاموش ہیں کہیں سُنا ہے کہ کوئی مُردہ اپنے اب وجد کے پاس دفن ہونے سے روکا گیا ہو یا یہ کہ اُسکا جنازہ تیروں سے مشک بنایا گیا ہو ظلم کرنے کا خاتمہ ظالمان آل محمد پر اور ان مظالم کا کمل خاندان نبوت پر ختم ہوگیا نہ اب ایسے ظالم ہوں گے نہ مظلوم مسلمانوں نے کوئی درجہ ظلم کا ایسا نہیں چھوڑا جس میں آیندہ کسی کو حق ایجاد حاصل رہے۔

(۵۷) حضرت معاویہ کا جناب امیر کو گالیاں دینا اور دلانا

ثبوت از کتب اہل سنّت

خامکار وکم علم وکوتہ نظر علمائے اہل سنت کو انکار ہے کہ معاویہ نے کبھی حضرت امیر کو نا سزا نہیں کہا۔چنانچہ مولوی احمد حسن المتخلص بہ رسوا متوطن بجنور اپنے رسالہ الحقیقت میں لکھتے ہیں د جناب معاویہ نے حضرت امیر کو کبھی گالیاں نہیں دیں بلکہ اُن کے سامنے بہت مودوب رہتے تھے اور خط وکتابت میں حفظ مراتب مرعی رکھتے تھے یہ عمل قبیح جناب معاویہ رضی اللہ عنہ اور ادنی اصحابی کی شان سے بعید ہے یہ بیہودہ زیادتی اور لغو بیانی اس جماعت صحابہ سے ممکن نہیں روایتاً و درایتاً من قبیل المحالات ہے صفحہ ۶۲ سطر ۱۲ الحقیقت۔

اگر سنیوں کو فی الحقیقت معلوم ہوجائے کہ فی الواقع امیر معاویہ نے جناب امیرؑ کو خود بھی گالیاں دیں اور لوگوں سے دلائیں تو یقیناً اُن کا حسن ظن دوسرا رنگ اختیار کرنے

اور بدل اُس سے متنفر ہو جائیں سوائے نادان علمار کے دانندہ لوگ احتیاط کرتے ہیں
اور معاویہ کے اس عیب کو حتی الوسع چھپاتے ہیں ان کو خوف ہے کہ اگر لوگوں کو
اس پر اطلاع ہو گئی تو امیر موصوف سے بیزاری اختیار کریں گے اور عجب نہیں کہ
آگے بڑھ کر اور لوگوں کی بھی مزاج پرسی کریں۔ لیکن جو بات علمائے قدیم کے قلم
سے نکل چکی وہ ہزار پردہ ڈالنے سے بھی پوشیدہ نہیں ہو سکتی اٹھارہ کتابوں میں علما
اہل سنت نے معاویہ کی اس بدحرکت کا ذکر کیا ہے حقیر نے اصل الحقیقت برد الحقیقت میں
حملہ کتب اہل سنت کے نام اور عبارتیں نقل کر دی ہیں یہاں صرف دو کتابوں کی
عبارت بہ قید صفحہ لکھتا ہوں ہر دو کتب معتبر ایسی ہیں جن پر کسی کو حق ایراد حاصل نہیں
اول صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ (۲۷۸) پر لکھا ہے کہ حضرت معاویہ نے سعد بن ابی وقاص
کو حکم دیا کہ علی کو گالیاں دو اس نے انکار کیا حاکم موصوف نے پوچھا کہ آپ کے لئے
کون امر مانع ہے جو اُن کو گالیاں نہیں دیتے اس نے جواب دیا کہ علی کی تین فضیلتیں
مجکو سب و شتم سے روکتی ہیں جس سنی کا جی چاہے مسلم شریف میں حسب نشان بالا دیکھ
لے قصبہ شہزاد پور متصل اکبرپور ضلع فیض آباد کے ایک ذی عزت و متمول جولاہہ نے
خوب کچھ کمایا ہے جناب راجہ سید ابو جعفر صاحب ادام اللہ اقبالہ سے عہد کیا کہ اگر ہماری
معتبر کتاب سے امیر معاویہ کی نسبت یہ بات ثابت ہو گئی کہ جناب مولا علی کو گالیاں
دیا کرتے تھے تو میں شیعہ ہو جاؤں گا۔ حقیر نے راجہ صاحب موصوف الصدر کے
کتب خانہ سے صحیح مسلم منگا کر دلال صاحب کو دکھائی وہ اصل کتاب لے کر علمار کے
پاس گئے اور بالآخر ویسے ہی رہے جیسے کہ تھے صدہا آدمی اس نواح کے اس قصہ سے
واقف ہیں دوم مولوی مسیح الدین ساکن قصبہ کاکوری ملک اودھ نے ایک کتاب
مسمیٰ بہ تاریخ الخلفار لکھی ہے ہر خلیفہ کے حالات اس میں زیب قلم فرمائے ہیں جناب
معاویہ چونکہ سنیوں کے پانچویں خلیفہ ہیں۔ لہذا اُن کے ذکر خیر لکھنے سے تاریخ مذکور

کو زیب دی ہے صفحہ (۳۵) پر لکھتے ہیں۔ ہمارا عقیدہ بہ تقلید اکثر علمائے اہل سنت کے یہ ہے کہ جب سبط اکبر حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ وسلام اللہ علیہ نے بعد استقرار خلافت کے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور کسی حرکت بد قابل انکار کا اُن سے صادر ہونا بروایت صحیح متواتر یا مشہور ثابت نہیں ہے الا دو امر ایک بعد وفات سبط اکبر علیہ السلام کے یزید کو اپنی حالت حیات میں ولی عہد مقرر کرنا باوصف اُس کے ابتلا کے معاصی میں تو ممکن ہے کہ وہ اُن کی حیات میں معاصی کا مرتکب نہو یا محبت فرزند نے اُس کے عیوب سے نابینا کر دیا ہو اور دوسرے امر کے ذکر کو ہرگز جی نہیں چاہتا ہے مگر منصب وقایع نگاری جو اختیار کیا ہے اُس نے اس کے ذکر پر مجبور کیا ہے (یعنی یہ معاوضے اور بدلے میں جو سب و لعن کے خطوں میں غیر مستحقین پر یعنی علیؑ پر اور اولاد علی علیہ السلام پر اُنھوں نے راہ نکالی جو طریقہ سارے خلفا بنی امیہ میں عمر ابن عبد العزیز رحمۃ اللہ کے وقت تک جاری رہا البتہ نہایت قابل نفرت و انکار ہے اور ہمکو یقین ہے کہ وہ اپنے دلمیں خوب سمجھتے تھے کہ بہ مضمون حدیث شریف کے سب اور لعن غیر مستحق پر خود سائب اور لاعن پر پلٹ آتی ہے باوصف اس کے شدت طمع اور سلطنت اور مصلحت عظمی اُس کی جو اُن کے دل میں تھی اُس نے اس ظاہری سب و لعن کے عیب سے اُنکو اندھا کر دیا تھا الی آخرہ۔ مولوی صاحب کی تحریر سے واضح ہوا کہ امام حسن علیہ السلام کے ترک حکومت کے بعد معاویہ مستقل خلیفہ تھے کوئی امر قابل انکار اُن کی ذات ستودہ صفات سے بروایات صحیح ثابت نہیں ہوا صرف اُن سے تمام عمر میں دو بری حرکات واقع ہوئیں ایک یزید کو اپنا قایم مقام بنانا سو اُس کے لئے وہ یہ عذر کرتے ہیں کہ اُن کی زندگی میں وہ ارتکاب فواحش نہ کرتا ہوگا دوسری یہ بات کہ اُنسے علی و اولاد علی کو گالیاں دینے کا طریقہ جاری کیا جو کہ عمر ابن عبد العزیز کے وقت تک جاری رہا اس موقع پر بھی مورخ صاحب نے دبی ہوئی زبان سے برات معاویہ میں

ایک عذر یہ حیلہ پیش فرمایا ہے کہ شدت طمع اور مصالحت سلطنت گالی گلوچ کا سبب ہے مجکو ان مورخ صاحب کی تاریخ دانی پر افسوس آتا ہے اصلی سبب کو بالکل نہیں لکھا معاویہ جو حضرت امیرؑ سے لڑے اور ہزارہا صحابہ رسول کا جانبین سے خون ہو گیا آیا یہ امر بھی قابل نفرت و انکار تھا بد السنت تحیف سنیوں کے نزدیک یہ معاویہ گردی قابل قدح نہ تھی اگر ہوتی تو اس کو بھی لکھ کر تین نمبر قایم کرتے بہر حال اہل سنت باایں ہمہ معایب معاویہ کو خلیفہ باستحقاق سمجھتے ہیں شاہ ولی اللہ نے ازالۃ الخفا میں لکھا ہے کہ سنی ہرگز ہرگز معاویہ کی جناب میں سوء ادبی نہ کریں کیونکہ وہ امام جائز الاطاعت تھے اگر گستاخی کریں گے تو ورطہ ہلاکت میں پڑ جاینگے۔ عبارت یہ ہے بایدد السنت کہ معاویہ ابن ابو سفیان رضی اللہ عنہ یکے از اصحاب آنحضرت بود صاحب فضیلت جلیلہ زنہار درحق او سوء ظنی نکنی و در ورطہ سب او نہ افتی تا مرتکب حرام نہ شوی و نیز عقل برآں دلالت می کند زیرا کہ از طرق کثیرہ معلوم شد کہ آنحضرت فرمود وے خلیفہ خواہد شد و در احادیث بنوی و اسناد ثقات آمدہ کہ حضرت پیغمبر درحق معاویہ دعا کردہ اللہم اجعلہ ہادیاً و مہدیاً حضرت پیران غوث الاعظم بھی غنیۃ الطالبین میں اُس کے مداح ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں اما خلافۃ معویۃ بن ابی سفیان فثابتۃ صحیحۃ بعد موت علی یعنی معاویہ کی خلافت بعد وفات علی ثابت و صحیح کا مرتبہ پائے ہوئے ہے اہل سنت خلفاء ثلثہ کی خلافت کو حکم خدا و رسول سے نہیں بتلاتے۔ بلکہ وہ اجماع و استخلاف و تسلط سے خلیفہ ہونیکا اقرار کرتے ہیں لیکن پیران پیر چونکہ حسب عقیدہ اہل سنت سید حسنی ہیں۔ لہذا اُنھوں نے اپنے باپ دادا کی گالیاں دینے والے کی نسبت تحریر فرمایا ہے دو خلافۃ مذکورۃ فی قول النبی۔ یعنی اُن کی خلافت کے لئے نبی خبر دے گئے تھے۔ غوث الاعظم کے ارشاد سے ثابت ہوا کہ معاویہ صاحب کی خلافت کا نمبر شیخین وغیرہ سے بھی بڑھا ہوا تھا غرضکہ کوئی عالم اہل سنت ایسا نہیں ہے کہ اُس کے گالیاں

دینے سے رنجیدہ و کبیدہ خاطر ہو ہم لوگ حضرات ثلاثہ کو ہرگز ہرگز ماں بہن جورو بیٹی کی گالی
نہیں دیتے نہ ہمارے مذہب میں کسی کو سب کرنا جائز ہے البتہ اُن سے بیزار ہو کر خدا سے
دعا کرتے ہیں کہ اپنی رحمت سے انکو دور رکھنا اور فرعون و ہامان و شداد جس جگہ ہوں وہیں
انکو بستر لگانے کی جگہ عنایت فرمانا۔ جو لوگ (شیعہ) ثلاثہ کو گالیاں نہیں دیتے ان کو سنی
بُرا سمجھتے ہیں اور جن لوگوں نے علی و اولاد علی کو گالیاں دیں اُن کے سامنے تلوار اُٹھائی انکو
خلیفہ رسول اور امام حق کہتے ہیں مینے بہ مقام جگادری ضلع انبالہ جناب مولوی مظہر حسن صاحب
سہارنپوری مصنف تہذیب المتین کے پاس مصر کی چھپی ہوئی صواعق محرقہ دیکھی اُس کے حاشیہ پر
صاحب صواعق نے ایک رسالہ فضائل معاویہ میں تحریر فرمایا ہے کوئی فضیلت و منقبت ایسی نہیں جسکو معاویہ
کی ذات سے چسپاں نہ کیا گیا ہو نام اُسکا تطہیر اللسان ہے یعنی زبان کا پاک کرنے والا۔ سبحان اللہ
علی علیہ السلام کے گالیاں دینے والے کی تعریف میں جو رسالہ ہو اُس کے پڑھنے سے سینوں کی
زبان پاک ہو۔ مولوی خلیل احمد صاحب نے ہدایات الرشید میں بحق معاویہ یہ الفاظ پیش کئے
ہیں (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ)

شاہ صاحب نے تحفہ میں معاویہ کو مجرم قرار دے کر سزا سے بایں عنوان بچایا ہے
کہ جس کی داد وہ لوگ دے سکتے ہیں جو کہ بحیثیت سنیت ججی کی کرسی پر بیٹھ کر اجلاس
کیا کرتے ہیں ممدوح لکھتے ہیں کہ بے شبہہ معاویہ کی ذات سے اسی قسم کی نا مناسب
حرکات واقع ہوئیں کہ کسی طرح اُسکا شمار افراد صالحین میں نہیں ہو سکتا ہے۔
لیکن ان تمام باتوں کے سوا اُس کو مورد لعن نہیں کر سکتے کیونکہ وہ مسلمان تھا
اُس کے افعال بالضرور قابل لعن ہیں لیکن ذات اس صدمہ سے بری ہے اس توجیہ کا کیا کہنا
حضرات اہل سنت معاویہ کو اب اس ترکیب سے یاد فرمایا کریں کہ بر ذات معاویہ صد رحمت
و بر کردار و افعال معاویہ ہزار لعنت دشمنان دین کی طرفداری میں بیجا قلم فرسائی کرنے سے
یہی نتیجہ ملتا ہے جو کہ حمایت معاویہ سے شاہ صاحب کو ملا۔ ہم نہایت خوش ہوں گے

اگر اہل سنت کبھی کبھی وعظ میں فرما دیا کریں کہ بھائی مسلمانوں حضرت معاویہ بہت اچھے لائق
قابل تعظیم بزرگ ہمارے پیشوایان دین میں گذرے ہیں ان کے مثل آج تک پیدا نہیں ہو
وہ ادھے مرحوم تھے اور ادھے ملعون حضرت کا نفس شریف پاک تھا اور افعال نفسانی
ناپاک حسب مذاق شاہ صاحب یوں کہنا چاہیے بر ظلم لعنت نہ بر ظالم بر قتل لعنت نہ بہ قاتل
وغیرہ وغیرہ۔ الحنقر ہم مورخ کاکوری کے از بس شکر گذار ہیں کہ انھوں نے بہت چکر کھا کر بالآخر
مان لیا کہ بروئے حدیث معاویہ پر تیر ملامت برسا کرتے تھے ان کی تحریر سے اول دکھلایا ہے
کہ جو شخص کسی غیر مستحق پر لعن کرتا ہے وہ لعنت اسی پر لوٹ آتی ہے جو کہ علی و اولاد علی پر
درود و سلام بھیجنا چاہیے جو ایسا کرے گا اس پر نزول رحمت ہوگا کیونکہ وہ اسی کے مستحق ہیں
معاویہ بخلاف اس کے وہ نالایق بات ان کی جناب میں پیش کرتے تھے جو کہ ان کے دشمنوں
کے لئے زیبا ہے وہ تیر لعنت انھیں کے بدن پر لگتی ہی اگر کوئی ڈاکٹر سینوں کے ذی عزت
خلیفہ کا جگر چیر کر دیکھے گا تو باریک چھلنی سے زیادہ سوراخدار نظر آئے گا مجکو امید ہے کہ تحریر
صدر پر نظر کرکے سنی صاحب ضرور یقین فرمالیں گے کہ معاویہ حضرت امیر کو گالیاں دیتے
اور دلاتے تھے اور بالآخر وہی حربہ لوٹ کر جناب کو مضروب بنا دیتا تھا۔

(۶۷) معاویہ کا امام حسن علیہ السلام کو زہر دلوانا۔

ثبوت از کتب اہل سنت

حقیر نے رسالہ اصل الحقیقت برد الحقیقت میں نو دس کتب اہل سنت سے ثابت کیا ہے کہ معاویہ
نے جعدہ بنت اشعث زوجہ امام حسن علیہ السلام کو فریب دیا کہ میں تجکو ایک لاکھ درہم انعام
دے کر یزید کے پہلو میں بٹھاؤں گا لیکن حسن کی زندگی میں یہ دولت تجکو نصیب نہیں ہو سکتی
زہر سے پہلے ان کا کام تمام کرلے پھر میرے وعدہ کو وفا کے گھوڑے پر سوار دیکھنا ملعونہ
نے بہ طمع خام اس فعل زشت کا ارتکاب کیا مگر اپنی مراد کو نہ پہنچی۔ معاویہ نے روپیہ تو دیدیا
مگر یزید کی بی بی نہ بنایا۔ رسالہ مذکور میں از صفحہ (۱۴۲) تا صفحہ (۱۵۲) دیکھو تمام علماء کے

نام اور اُن کی عبارتیں متعلق بہ زہر خورانی تصویر بنکر سامنے کھڑی ہو جائیں گی معاویہ صاحب
نے صرف زہر دینے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ حضرت کی خبر شہادت سنکر خوشی کی تکبیریں کہیں
اور فرمایا کہ آج میرے قلب نے راحت پائی اور آنکھوں میں ٹھنڈک پڑی حیوۃ الحیوان
دیکھو تو حال معلوم ہو۔ جن کتابوں میں معاویہ کا زہر دلوانا اور مرنے کی خبر سنکر خوشی کی تکبیریں
کہنا اور سجدۂ شکر ادا کرنا لکھا ہے وہ سب عربی ہیں اُن کی عبارتیں صفحات مذکور بالا پر نقل ہیں
یہاں روضۃ الشہداء ملا حسین کاشفی صاحب تفسیر حسینی کا بیان دکھلاتا ہوں حضرت معاویہ
او را (جعدہ) بمال دنیا فریب دادہ قدرے زہر فرستادہ بود کہ در وقت فرصت بحسن را بخوراند
یہ سبکو تسلیم ہے کہ امام حسن علیہ السلام کی شہادت زہر سے ہوئی ہے اگر سنی صاحب اپنے دس بارہ
علمار کو چھوٹا لکھ کر اس کا یقین کریں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خلیفہ برحق نے زہر
نہیں دلایا تو پھر اُس شخص کا نام بتلائیں کہ فلاں آدمی نے یہ فعل کرایا اور کیوں اس کی
جرات ہوئی اصلیت یہ ہے کہ معاویہ اپنے دل میں خوب جانتے تھے جس طریقے سے وہ ملک
اسلام کے مالک بنے تھے۔ امام حسن کو چونکہ معزول کر کے عنان حکومت ہاتھ میں لی تھی لہذا
وہ اُن کو خار دامن جانتے تھے امیر موصوف اپنے بیٹے یزید کو اپنا قائم مقام بنانا چاہتے
تھے اور عہد نامہ میں یہ شرط تھی کہ معاویہ کو اختیار نہیں ہے کہ کسی کو اپنا جانشین کرے
امام حسن علیہ السلام کی موجودگی میں امیر صاحب کی یہ آرزو پوری نہ ہوسکتی تھی نظر برآں
اُنھوں نے اس وجود کو ہی زہر سے معدوم کرادیا جو کہ سنگ راہ تھا یاد رکھو قتل یا دوسرے سنگین
جرم وہ ہی شخص کرتا ہے کہ جس کو کوئی فائدہ پہنچنے والا ہو امام مسموم کی شہادت یزید کے
تخت نشینی کو فائدہ رساں تھی یہ ایں وجہ وقوع جرم ہوا۔ مولوی جامی شواہد النبوۃ میں
لکھتے ہیں (مشہور آنست کہ جعدہ زوجۂ وے ویرا زہر دادہ است بفرمود معاویہ بعد
وفات شاہزادہ پہلا کلام حضرت معاویہ نے یہ ہی کیا کہ مدینہ میں تشریف لا کر لوگوں
سے بیعت لی جناب عائشہ صدیقہ کو یہ بات ناگوار گذری امیر موصوف بیعت یزید کی

طمع میں امام حسن کا خاتمہ کر چکے تھے اُن کے نزدیک بی صاحبہ کا ٹھنڈا کر دینا۔ کتنی بڑی بات تھی ایک حسن پوش گدھے میں ام المومنین کو گرا کر خاتمہ کر دیا صاحب حبیب السیر لکھتے ہیں کہ در تاریخ حافظ ابراہیم الابرار و کامل السفینہ منقول ست کہ در شہور سنہ ثمان و خمسین عن الہجرۃ معاویہ بن ابی سفیان جہت بیعت پسر خود بمدینہ رفتہ۔ امام حسین علیہ السلام و عبدالرحمان بن ابی بکر و عبداللہ بن زبیر را رنجانید عائشہ زبان ملامت و اعتراض بروے کشود معاویہ در خانہ خویش چاہے کندہ سر آں را بخاشاک پوشیدہ و کرسی آبنوس برآں نہادہ و عائشہ را بضیافت طلبید و بداں کرسی نشانید با در آں چاہ اُفتاد معاویہ سر آں چاہ را بہ آہک (چونہ) مضبوط نمودہ بمکہ رفت۔ جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں اولیات جناب معاویہ کا ذکر اس طرح کیا ہے کہ معاویہ پہلا شخص ہے جس نے صفا و مروہ میں گھوڑے دوڑائے اور بظاہر بلا تکلف شراب پی اور مجلس رقص و سرود کو ترتیب دیا۔ ممبر رسول پر بیٹھ کر یزید کی بیعت لی عائشہ اس حرکت سے مانع آئیں تو گڈھا کھدوا کر اُن کو اُسمیں ڈلوا دیا۔ حکیم سنائی اس واقعہ کے متعلق ایک رباعی لکھتے ہیں۔ اسکو ہدیہ نظر کرتا ہوں ؎

عاقبت ہم بدست آں باغی ‏ ‏ شد شہید و بہ کشت آں طاغی

آنکہ با حضرت مصطفیٰ زنبیاں ‏ ‏ بد کند مرد را نو مرد مخوال

جس شخص نے ام المومنین کے ساتھ یہ حرکت کی اُس کے زہر دلانے میں کیا استبعاد ہو سکتا ہے امام حسن کے معاملہ سے تو سنی صاحبوں کو کوئی تکدر نہ ہوگا مگر صدیقہ و محبوبہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ کی مظلومہ اور دردناک شہادت عجب نہیں کہ اُن کے مادّہ غضب کو ہیجان میں لا کر بحق معاویہ کچھ کہنے پر مجبور کرے

(۷) حسب تسلیم علمائے اہل سنّت ابو حنیفہ کا مسائل کثیرہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے اختلاف کرنا۔

جمہور نے رسالہ اعجاز داودی میں اُن بعض مسائل کا ذکر کر دیا ہے جو کہ آئمہ اہل سنّت نے

بمخالفت آئمہ شیعہ درج کُتب کئے ہیں یہاں صرف شاہ عبدالعزیز صاحب کا بیان پیش
کرتا ہوں اُس میں اعتماد و غیر اعتماد کی بھی بحث نہیں کیونکہ جمیع اہل سنت موصوف الصدر کو
راست بیانی کا اعجاز سمجھتے ہیں۔ باب یازدہم تحفہ میں لکھا ہے) اگر شیطانی شیعہ را
وغدغہ کند و گویند کہ اگر ابوحنیفہ و امثال او از مجتہدین اہل سنت شاگردان حضرات آئمہ
بودند پس چرا مخالف ایشاں در مسائل بسیار فتوے دادہ اند الی آخرہ) گو کہ ہم اسکو قبول
نہیں کرتے کہ ابوحنیفہ وغیرہ نے اہلبیت علیہ السلام سے علم دین حاصل کیا۔ مگر چونکہ اہل
سنت مدعی ہیں کہ ماخذ ان کے آئمہ کا علوم اہل بیت ہیں لہذا براہ مہربانی اہل سنت ارشاد
فرمائیں کہ کیا شاگرد رشید ایسے ہی ہوا کرتے ہیں کہ جن سے علم سیکھیں اُنھیں کے مخالف
بن بیٹھیں شاہ صاحب کے بیان سے واضح ہوا کہ ابوحنیفہ اور دیگر مجتہدین سنیہ نے اکثر و
بیشتر مسائل میں راہ اختلاف اختیار کی ہے جن مسائل کثیرہ میں ابوحنیفہ وغیرہ نے اپنے
استادوں سے نفرت اختیار کر کے دوسرا طریقہ قبول کیا ہے۔ ضرور ہے کہ ان مسائل میں استادوں
کو برسر غلطی سمجھ کر یہ شیوا اختیار کیا ہو اس موقع پر سوائے دو باتوں کے ممکن نہیں اُستاد
غلطی پر تھے یا شاگرد اوّل اگر اول الذکر راہ ناصواب پر تھے تو معاذ اللہ رسولخدا صلی اللہ
علیہ وآلہ پر بڑا الزام وارد ہوتا ہے کہ حضور نے بروئے حدیث ثقلین امت کو حوالہ اہلبیت
کیوں کیا جبکہ اُن کے شاگرد بدرجہا اُن سے فائق قابلیت رکھتے تھے دوم شاگرد محض
بے مغزے تھے۔ جنھوں نے معدن نبوت سے مسائل دین میں مخالفت کر کے خلایق کو بیدین
کر دیا اہل سنت کو اختیار ہے دونو باتوں سے جسکو چاہیں پسند فرمائیں اہل سنت دعوے
کرتے ہیں کہ ہم مطیع اہل بیت ہیں اُنکو لازم ہے کہ شاہ صاحب کو سچا سمجھ کر اپنے مذہبی مسائل
کو خلاف آئمہ سمجھیں اور بربنا اُس کے ملت سنیہ کو باطل محض تصور فرمائیں کیونکہ خود شاہ صاحب
نے تحفہ کے باب چہارم میں لکھا ہے کہ جو مذہب ثقلین کے مغائر ہے وہ عقلاً و شرعاً ناجائز
ہے (۷۸) بقول عطائے اہل سنت ابوحنیفہ کا شریعت محمدی کو اُلٹ دینا۔

ثبوت از کتب اہل سنت

امام غزالی جوکہ سنیوں میں بڑے معتمد مانے گئے ہیں کتاب منخول میں لکھتے ہیں کہ کوئی سلیم العقل وقوی الفکر وشدید النظر وصحیح الحواس ابوحنیفہ کی تقلید نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اس نے شریعت کو درہم وبرہم کر دیا ہے آئمہ سلف نے اُس پر لعن وطعن کرکے کہدیا ہے کہ ابوحنیفہ نے طناب اسلام کاٹ ڈالی۔ قاضی ابوبکر کا بھی یہ ہی خیال تھا کہ اُس نے دین محمدی کو لوٹ پوٹ کر کچھ کا کچھ بنا دیا جناب مولوی شبلی صاحب اپنے ایک رسالہ میں جسکا نام سیرۃ النعمان ہے صفحہ (۲۱۶) پر لکھتے ہیں کہ امام اعظم نے رومیوں کے قوانین سے بہت کچھ اخذ کرکے اسلام کے مسائل میں داخل کیا ہے۔ شبلی صاحب کتاب مذکور کے صفحہ ۹۷ پر لکھتے ہیں کہ ابوحنیفہ کا مذہب حکومت وسلطنت کی اغراض سے وابستہ تھا۔ واضح ہو کہ امام غزالی جنھوں نے اپنے آئمہ سلف سے ابوحنیفہ کا ملعون ہونا نقل کیا ہے ایسے شخص ہیں کہ جو یزید پر بھی لعنت کرنا ناپسند فرماتے ہیں پس ابوحنیفہ اُن کے نزدیک بدتر بد سے بھی بدتر تھے جس شخص نے بقول شاہ صاحب مسائل کثیرہ میں اہلبیت سے اختلاف کیا اُس کی یہ ہی سزا ہے کہ اپنے گروہ میں ملعون ومطعون قرار دیا جائے۔ سبحان اللہ سنیوں کے کیا مقدس امام ہیں جنکو انہیں کا گروہ قاطع بنیاد اسلام وتابع یہود بتلاتا ہے امام صاحب کے نزدیک شریعت محمدی کا دائرہ تنگ ہوگا جب ہی اُن کو اہل روم کے کتبخانہ سے امداد لینے کی ضرورت تھی۔ اہل سنت آنکھ کھول کر اپنے امام کے حالات پر نظر ڈالیں اگر مطعون وملعون شخص کی تقلید ناپسند ہو تو آئمہ اہلبیت کے سایہ عاطفت میں تشریف لے آئیں جنکا اتباع واجب ولازم ہے۔

(۹۷) کپڑا لپیٹ کر مباشرت کرنے سے غسل جنابت کا واجب نہونا

ثبوت از کتب اہل سنت

امام اعظم ایک ایسے بزرگ گذرے ہیں جنکو عموماً فقہاء اہل سنت نے بُرے الفاظ سے یاد کیا ہے مگر چونکہ اُن کا مذہب قواعد سلاطین و اغراض سلطنت سے انتہا کی پیوستگی رکھتا تھا لہذا

بادشاہوں نے اُسکو حسب مرضی خود سمجھ کر اختیار کیا اور بحکم الناس علی دین ملوکہم (عوام الناس
کو اُس کی پیروی کرنی پڑی یہی وجہ ہے کہ عام طور پر اُن کا مذہب محیط عالم ہوگیا اہل
سنت حضرت غوث الاعظم صاحب پیران پیر جیسا کچھ کہ مقدس مانتے ہیں محتاج بیان نہیں
مگر اُس ذی عزت قطب الاقطاب نے بھی سلطانی امام کو ناپسند فرما کر امام احمد حنبل کی تقلید
اختیار کی۔ غرضکہ عقلاء سنیہ برابر ابوحنیفہ صاحب کو برہم زن امر اسلام لکھتے چلے آئے ہیں
چنانچہ نضر بن شمیل کتاب حیل میں لکھتے ہیں کہ امام شافعی نے فرمایا کہ ابوحنیفہ نے اپنے مذہب
میں سو تین باتیں مکاری و حیلہ جوئی و قیاس سے ایسی مزخرف و بیہودہ تجویز کی ہیں جو کہ
سراسر کفر و الحاد ہیں اور کسی مسلمان کی یہ شان نہیں ہے کہ اُنپر اپنا عملدرآمد رکھے امام مالک
کا قول ہے کہ اُمت محمدی میں شیطان کے ضرر سے زیادہ ابوحنیفہ کے قیاسی مسائل نے نقصان
پہنچایا ابن مہدی کہتا ہے کہ دجّال کے فتنے سے بالاتر ابوحنیفہ کی خود سازی نے خرابی
پیدا کی ہے۔ تاریخ بغداد میں شعبہ سے مروی ہے کہ ابوحنیفہ ایک مٹھی خاک کے برابر بھی
نہیں ہے بطور نمونہ کتاب مذکور میں امام صاحب کے چند مسائل نفرت انگیز بھی دکھلائے گئے ہیں
مثلاً یہ کہ اُن کے نزدیک دباغت پایا ہوا پوست سگ مُردہ پاک ہے اور یہ کہ کوئی
شخص نکاح کرے اور فوراً منکوحہ کو بلا ہم بستری طلاق دیدوے اسپر بھی چند مہینے تک
جو بچہ پیدا ہوگا وہ اسی ناکح کا شمار کیا جاوے گا۔ (منسہ ابن عبد الرزاق میں ہے) کہ اگر
ماں یا نانی اور بیٹی اور نواسی و دیگر محرمات سے کپڑا لپیٹ کر دخول کرے تو جائز کتاب
مذکور میں اس قسم کے اکثر مسائل درج ہیں بعض مسائل کا بحوالہ کُتب نمبر تحتی میں ذکر کیا جائیگا
یہ بھی واضح ہو کہ کچھ امام اعظم ہی پر موقوف نہیں سنیوں کے دیگر ائمہ بھی ایسے ہی پُر نور
ہیں جسکو لنکا میں دیکھو باون ہی گز کا ہے۔ خدائے کریم نے بموجب آیۂ وافی ہدایہ
انما الخمر والمیسر رجس من عمل الشیطان (یعنی شراب و جوا دونوں ناپاک اور از جملۂ اعمال
شیطان ہیں۔ مگر امام ابوحنیفہ صاحب کا قول کتاب مالا بد (میں نقل ہوا ہے کہ اگر نان

آدمی بغرض حصول طاقت مزاولت کرے تو کوئی عیب اُس پر قایم نہیں ہو سکتا۔ امام اعظم نے یہاں تک غضب کیا ہے کہ نبیذ سے جو کہ ایک قسم کی شراب ہے اور جسکو حلیفہ دوم نے بقول مولوی شبلی مندرجہ الفاروق بہ تجویز ڈاکٹر پیا تھا) جائز تبلاتے ہیں کتاب ہدایہ و فتاوائے سراجیہ میں صاف لکھا ہے کہ امام شافعی نے شطرنج کو جائز و مباح تحریر فرمایا ہے ہدایہ و شرح وقایہ میں دیکھ لیویں۔ ہیں سے اکثر مسائل امام ابو حنیفہ کے اعجاز داودی ہیں لکھدئے ہیں امام احمد بن حنبل سرور طبیعت و رفع کسل کے لئے بنگ پینا جائز تجویز فرماتے ہیں فتح القدیر اور ہدایہ کے حواشی ہیں یہ مضمون مل سکتا ہے۔ درمنثور اور فتاوائے شیخ تاج محمد میں لکھا ہے کہ امام مالک نے حالت سفر میں لواطہ کو مباح قرار دیا ہے چنانچہ اوحدی نے جام جم میں لکھا ہے ؎

اگر روئے غلام خویش مبر — دفتر بد بہ نام خویش مدر
نتواں زد بگفتہ مالک — غوطہ در ورطۂ جہاں ہالک

امام شافعی بھی بچہ بازی کو حلال جانتے ہیں رافعی نے پسر عبدالحکیم شاگرد رشید شافعی سے نقل کیا ہے وہ کہتا ہے کہ میں نے اپنے استاد سے سنا ہے کہ لواطہ کی حلت و حرمت میں کوئی حدیث درجہ صحت کو نہیں پہنچی اور قیاس بھی اسیکا مقتضی ہے کہ حلال ہو امام مالک اس فعل کے بہت شایق تھے غلام اور لونڈے و بی بی وغیرہ سے کیسکو اچھوتا نہ چھوڑتے تھے ملا جامی بہارستان میں لکھتے ہیں ؎

گفت مملوکۂ بمالک خویش — کز قفایش مپو تو راہ فساد
ترک ایں فعل کن کہ جائز نیست — نزد دیں پروراں شرع نہاد
گفت خامش کہ شیخ دیں مالک — بچنیں عیش فتوئے مارا داد

سئل مالک عن دخول الدبر فال اغتسلت الآن من ہذا الفعل کسی نے امام مالک سے دخول فی الدبر کا مسئلہ پوچھا انھوں نے جواب دیا کہ ابھی میں فارغ ہو کر غسل کیا ہے

ناصر خسرو انی نے ہر چہار آئمہ اہل سنت کا نظم میں ایک گوشوارہ لکھا ہے مناسب موقع سمجھ کر انکو
حوالہ قلم کرتا ہوں شافعی گفت کہ شطرنج مباح ست مدام کج مبازید کہ جز رہست نفرمودہ امام
بوحنیفہ بہ ازاین گفتہ در احوال شراب + کہ زجوشیدہ بخور تا نہ بود بر تو حرام + حنبلی گفت
چو در ورطہ غم درمانی + اندکے بنگ خورد سوئے اجابر بخرام + گر کنی پیروی مفتی چارم مالک
کہ ہم از بہر تو تجویز کنند وطی غلام - بنگ و مے میخور و کون بزن و خوش باز قمار +
کہ مسلمانی بر این چار امام ست تمام - حضرات اہل سنت فرماتے ہیں کہ امر حق کسی ایک امام سے
متعلق نہیں بلکہ ہر چہار آئمہ میں دورہ کرتا ہے - ہمبریں بنا اگر کوئی شخص چاہے کہ چاروں
اماموں کے مسائل پر عمل کر کے پورے طور پر حقکو حاصل کروں اُس کے لئے میں تدبیر بتلاتا ہوں
ایک ہی دن میں جملہ آئمہ کا مقلد ہو کر پورا حق حاصل کرے گا۔

وہ تدبیر جس پر عمل کرنے سے ہر چہار آئمہ کی تقلید سنیوں کے لئے باعث نجات ہو سکتی ہے۔

پیر کے دن صبح کو پاخانے پیشاب سے فارغ ہو کر شراب پئیں اچھے خاصے حنفی ہوں گے
کچھ دن چڑھے ایک پیالہ بنگ کا نوش جان فرمائیں مقلدین حنبل میں چہرہ لکھا جائے گا - دو
پہر کو جب قیلولہ کے لئے بستر پر آرام کریں لونڈے یا لونڈی یا بی بی سے اُلٹی پلٹی کارروائی
کریں اچھے خاصے مالکی ہو جائیں گے سہ پہر کو بہ نظر تفریح قمار بازی کریں امام شافعی
کے معتقدین میں نام لکھا جائے گا غرضکہ ایک دن میں چاروں اماموں کی متابعت سے
سنی صاحب اُس حق کو جو کہ آئمہ اربعہ میں دورہ کرتا ہے حاصل کر کے پورے مسلمان ہو سکتے
ہیں جامع الرموز مطبوعہ مطبع نولکشور کے صفحہ (۲۰) پر لکھا ہے لو لفت الحشفہ بخرقۃ
او غیرہ لم یجب الغسل کما فی الجلالی یعنی اگر حشفہ پر کپڑا لپیٹ کر مباشرت کی جائے
تو غسل واجب نہیں ایسا ہی جلالی میں ہے واضح ہو کہ یہ کتاب ایسی مستند ہے کہ درسیات میں
داخل ہو کر عموماً مدارس پڑھائی جاتی ہے۔
کنز الدقائق کے باب النکاح میں ہے لو جامعہا علی ذکرہ لا یثبت الحرمۃ کما فی الخلاصہ

یعنی اگر عورت سے کپڑا لپیٹ کر مجامعت کرے تو اس کی حرمت نہیں کتاب خلاصہ میں بھی اسی طرح پر ہے حاشیہ چلپی شرح وقایہ پر لکھا ہے ان اولج الحشفۃ فی قبل او دبر ملفوفۃ بخرقۃ فان وجد الولج اللذۃ وجب الغسل والا فلا یعنی اگر کپڑا لپیٹ کر حشفہ کو قبل یا دبر میں داخل کرے تو بصورت لذت غسل واجب ہے اور اگر کچھ مزا نہ معلوم ہو تو نہانے کی کوئی ضرورت نہیں۔

فتاوائے برہنہ میں ہے "اگر خرقہ بر ذکر بپیچد و در آورد اگر نرم باشد قضاء است و کفارہ و اگر درشت باشد قضا و غسل واجب نہ کما فی المجموعہ حضرات اہل سنت مسئلہ لف حریر کو اکثر معرض بحث میں لاکر شیعہ پر معترض ہوا کرتے ہیں۔ حقیر نے اس بحث میں ایک مبسوط رسالہ لکھدیا ہے حضرات سنیہ کو غور فرمانا چاہیئے کہ لف حریر کو وہ کس عنوان سے لیئے ہوئے ہیں۔ حقیر نے رسالہ مذکور میں بہ وجوہات قویہ ثابت کردیا ہے کہ یہ مسئلہ سنیوں کے یہاں ہے شیعہ کو اس سے کچھ علاقہ نہیں سنی ناظرین معاملات بالا کو کتب سے مطابق فرماکر انصاف فرمائیں۔

(۸۰) ماں بہن۔ خالہ۔ پھوپی وغیرہ محرمات شرعی سے مباشرت کرنے کا کوئی جرم نہ ہونا

ثبوت از کتب اہل سنت

فتاوائے قاضی خان مطبوعہ مطبع مصطفائی کے صفحہ (۲۰۸) پر یہ عبارت ہے لو تزوج بذات رحم محرم البنت والاخت والعمۃ والخالۃ وجامعہا لاحد فی قول ابو حنیفہ شرح وقایہ اردو مطبوعہ احمدی کانپور کا صفحہ (۳۲۳) سطر ۱۱ دیکھو یہی مضمون پیش نظر ہوگا کہ محرمات شرعیہ ماں بہن خالہ عمہ وغیرہ کو سلسلۂ زوجیت میں لانے سے کوئی جرم نہیں۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک ایسے افعال کا مرتکب سزا شرعی سے بری ہے کتاب ہدایہ کے باب الحدود میں لکھا ہے ومن تزوج امرأۃ لا یحل نکاحہا فوطہا لا یجب علیہ الحد عند ابو حنیفہ یعنی اگر کسی ایسی عورت سے عقد کیا جائے جس سے نکاح کرنا حلال نہ ہو (ماں بیٹی۔ بہن بھانجی

خالہ عمہ وغیرہ اور پھر اُس کے ساتھ صحبت کی جائے تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک ایسے کرنیوالے پر کوئی حد شرعی قایم نہیں ہو سکتی۔

(۱۶) عورات کفّار سے زنا کرنے اور مردہ کے ساتھ ناجائز فعل کرنے بھیڑ بکری گائے بھینس سے مشغول بہ امر ناجائز ہونے اور لونڈے بازی کا شغل فرمانے سے امام ابوحنیفہ کے نزدیک نہ کوئی جرم ہے نہ ایسے فعل کے فاعل پر سزا

ثبوت از کتب اہل سنّت

ترجمہ کنز الدقایق معروف بہ تحفۃ العجم مطبوعہ مطبع نولکشور کے صفحہ (۱۷۵) سطر ۸ پر لکھا ہے کہ اگر اپنی محرم عورت سے نکاح کیا اور صحبت کی یا اجنبی عورت سے مقام معین کے سوا اور جگہ سے کام نکالا یا کسی کے ساتھ لواطت کی یا کسی جانور کے ساتھ حرکت کی یا دار الحرب میں یا غیوں کے ملک میں زنا رکیا تو حد نہ آئے گی۔

گذارش حقیر نے کھلی چٹھی میں عرض کیا تھا کہ ہر نمبر کا ثابت کرنا کتب اہل سنت سے میرے ذمہ ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ اس بے بضاعت نے تفضل الٰہی و تایید حضرات ائمہ علیہ السلام سے ہر نمبر کا ثبوت کتب اہل سنت سے پیش کر دیا بعض حضرات اہلسنت کے میرے پاس اس مضمون کے خط آئے کہ جسوقت ان نمبروں کے متعلق ثبوت دیا جائے وہ رسالہ ہمارے پاس ضرور بھیجا جائے مجکو امید ہے کہ جو صاحب سنی و شیعہ اسکو ملاحظہ فرمایئں گے انشاء اللہ فائدہ اٹھایئں گے شیعہ کو تقویت ہوگی اور سنیونکو ندامت عجیب نہیں کہ کوئی سنی براہ پیمائے انصاف ہو کر مذہب حق قبول کرنے پر آمادہ ہو جائے منصف مزاج خود فیصلہ کریں گے کہ ایسا جامع رسالہ آجتک نہیں لکھا گیا جس بات کی ضرورت ہو اس مجالہ میں موجود ہے صدہا کتب کے نادر مضامین ہر امر ضروری کے متعلق اسمیں درج کیے گئے ہیں سوائے نمبر ہائے متذکرہ صدر اور چند نمبر اضافہ کیے دیتا ہوں غالباً نفع بخش ہونگے۔

(۲۰) امام ابوحنیفہ کے نزدیک ایمان ابو بکر اور ایمان شیطان ایک تھا۔

ثبوت از کتب اہل سنت

کتاب مختار مختصر تاریخ بغداد میں لکھا ہے ان ایمان ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ و ابلیس واحد ناظرین جانتے ہیں کہ ایمان شیطان سوائے ایک بار رد قول باری نہ تھا یہی حالت ابوبکر کی بھی خدا اور رسول کے احکام کو پس پشت ڈال کر جو دل میں آیا وہ کیا خدا نے آیہ مبارکہ "قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ" سے اہلبیت کی محبت کو آنحضرت کی رسالت کا اجر قرار دیا اس بزرگ صحابی نے خلاف قران حدیث بناکر اولاد نبی کو اُن کے ترکہ سے محروم کیا بنی انکو حکم بہ اطاعت اہلبیت دے گئے تھے انھوں نے اہلبیت کو اپنا محکوم بنانا چاہا اور جب خاندان رسالت منکر از اطاعت ہوا تو اپنے غلام قنفذ کو عمر صاحب کے ہمراہ کیا کہ اہلبیت کا گھر پھونکدو واقع میں امام ابوحنیفہ کا قیاس ان کے ایمان کی نسبت بہت ہی بجا واقع ہوا

(۸۳) امام ابوحنیفہ کے خیال میں قول عمر اور اقوال شیطان ایک طرح کے تھے۔

ثبوت از کتب اہل سنت

ابن جوزی کی کتاب منتظم فی تاریخ الملوک والامم سے توضیح الور میں نقل ہوا ہے دفال قال لہ عمر فقال قول الشیطان) یعنی عمر کی باتیں بالکل ایسی تھیں کہ جیسے شیطان کی ہوتی ہیں جامع الصغیر میں ہے (عن عبدالصمد عن ابیہ قال ذکر لابی حنیفۃ قول قالہ عمر فقال قول الشیطان خلاصہ یہ کہ ابوحنیفہ کے سامنے کسی معاملہ میں قول عمر پیش ہوا آپ نے فرمایا یہ تو قول شیطان ہے ہم بھی امام اعظم کے خیال کی تصویب کرتے ہیں درحقیقت اُن کے اقوال ایسے ہی تھے کبھی آنحضرت کے بنی برحق ہونے میں مشکوک ہوئے گاہے انکو زغہ اعدا میں چھوڑ کر روبفرار ہوئے اور مثل مرز کوہی پہاڑ کی چوٹیوں پر اچکتے کودتے پھرے کبھی اسلام سے مستعفی ہوکر اپنے پڑانے بھائی بندوں میں جانے کا ارادہ کیا دیکھو مشعل ہدایت معروف بجواب امیوری مولفہ حقیر۔ کسی وقت نبی کو وصیت نامہ لکھنے سے روکا اور اُن کے کلام ہدایت نظام کو ہذیان بتلایا شاہصاحب نے بھی تحفہ کے باب دہم مطاعن عمر میں لکھا ہے کہ اگر

فی الواقع عمر نے وصیت آخر لکھنے میں روک ٹوک کی تو اُن کا یہ فعل شیطانی تھا مگر ہم
قبول نہیں کرتے کہ عمر سے ایسا فعل واقع ہوا ہو حقیر نے دلیل المتحیرین میں ثابت کر دیا ہے
کہ درحقیقت عمر صاحب نے نبی صلعم کو ہدایت نامہ نہ لکھنے دیا اور حضرت کو بالضرور ہذیان
گو کہا۔ پس ایسے شخص کے اقوال کو اگر امام اعظم نے شیطانی تجویز کیا تو کیا بیجا کیا سوائے
امام موصوف کے ہر صاحب عقل کہہ سکتا ہے کہ بے شبہہ اُنکو شیطنت میں پورا حصہ ملا تھا
(۸۴) ابوحنیفہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ سے اپنے علم وکمال کو افضل وبالا جانتے
تھے۔ اسی کتاب میں جسکا ذکر نمبر صدر میں کیا گیا ہے وعن حجوب بن موسیٰ قال
سمعت یوسف بن اسباط یقول قال ابوحنیفة لو ادرکنی رسول اللہ و
ادرکتہ لاخذ بکثیر من قولی یعنی ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ اگر حضرت میرے زمانہ کو
پاتے تو بہت سے اقوال میرے لیتے واقع میں نبی کو ابوحنیفہ ایسے معلم شریعت کی ضرورت
تھی۔ مگر نہ معلوم کہ معاذ اللہ خدا سے یہ کیا غلطی ہوئی کہ اُنکو قبل از نبی نہ پیدا کیا۔ خاتم
الانبیاء امام صاحب ہوتے اور آنحضرت اُن کے مسائل کا اتباع فرماتے۔ بقول امام غزالی
مصرحہ صدر تمام شریعت نبوی کو اُلٹ دیا مگر اب بھی امام صاحب کو افسوس ہی رہا کہ کاش
حضرت ہوتے تو مجھ سے بہت کچھ دینیات میں حاصل کرتے ہیں امام صاحب کو اطمینان دلاتا ہوں
کہ جناب متاسف نہوں گو ناساعدت قسمت سے حضرت کو آپکے پرنور زمانہ کا ادراک
نہیں ہوا مگر اُن کی امت صالحہ نے جمیع فنون دینی میں آپ ہی کے احکام کا اتباع کیا ہے
(۸۵) حضرت ابوحنیفہ حضرت خضر علیہ السلام کے اُستاد تھے

ثبوت از کتب اہل سنت

امام طحاوی جو کہ سنیوں کے یہاں نہایت مقدس مانے گئے ہیں وہ بہ مقام فضائل ابوحنیفہ
لکھتے ہیں کہ خدا نے اُنکو اپنی نعمات سے خاص حصہ دیا تھا۔ حضرت خضرؑ نے تیس برس ابوحنیفہ
سے اکتساب علوم کیا پانچ سال اُن کی زندگی میں اور پچیس سال قبر شریف سے حضرت

حضرت خضر علیہ السلام ہر روز اُن کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور شریعت محمدی کے
اداب و مسائل سیکھا کرتے تھے۔ پانچ سال تک یہ تعلیم جاری رہی اس اثنا میں ابو حنیفہ صاحب
کی وفات ہوگئی حضرت خضر کو استاد کے مرنیکا بڑا ہی صدمہ ہوا متردد ہوئے کہ اب کس سے علم
حاصل کروں بالآخر خدا سے ملتجی ہوئے کہ اگر تیرے نزدیک میری کچھ قدر و منزلت ہی تو استاد
کو زندہ کردے ورنہ میں علوم میں بیچارہ رہ جاؤں گا پردۂ غیب سے آواز آئی گھبراؤ نہیں
تم امام کی قبر پر جاؤ جیساکہ وہ زندگی میں آپ کو بتلاتے تھے اسی طرح قبر سے بتلائیں
گے خضر علیہ السلام پچیس برس تک قبر شریف سے استفادہ کرتے رہے عربی عبارت
جو اس کے متعلق ہے وہ نہایت طولانی ہے ابتدائی چند فقرات لکھے دیتا ہوں اعلم ان
اللہ تعالیٰ خصّ ابا حنیفۃ بالشریعۃ والکرامۃ ومن کراماتہ ان الخضر علیہ السلام
کان یجیئی الیہ کل یوم وقت الصبح ویتعلم منہ احکام الشریعۃ الی خمس سنین الی آخرہ
ان بے تکے مضامین کی نسبت اہل سنت ہی کچھ کہہ سکتے ہیں ہم جہلا اتالیق انبیاء کے بارہ میں
کہنے کے مجاز نہیں ہاں اتنا عرض کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جناب خضر علیہ السلام
حضرت ملک الموت سے کہتے کہ بھائی جس طرح مہربانی فرماکر آپ نے مجکو چھوڑ رکھا ہے اسی طرح
ایک بیس پچیس برس استاد سے بھی چشم پوشی کرو تاکہ میں دریات ختم کرلوں ممکن تھا کہ
ملک الموت ان کے کہنے سے سرتابی کرتے

(۸۶) حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابو حنیفہ کی مسائل میں اطاعت کریں گے۔

ثبوت از کتب اہل سنت

درمختار میں لکھا ہے کہ جسوقت جناب عیسیٰ علیہ السلام رونق افزائے خاکدان عالم ہونگے
تو انکا عمل ابو حنیفہ کے مسائل پر ہوگا عبارت یہ ہے حیث قال الی ان یحکم بمذہبہ عیسیٰ علیہ السلام

(۸۷) حضرت امام مہدی علیہ السلام ابو حنیفہ کے مسائل پر چلیں گے۔

ثبوت یہ مضمون بالا سنیوں کی معتبر کتاب میں ہے جسکا دل چاہے ردّ مختار کو دیکھ لے

(۸۸) ابوحنیفہ نہایت بے ادب اور نا سعادت مند تھے اپنے استاد کی خجالت کے پہلو کو ڈھونڈا کرتے تھے۔

عوام اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کے شاگرد تھے۔ اگر یہ بیان سنی صاحبوں کا صحیح ہے تو ابوحنیفہ صاحب پر لازم تھا کہ ہمیشہ اہلبیت نبوی کے سامنے مودب رہتے اور چونکہ انکو شاگردی کا بھی شرف حاصل تھا لہذا کبھی ایسی بات کے جویاں ہوتے جو کہ ائمہ کی تحقیر کا سبب ہوتا مگر یہ بزرگ ایسے شاگرد تھے کہ بہ خوشامد سلاطین ائمہ کی ذلت و خفت کے ذرائع پیدا کیا کرتے تھے۔ مسند ابوحنیفہ تالیف خوارزمی وغیرہ میں لکھا ہے کہ ابوحنیفہ نے طبیعت پر زور دے کر چالیس مسئلہ بہ اشارہ منصور دوانقی ایسے پیش کئے کہ جن کے جواب سے امام عاجز آجائیں گے اور اُن کی عزت جو امت کی نگاہ میں ہے وہ زائل ہو جائے گی مگر چشمہ علوم الہٰی کے سامنے ابوحنیفہ ایسے شخص کی کیا حقیقت تھی وارث علم نبی نے ہر مشکل مسئلہ کو ایسا سہل کر دکھایا کہ ابوحنیفہ کو سوائے اس کہنے کے کہ حضورؑ سے بہتر کوئی فقیہہ نہیں ہو سکتا کچھ نہ بن پڑا اہل سنت توجہ فرمائیں اگر بقول اُن کے ابوحنیفہ امام صادق علیہ السلام کے شاگرد مان لئے جائیں تو یہ کیسا بے ادب شخص تھا جس نے کہ اُستاد کی تذلیل کے وسایل محض بغرض خوشنودی حکام بہم پہنچائے۔

(۸۹) ابوحنیفہ کا فرعون کی نسبت کیا اعتقاد تھا آیا بحکم قرآن اُسکو کافر جانتے تھے یا بخلاف کتاب اللہ مومن

ثبوت از کتب اہل سنت

ردّ مختار میں ہے کہ قال ابوحنیفہ مات فرعون طاہرا و مطہرا یعنی ابوحنیفہ کا قول تھا کہ فرعون پاک و پاکیزہ دنیا سے رخصت ہوا امام صاحب کا عقیدہ بالکل خلاف قرآن و احادیث ہے اہل سنت اپنے پیشوائے ملت کے عقیدہ کو دیکھ کر خود ہی انصاف فرمائیں

(۹۰) بعض مسائل ابوحنیفہ کو ایک مکہ کے حجام نے بتلائے۔

ثبوت از کتب اہل سنّت

تاریخ صغیر بخاری میں ہے قال ابو حنیفۃ قدمت مکۃ فاخذت من الحجام ثلث سنن
ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ جب میں مکّہ میں گیا تو حجامت کے متعلق مجکو تین امر مسنونہ وہاں کے حجّام
نے تبلائے سبحان اللہ اہل سنت کا ایسا امام جسکو اعظم کا خطاب دیا گیا ہے معمولی مسائل سے
بھی ناواقف تھا ایک حجام نے اُن کو تبلایا کہ جناب آپ کو حجامت بنوانی نہیں آتی میں
اسکا قاعدہ عرض کرتا ہوں

(۱۹) امام ابو حنیفہ نے علم فقہ صرف روپیہ کمانے کے واسطے سیکھا تھا۔

ثبوت از کتب اہل سنّت

کتاب مختصر تاریخ بغداد میں لکھا ہے ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ جب میں نے علوم سیکھنے کا ارادہ کیا تو
اول اسباب کی جانچ کی کہ کس علم سے مجکو شہرت اور مفاد دنیاوی مل سکتا ہے بعض نے رائے دی
کہ تم قرآن سیکھو میں نے دریافت کیا کہ اُس کے سیکھنے سے نتیجہ کیا ہوگا۔ جواب ملا کہ کسی مسجد
میں بیٹھکر چار لونڈے گھیر لینا انکو پڑھانا حفظ کرانا بعض شاگرد ان میں ایسے بھی نکل
آئیں گے جو کہ تم سے قوت تحفظ و آداب قرات میں فایق ہوجائیں گے پھر آپ کا
شمار معمولی معلموں میں ہوگا پوری پوچھ گچھ اور آؤ بھگت نرہے گی اس سے میری طبیعت
ہٹ گئی علم حدیث و نحو و شعر و منطق کے متعلق مشورہ لیا وہاں بھی کوئی حسن نہ پایا
احباب نے رائے دی کہ تم علم فقہ کو لو اس سے مفاد کثیر ہوگا ہزاروں آدمی مسائل
پوچھنے آئیں گے فتاوے پر آپ کے دستخط ہوں گے اگر ایک طرف حکام دنیا کا ڈنکہ
بجے گا تو دوسری سمت آپ کا غلغلہ ہوگا امیر و وزیر شاہ و فقیر سب کی مرجعیت ہوگی
پس میں نے اسی کو پسند کیا عبارت عربی بخوف طوالت نہیں لکھی گئی ہے امام صاحب کے
جس مرید کو شک ہو اصل کتاب میں دیکھ لے حضرات اہل سنت غور فرمائیں کہ اُن کا
امام کیسا طالب دنیا تھا جس نے محض حصول شہرت و ناموری کے لئے اور علوم سے

پشت پھرائی اور صرف فتوے دینے پر تکیہ کر لیا۔

(۹۲) حضرت عمر آبدست لینا نہ جانتے تھے

ثبوت از کتب اہل سنت

جامع کبیر سیوطی میں ہے عن الزھری ان عمر ابن الخطاب الی الغائط وھو فی سفر ثم استنطان بالماء بین رجلتین فجعل رسول اللّٰہ یضحکون ویقولون توضاء کما توضاء المراۃ خلاصہ کلام یہ ہوا کہ ایک مرتبہ حالت سفر میں ان کو صحابہ نے آبدست لیتے ہوئے دیکھا تو خوب قہقہہ اڑایا حضرت کی عادت تھی کہ موقعہ معروف کو زمین پر رگڑ لیا کرتے تھے۔ یہ حرکت دیکھ کر صحابہ کو ہنسی آئی ہو گی وہ اسلام کا ایسا اولوالعزم خلیفہ جسکو (.....) دھونے کا بھی شعور نہ ہو۔

(۹۳) حضرت عثمان مرتدین ومردودین لوگوں کے پشت پناہ اور نگہدار تھے۔

ثبوت از کتب اہل سنت

روضۃ الاحباب ومعارج النبوۃ میں دربارہ (عبداللہ بن ابی سرح) لکھا ہے کہ وہ لکھا پڑھا آدمی تھا حضرت نے اسکو کاتب وحی مقرر فرمایا اس نے یہ سمجھ کر کہ حضرت امی محض ہیں چالاکی سے قرآن میں رد وبدل شروع کر دیا (عزیز حکیم) کی جگہ (علیم حکیم) لکھدیا ایک موقع پر لکھدیا کہ محمد جو کہتا ہے اسکو سمجھ کر نہیں کہتا میں جو چاہتا ہوں لکھدیتا ہوں نزول وحی میں میرا اور محمد کا ایک درجہ ہے آخر کار اسکی خیانت شعاری ظاہر ہو گئی حضرت کے خوف سے بھاگ کر مکہ گیا اور پورا مرتد ہو گیا بعد فتح مکہ حضرت نے اس کے قتل کا حکم جاری فرمایا وہ مردود حضرت عثمان کا برادر رضاعی تھا اُن کے گھر میں پناہ لی کچھ دن گذرنے پر جب حضرت نے اہل مکہ سے بیعت لی تو حضرت عثمان کو بھی موقع سفارش ملا مردود بھائی کو لا کھڑا کیا کہ حضور یہ بھی عذر مافات کر کے معافی خواہ ہے اس کی خطا سے درگذر فرما کر زمرۂ تابعین میں داخل فرمایئے حضرت نے اس راندہ درگاہ کو آنکھ اٹھا کر دیکھا اور کچھ نہ

فرمایا عثمان دالخاموشی نیم رضا سمجھ کر مستدعی ہوئے کہ حضور اسکا قصور معاف فرما دیجئے حضرت نے انکار کر کے تترشرد ہو کر فرمایا کہ تم میں کوئی ایسا نہ تھا کہ جسوقت میں نے ردّ سفارش کی تھی اسیوقت اُس کی گردن اوڑا دیتا مجکو پسند نہیں ہے کہ خائن سے چار چشم ہوں حضرت کے زمانہ تک تو عثمان چپ رہے ادھر اُدھر اسکو لگائے رکھا جب خود حاکم ہوئے تو مصر کا صوبہ کر دیا۔ مروان مطرود کے ساتھ جو سلوک کیا وہ عیاں ہے اہل سنت توجہ فرمائیں کیا خلفا ایسے ہی ہوتے ہیں جو بدمعاشوں کی اعانت کرتے ہیں ضرور ہے کہ عثمان مدام متردد و مگر بنی رہ کر سوچتے رہتے ہوں گے کہ کب دنیا کو چھوڑیں اور میں اپنے دوستوں کو جو کہ دشمن رسول ہیں مسلمانوں کا حاکم بناؤں کوئی عاقل آدمی ایسے شخص کو مسلمان نہیں مان سکتا۔

(۹۴) سنی کبھی محب اہل بیت نہیں ہو سکتا۔

ثبوت از کتب اہل سنّت

ابن خلکان وفیات الاعیان میں لکھتے ہیں کہ ایک شاعر علی بن جہم مکہ میں تھا وہ اپنے باپ کو لعن و نفرین کیا کرتا تھا کہ میرا نام کیوں اُس نے علی رکھا عالم موصوف شاعر مذکور کی برأت کرتے ہیں کہ اُسکا ایسا کہنا اعتراض کے قابل نہیں وہ جو علی سے ایسی نفرت رکھتا تھا کہ اُن کا ہمنام ہونا پسند نہ کرتا تھا اُس کی وجہ یہ تھی کہ تسنن اور محبت مرتضوی ایک قلب میں جمع نہیں ہو سکتی عبارت یہ ہے کان معذوراً فی بغض علی والانحراف عنہ لان محبتہ لا یجتمع مع تسنن گھر والے اپنے گھر کی بات کو خوب جانا کرتے ہیں ابن خلکان چونکہ اپنی اور اپنے ہمذہبوں کی قلبی حالت سے خوب آگاہ تھے لہذا اُنھوں نے فیصلہ کر دیا کہ جو شخص سنّی ہو اُس کے لئے بغض علی لازمی ہے۔ حقیر نے تقریر دلپذیر میں بوجوہات کثیرہ و عدیدہ ثابت کر دیا ہے کہ کبھی سنّی کے قلب میں خاندان نبوت کی محبت اپنا گھر نہیں کر سکتی۔ باانصاف اہل سنّت اسکا تصفیہ خود بھی کر سکتے ہیں اپنے قلوب کی جانچ کریں کہ حضرت امیر علیہ السلام کے واقعات از قسم فضائل و مراتب سنکر کہاں تک ان کی طباع مسرور ہوتی ہیں جن لوگوں نے بدا

خود خاندان نبوت کا قلع قمع کر دیا وہ مجوسی و یہودی نہ تھے انھیں سنیوں کے بھائی بند کہے جاتے ہیں ہر شخص میں اپنے بزرگوں کی کردار کا اثر کچھ نہ کچھ ہوتا ہے بس ضرور ہوا کہ سنیوں کے طبائع میں پچھلے لوگوں کے افعال نے کوئی رسوخ پیدا کیا ہو۔ تحیفہ نے رسالہ سجادیہ میں بحوالہ کتب سنیہ لکھدیا ہے کہ وہ سنی نہیں جس کے دل میں مرغی کے انڈے یا اقل مرتبہ جو کے دانہ کی برابر بغض مرتضوی نہو اہل سنت کے عناد کی ایک روشن دلیل یہ ہے کہ مخالفان اہلبیت کے ہر اس شخص کی جو کہ معاندانہ طریقہ سے بمقابلہ آل رسول کیا گیا ہے اصلاح وتصویب کرتے رہتے ہیں حتیٰ کہ یزید کے افعال قبیحہ پر حاشیہ تاویل چڑھا کر اسکو جرم نمایاں سے بری کرتے ہیں تا اینکہ الزام قتل سے اب مرزا حیرت نے اسکو بری ہی کر دیا اور سنیوں نے بصلہ انکار شہادت مرزا صاحب کو ماحی بدعت کا خطاب دیا اور خریداری کرزن گزٹ سے اُن کے خالی کیسہ کو بھر دیا۔ اگر عموماً اہل سنت موصوف الصدر کو واقعہ کربلا کے انکار میں کاذب ومفتری جانتے تو اُن کا اخبار پریس ہی پر سڑا کیا رہتا ایک بھی اُسکا خریدار نہوتا مگر انکار شہادت کی تاریخ سے اخبار نے وہ اشاعت پیدا کی کہ مرزا جی کے گھر پر چاندی کا بادل برسگیا۔

(۹۵) ائمہ اہلبیت مسائل دین میں اپنی رائے اور قیاس سے کام نہ لیتے تھے بلکہ مرتکب قیاس کو عامل بہ امر حرام بتلاتے تھے

ثبوت از کتب اہل سنت

دراسات اللبیب کے صفحہ (۲۳۔۲۴) پر لکھا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے امام ابوحنیفہ کو منع فرمایا کہ امور فقہی میں قیاس کو دخل نہ دیا کرو اول جس نے ایسا کیا وہ ابلیس تھا سوائے ازیں تمام اہل سنت کو اقبال ہے کہ ابوحنیفہ نے تمام مسائل میں قیاس سے کام لیا ہے۔ ملل ونحل کے صفحہ (۲۸) پر بھی لکھا ہے کہ مسائل شرعی میں امام موصوف کا مدار قیاس پر تھا۔ مولوی شبلی بھی سیرۃ النعمان کے صفحہ (۱۷۱) پر امام صاحب کے قیاسی اجتہاد کی تصدیق کرتے ہیں

بلکہ لکھتے ہیں کہ وہ اس روایت ہی کو قبول لفرماتے تھے جو کہ دور از قیاس ہو کتاب مذکور کے صفحہ (۱۴۵) پر یہ بھی لکھا ہے کہ ابو حنیفہ کو علوم دین میں جناب امام ابو حنیفہ علیہ السلام سے کوئی نسبت نہ تھی کیونکہ تمام علوم اہلبیت کے گھر سے نکلے ہیں جملہ علماء انھیں کے خوان نعمت کے ریزہ چین ہیں مولوی عبدالحق لکھنوی نے جو مقدمہ ہدایہ لکھا ہے اس کے صفحہ (۳۷) پر درج ہے ابن مسعود کا قول تھا کہ جس نے دینیات میں قیاس کو دخل دیا گویا اس نے حلال کو حرام کر دیا اور حرام کو حلال - میزان الشعرا کے صفحہ (۶۲) میں تحریر ہے کہ قیاس فی المسائل بدترین فتنہ ہے اور امور شرعیہ میں قیاس سے کام لینا بنیاد اسلام کا منہدم کر دینا ہے - شاہ عبدالعزیز دہلوی حجۃ البالغہ کے صفحہ (۱۵۸) پر بحوالہ امام غزالی لکھتے ہیں کہ بعد ختم زمانہ خلفاء راشدین علماء نے بنا بر حصول عزت و دولت مسائل فقہ میں قیاس سے کام لینا شروع کیا حضرات اہل سنت اپنی عقبیٰ پر رحم فرما کر ایسے شخص کی تقلید سے دست کش ہوں جس نے بخوشامد سلاطین صرف بہ نظر دنیا طلبی جامہ شیطنت کو بہت کھینچ تان کر زیب بدن فرمالیا تھا اوراق بالا میں کسی نمبر پر میں شاہ صاحب کی عبارت تحفہ سے نقل کر چکا ہوں کہ در بسیارے مسائل ابو حنیفہ وغیرہ از ائمہ اہلبیت اختلاف کردند " افسوس ہے کہ جس نے مسائل کثیرہ میں ان بزرگواروں سے اختلاف کیا کہ جن کے گھر سے علم نکلا تھا وہ سوائے ازیں اور کیا طریقہ اختیار کر سکتا تھا کہ شیطان مجسم ہو کر خلایق کو صحیح راہ سے جدا کر دیوے اگر سنیوں کو ایمان صحیح پر دنیا سے جانا منظور ہو تو میری تحریر کتب سے جانچ کر امام عامل بالقیاس کی طاعت سے باہر ہو جائیں۔

(۹۶) اہل سنت آنحضرت کو قبل از نبوت بُت پرست بتلاتے ہیں۔

ثبوت از کتب اہل سنت

تفسیر کبیر میں امام فخر الدین رازی بحوالہ امام سدی - تحت آیہ ووجدک ضالاً فہدیٰ تحریر فرماتے ہیں کہ قبل بعثت آنحضرت معاذ اللہ مثل سائر مشرکین بُت پرستی کرتے تھے

حضرات اہل سنت انصاف فرمائیں کہ بھلا نبی معصوم کی یہ ہی شان ہوتی ہے جسکو اُن کے مفسرین نے بیان فرمایا ہے واقع میں ایمان کامل اسکو کہتے ہیں شاہ صاحب نے بھی تحفہ کے باب ہفتم میں لکھا ہے کہ بوقت نبوت انبیاء کے لئے عصمت ضروری ہے اور قبل اس کے اُن کا شمار عوام الناس میں ہے۔

(۹۷) سنی آنحضرت کو پناہ بخدا شراب خوار بتلاتے ہیں۔

ثبوت از کتب اہل سنت

شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ میں بحوالہ مسند امام احمد حنبل یہ لکھتے ہیں کہ پیغمبر نے ایک موقع پر (فضیخ) جو کہ ایک قسم شراب کی ہے نوش فرمائی وہاں بہ نظر یادگاری ایک مسجد بنائی گئی اور اسکا نام مسجد فضیخ رکھا گیا واہ رے سنیو نبی کی کیا ہی عزت کی ہے بت پرست و شراب خوار سب کچھ بنا دیا یہاں تک لکھدیا کہ حضرت نے خود بھی ناچ دیکھا اور اپنے کاندھے پر چڑھا کر بی بی عائشہ کو بھی دکھایا دیکھو مشکواۃ شریف کا صفحہ (۵۵۰) یہ مضمون دیگر کتب اہل سنت میں بھی درج ہے ناچ رنگ لہو و لعب لازمۂ شراب خواری سے ہے جس نے شراب پی وہ تمام بیجا حرکات کا مرتکب ہوا اب بھی اکثر شرابی کبابی مطلق العنان اپنی عورات کو ساتھ لئے ہوئے بازاروں کا سیر کراتے ہوئے پھرا کرتے ہیں۔ (۹۸) تمام مفسدوں کی جڑ عائشہ صاحبہ کے گھر میں تھی۔

ثبوت از کتب اہل سنت

صحیح بخاری میں ہے حدثنا موسیٰ بن اسمٰعیل نا جویریہ عن نافع عن عبداللہ قال قام النبی صلی اللہ علیہ وسلم خطیبا فاشار نحو مسکن عائشہ فقال ھنا الفتنۃ ثلثا من حیث یطلع قرن الشیطان۔

صحیح مسلم عن ابی عمر قال خرج رسول اللہ من بیت عائشۃ فقال راس الکفر من ھھنا من حیث یطلع قرن الشیطان۔

ہر دو روایات بخاری و مسلم عبداللہ ابن عمر سے ہیں بخاری کے مضمون کا یہ خلاصہ ہے کہ
آنحضرت صلعم خطبہ پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے اور عائشہ کے گھر کیطرف اشارہ کر کے
فرمایا کہ اس گھر میں فتنہ ہے اور تین مرتبہ فرمایا کہ شیطان کے سینگ اسی گھر سے نکلیں گے
مسلم کی حدیث کا یہ مطلب ہے کہ حضرت خانہ عائشہ سے برآمد ہوئے فرمایا کہ راس الکفر
اسی جگہ سے یہیں سے شاخ شیطان نکلے گی۔ شاہ صاحب نے تحفہ کے باب دہم میں عائشہ کے
نویں طعن پر لکھا ہے کہ حضرت نے اثنار خطبہ میں جانب شرق اشارہ کر کے فرمایا تھا کہ
اس جگہ سے شاخ شیطان برآمد ہوگی اتفاقیہ اسی سمت میں خانہ عائشہ واقع تھا اس واسطے
لوگوں کو واہمہ ہو گیا۔ شاہ صاحب چونکہ صاف و صریح بات پر خاک ڈالنے والے ہیں
لہذا انھوں نے یہ شاخ نکالدی افسوس ہے کہ احادیث مسلم و بخاری پر صاحب تحفہ نے
نظر نہیں ڈالی جن میں خصوصیت کے ساتھ عائشہ کی دولت سرا کا ذکر ہے مقابلہ صحیحین شاہ
صاحب کی توجیہات بے اصل محض ہیں انشاءاللہ واقعات سے بھی دکھلائے دیتا ہوں
کہ بے شبہہ حضرت عائشہ کا دولتخانہ تمام مفاسد اسلام کا گہوارہ تھا درخت فتنہ نے انہیں
کے گھر میں اپنے ریشے گاڑ رکھے تھے معظمہ کی ذات بزرگ خود منبع مفاسد تھی اگر دوں میں
حضرت عمر اور عور تو میں یہ مادر نامہربان نہ ہوتیں تو اسلام میں کوئی جھگڑا ہی نہ ہوتا اسامہ
کے کوچ کئے ہوئے لشکر کو ایک پڑاؤ سے انھیں کی خفیہ ڈاک نے واپس کیا آنحضرت کے
کلام ہدایت نظام پر افترا ہذیان انھیں کے مقدس حجرہ میں لگایا گیا۔ رسولخدا صلی اللہ
صلی اللہ علیہ و آلہ ہدایت امت کے لئے وصیت نامہ لکھنے سے وہیں روکے گئے حضرت صدیق
کے لئے امامت نماز کا جھوٹا فرمان انھیں کے دستخط سے جاری ہوا۔ ہر ضرورت کی حدیث
انھیں کے مادہ سے نکلی حضرت علی سے جنگ کرنیکو اسی گھر سے ہودج میں سوار ہوئیں اور
امام حسن علیہ السلام کے جنازہ پر تیرباراں کرانیکو اسی ڈھوڑی سے خچر کو مہمیز کیا غرضکہ حسب
ارشاد ختمی مرتبت علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر بدی نے انہیں کے گھر سے سر ابھارا افسوس ہے کہ

حضرات اہل سنت ایسی معیوب طرفداری کو عین ایمان جانتے ہیں۔ خلفاء ثلاثہ میں ذاتی طور پر نیابت نبی کرنیکا مادہ نہ تھا بلکہ وہ ایک مشین تھے جب تک کوئلہ پڑتا رہا انجن چلا گیا اور جب ختم ہوا بند ہو کر بیکار ہو گئے۔

ثبوت از کتب اہل سنت

صحیح بخاری میں انس سے ایک روایت وارد ہوئی ہے جسکو قسطلانی شارح بخاری نے اپنی شرح کے جلد ۸ میں جو کہ کانپور میں طبع ہوئی ہے صفحہ (۳۶۶) پر لکھا ہے کہ آنحضرت کے ہاتھ میں ایک انگوٹھی رہتی تھی۔ اُن کی وفات کے بعد ابوبکر کے پاس آئی زاں بعد عمر پس ازاں عثمان اس کے مالک ہوئے۔ ابتدائے خلافت سے چھ برس تک وہ ہی انگوٹھی اُن کے ہاتھ میں رہی ساتویں سال خلافت میں وہ اسطرح جاتی رہی کہ ایک روز چاہ اریس پر بیٹھے ہوئے حضرت عثمان اس انگوٹھی کو کبھی انگلی سے نکال لیتے تھے اور گاہے پہن لیتے تھے۔ اسی ردّ و بدل میں وہ ہاتھ سے چھوٹ کر کنوئیں میں گر گئی انس کہتے ہیں کہ ہم تین دن تک برابر دوڑ دھوپ کرتے رہے تمام پانی کھینچکر باہر پھینکدیا مگر انگشتری کا پتہ نہ ملا۔ آخر کار تھک کر بیٹھ رہے اُسی روز سے امر خلافت کو زوال آتا گیا اقبال نحوست سے بدل کر درجہ انحطاط پر پہنچ گیا بالآخر نتیجہ یہ ہوا کہ تمام ممالک میں فتنہ برپا ہو کر مفسدہ پھیل گیا اور فرجام کار عثمان قتل ہو گئے شارح موصوف اس کے آگے لکھتے ہیں کہ اس انگشتری میں ایک خاص صفت تھی اور وہ ایسی تھی کہ جیسی حضرت سلیمان کی انگوٹھی میں تھی جبتک وہ انگشتری حضرت سلیمان کے ہاتھ میں رہی برابر اجنہ دد یو دیری اُن کے تابع رہے اور جسوقت وہ کھوئی گئی سلیمان علیہ السلام ایک معمولی آدمی رہ گئے۔ اس روایت سے چند باتیں پیدا ہوتیں اول یہ کہ نبوت و خلافت فی نفسہ کوئی چیز نہیں اگر وہ انگوٹھی ہاتھ میں ہوتی تو نبی و خلیفہ ورنہ محض بیکار جیسا کہ بعد گم شدگی عثمان و سلیمان ہو گئے دوم یہ کہ حضرت امیرؑ کو جو اہل سنت چوتھا خلیفہ بتلاتے ہیں یہ

بالکل غلط ہے اُن تک تو اس انگوٹھی کا جس پر بناء خلافت ملکہ نبوت تھی اثر بھی نہ پہنچا تھا۔ سوم حضرت عثمان نے کم و بیش ۱۲+۱۳ برس تک خلافت کی چھ برس تک تو خلیفہ برحق رہے اور بعد ازاں ناجائز بلکہ باعث ضعف اسلام چہارم پچھلے حصّہ خلافت میں عثمان صاحب نے دین کے متعلق جو جو کام کئے وہ ایام معزولی کے تھے جو کہ ناجائز محض سمجھے جائیں گے پنجم یہ کہ حضرت عثمان نے عطیہ قدرت کی کچھ قدر نہ کی اور اس کو اس طرح ضائع کر دیا کہ جیسے نادان بچے مٹی کے کھلونے توڑ پھوڑ کر دیا کرتے ہیں ششم اپنے بعد والے مسلمانوں کے حقوق کو طفلانہ حرکات سے حضرت عثمان نے پامال کر دیا اگر وہ انگوٹھی نہ کھوتے تو دیگر اشخاص بھی فائدہ اُٹھاتے اور نہیں تو مروان بہنوی کی میراث پا کر منقل خلیفہ ہوتے۔ ہفتم حضرات اہل سنت جو ایک حدیث بیان کرتے ہیں کہ اسلام کی چکی بتیس برس تک چلے گی اس کے بعد ملوک (عضوض) یعنی کٹکھنے بادشاہ ہوں گے وہ سی سالہ بندوبست ٹوٹ گیا۔ کیونکہ وہ مشین بیسویں برس سے بیکار ہو گئی جس پر خلافت گھوم رہی تھی بہ ایں عنوان بعد تلف ہونے انگوٹھی کے جتنی مدّت تک عثمان خلیفہ رہے اُن کا شمار کٹکھنوں ہی میں ہو گا حضرات اہل سنت براہ کرم اس حدیث کی تفریعات پر نظر توجّہ مبذول فرمائیں۔

(۱۰۰) تمام دنیا میں کمتر اہل سنت ایسے پائیں گے جن کا نکاح قائم رہ کر اولاد بوجہ حلال ہوئی ہو۔

ثبوت از کتب اہل سنّت

حضرات اہل سنّت کی ایک کتاب متعلق بہ مسائل فقہ حنفیہ مسمّی بمرفاہ المسلمین ہے حقیر بلا تصرف ذاتی اصل عبارت نقل کرتا ہے جسکو ضرورت ہو کتاب محولہ سے مطابق کر لیوے

(۱) جس شخص نے گانا ڈوم سے سنا یا اور کسی سے (رنڈی وغیرہ) یا اور کوئی فعل حرام دیکھا پھر اس کو اچھا جانا اور تحسین کی خواہ اعتقاد سے یا بغیر اعتقاد سے تو وہ شخص فوراً

مُرتد ہو گیا اور اُسکی زوجہ کو طلاق باین ہو گئی اور اگر وہ توبہ و استغفار نہ کرے تو اُس کا گردن مارنا وقتل کرنا واجب ہے اور علاقہ جورو و خاوند ہونے کا درمیان سے ٹوٹ جاتا ہے صفحہ (۱۲۵) از سطر ۱۵ تا ۲۱ -

(۲) رسوم ذیل کے عمل میں لانے سے نکاح درست نہیں رہتا اور وہ نکاح اہل اسلام سے نہیں اور اگر اس نکاح سے فرزند پیدا ہوا تو شریعت میں اُسکا نسب ثابت نہوگا اور اگر نسب ثابت ہو تو وہ فرزند حرامزادگی سے منسوب ہو۔ تفصیل رسوم جن سے نکاح باطل ہو کہ مسلمان کی اولاد ولدالزنا ہوتی ہے - (۱) مرد وعورت کا کنگنا باندھنا (۲) (۳) جلوہ دینا (۴) دولہا کے سر پر دامنی یعنی آنچل ڈالنا - (۵) دولھن کا انگوٹھا دودھ پانی سے دھو کر دلھن کو پلانا (۶) دولہن کے بدن پر جابجا نبات رکھ کے دولھا کے مُنہ سے اُٹھوانا اور کھلوانا (۷) دولھن کے ہاتھ پر کھیر رکھ کر دولھا سے چٹوانا (۸) دولھا کے گلمیں سُرخ کلاوہ جلوہ کے وقت ڈالنا صفحہ ۳۷ تا ۴۳ سوائے ازاین اور چند باتیں متعلق بہ شادی لکھی ہیں جنکا بیان موجب طوالت ہے مثلاً عورتوں کا پھولوں کے سات چھڑیوں سے دولہا کو مارنا - ڈومنیوں کا تقریب شادی میں گانا - ملاحی سننا وغیرہ وغیرہ ان سب کے عمل میں لانے سے نکاح ساقط ہو جاتا ہے اور جب تک توبہ و تجدید نکاح نکرے اور عورت سے مباشرت کرتا رہے تو وہ سب داخل زنا رہے اور اولاد حرامی ہے صفحہ (۶۸ و ۶۹) للمولف - فقیہہ صاحب کی تحریر میں بعض باتیں ایسی ہیں جنکا عمل فی الواقع ناجائز محض ہے مثل گانے بجانے کے اور بعض فضول ولاطائل مثل کھیر کھانے و کنگنا باندھنے و چھڑیاں مارنے کے - میں بھی ان باتوں میں جو فضول و ناجائز ہیں فقیہہ صاحب سے صرف اُن کی حرمت و ناجوازی میں متفق ہوں - مگر تعجب اسپر ہے کہ بیچاری زوجہ نے کیا قصور کیا جو ناکردہ گناہ پردہ میں بیٹھی ہوئی رانڈ ہو گئی اور اولاد جسقدر ہوئی وہ سب حرامی جو حضرات اہل سنت امور بالا کے مرتکب ہوئے ہیں یا تاریخی طور پر اپنے آبا و اجداد کا حال سنا ہی

وہ بجائے خود اندازہ کرلیویں کہ اُن کے بزرگ اور وہ خود اور اولاد کیسی پاک و طیب ہے
فقیہہ صاحب کے بزرگ بھی چونکہ ہندوستان زاد تھے عجب نہیں کہ اُن کی شادیوں میں
بھی یہ محرمات واقع ہوئے ہوں بد اہلسنت جو ہندوستان میں غالباً ایک سنی بھی ایسا نہو گا
جو ان محرمات سے بچا ہوئی کے لئے عداوت اہلبیت حسب صراحت نمبر ہائے بالا لازمی
ہے اور عدوئے خاندان رسالت کا حرامی ہونا بھی ایک امر لابدی ہے پس جو سنی کہ عامل
برسومات قبیحہ ہو کر اپنی زوجہ کو طلاق باین دے چکے ہیں وہ عداوت اہلبیت کا ثمرہ
اپنے ہی علمار کے بیان سے اٹھا چکے ہیں ع اپنا ہی چہرہ جلگیا اپنے چراغ سے۔
(۱۰۱) اہل سنت نے عداوت اہلبیت سے اپنے اعمال نماز کو خراب کردیا جس سے اُن کی
تمام عبادات باطل ہوگئیں۔

ثبوت از کتب اہل سنت

میں اس موقع پر اگر اُن تمام باتوں کو بہ تفصیل لکھوں جنکو کہ اہل سنت نے اپنی کتابوں میں لکھ
کر بھر بقصد و عداوت اہلبیت راہ کج اختیار کی ہے تو ایک نوع کی طوالت ہوگی لہذا مشتے نمونہ
از خروارے صرف ایک وضو کے متعلق کچھ عرض کرتا ہوں تمام اعمال میں اول درجہ کی عبادت
نماز ہے جس کی یہ طاعت مقبول ہوگئی اُس کے جملہ عمل صحیح و قابل قبول سمجھے جائیں گے
نماز کا مقدمہ یعنی ابتدائی فعل وضو ہے پس جس کی وضو مطابق قرآن ہوگی اس کی نماز
بھی واجب طریقہ پر ادا کی ہوگی میں امید کرتا ہوں کہ تمام فرقہائے اسلام میں میرے
تقریر کے اتفاق سے کیسکو انکار نہو گا خدائے پاک اپنے مقدس کلام میں ارشاد فرماتا ہے
فاغسلوا وجوھکم وایدیکم الی المرافق وامسحوا برؤسکم وارجلکم الی الکعبین اس آیۂ وانی
ہدایہ کے یہ معنی ہوئے اے مسلمانوں دھوؤ تم اپنے مُنہ اور ہاتھوں کو کہنیوں تک اور مسح کرو
اپنے سروں کا اور تا بعین پیروں کا ہرچند کہ یہ آیہ از جملہ آیات محکمہ ہے کوئی موقع متشابہ
وغیرہ کا نہیں ہے ادنیٰ سلیم العقل عربی دان سے اس کے معنی اگر دریافت کئے جائیں گے

تو سوائے اس کے کچھ نہ کہ سکیگا جنکو میں اوپر عرض کر چکا ہوں۔ مگر حضرات اہل سنت کے آئمہ نے بہ مخالفت خاندان نبوت ایسی صاف و صریح غیر ماول آیت کے عملاً باطل کرنے میں وہ کوشش بلیغ کی ہے کہ اپنی عبادت کی صحت سے ہاتھ دھو بیٹھے آیت میں صرف مُنہ دھونے کا حکم ہے انھوں نے مُنہ کے ساتھ کان تک شامل کر لئے ہاتھ دھونے میں (الی المرافق) کو بمعنی انتہائے غایت سمجھ کر الٹا دریا بہا دیا سر کے مسح میں گردن و گُدّی و کنپٹی وغیرہ سب کو گھیر لیا پیروں کو بجائے مسح دھونا شروع کر دیا بنتیجہ باتباع آیہ (وجوہکم) میں وہ حصہ مُنہ کا دھوتے ہیں جو کہ فی الواقع ہے اور (الی) کے معنی واقعی سمجھ کر سیدھی طرح سے ہاتھوں کو دھوتے ہیں سر کے مسح میں صرف اُس جزو پر ہاتھ پھیرا ہے جو کہ فی الحقیقت سر کہا جاتا ہے پیروں کا بحکم آیت مسح کرتے ہیں نہ کہ غسل ہر بات کو علی الترتیب دکھاتا ہوں تاکہ اہل نظر کی نگاہ میں واقعہ اصلی تصویر بنکر کھڑا ہو جائے۔

اول مُنہ دھونا

اس کے متعلق یہ جملہ ہے فاغسلوا وجوھکم (یعنی دھوؤ تم اپنے مُنہ کو) اسجگہ یہ بات دیکھنی ضروری ہے کہ (وجہ) کسکو کہتے ہیں منتہی الارب کتاب لغت میں ہے وجہ روئے ہر دوم مواجہت رو یا روئے کردن (قاموس میں ہے) لقیتہ وجاہا ومواجہتہ وجہ اُسکو کہتے ہیں جو کہ باہمدگر کلام کرتے وقت سامنے ہو وجہ ماخوذ ہے مواجہت سے پس اس سے مُنہ کا وہ جزو مُراد ہے جو کہ باتیں کرنے میں محاذی ہو واضح کہ اس چھوٹے سے ٹکڑہ میں چند چیزیں شامل ہیں اول (اذنین یعنی دو نو کان (دوم صدغین) کنپٹیاں سوم (عذارین ہر دو رخسارے چہارم روجبہ (پیشانی یعنی سامنے والا حصہ سنیوں کے امام اعظم نے مُنہ کو کان سے دوسرے کان تک قرار دے کر اُس کے دھونے کا حکم دیا ہے چنانچہ مشاہدہ میں آتا ہے کہ جب دونوں ہاتھوں میں پانی لیکر سنی صاحب مُنہ دھوتے ہیں تو کان تک نہیں چھوڑتے۔ چنانچہ شرح وقایہ میں یہ مقام ترکیب وضو لکھا ہے

غسل الوجه من الشعر الى الاذن واسفل الذقن فيكون ما بين العذار والاذن
داخلاً فی الوجه کما ھو مذھب ابو حنیفہ و محمد خلاصہ مطلب یہ ہوا کہ کان اور ٹھوڑی
تک ابو حنیفہ و محمد کے نزدیک وجہ میں داخل ہے۔ عبارت بالا پر چلپی نے جو حاشیہ لکھا ہی
اسکو اردو میں بیان کرتا ہوں۔ کان اور رخسارہ کے بیچ میں جو سفیدی ہے وہ ابو حنیفہ
و محمد کے نزدیک وجہ میں داخل ہے اسیواسطے اُنھوں نے وہاں تک مُنہ دھونا تجویز کیا ہی لیکن
امام ابو یوسف نے فرمایا ہے کہ حد مذکور تک مُنہ کا دھونا فرض نہیں ہے کیونکہ رخسارے اور
کان حدود وجہ میں داخل نہیں ہیں اُس سے باہر ہیں اور امام مالک کے نزدیک (وجہ) کی حد
غایت رخسارہ ہے لہذا وہیں تک غسل واجب ہے۔ شیعہ مُنہ کی حد وہی جانتے ہیں
جسکو امام ابو یوسف و امام مالک بھی تسلیم و تصدیق کرتے ہیں حضرات امامیہ چہرہ کے اُس
رقبہ پر جو کہ انگشت نر اور انگشت میانہ کے بیچمیں آجائے بحکم آیہ اطلاق وجہ کرتے ہیں
جس کے مؤید سنیوں کے آئمہ بھی ہیں مگر شاہ صاحب نے اپنی کُتب سے بے خبر ہو کر لکھا ہے کہ شیعہ
نے انگوٹھے اور بیچ کی انگلی سے مُنہ کی حد قایم کرکے قرآن کی مخالفت کی ہے۔ اہل انصاف
غور فرمائیں جبکہ حسب صراحت بالا اہل لغت نے وجہ کی حد غایت وہ تجویز کردی جو کہ ہنگام
تکلم و تخاطب سامنے واقع ہو نیز امام یوسف و امام مالک بھی اُسکی تصویب کرتے ہیں تو شاہ
صاحب اعتراض کرنے میں کس حد تک صحیح القول متصور ہو سکتے ہیں لازم تھا کہ اپنے دونوں
اماموں کو مجرم بہ تحدید وجہ قرار دیتے افسوس ہے کہ صاحب تحفہ نے بلا معاینہ کتب خود بیجا
اعتراض وارد کرنے میں سخت تعصب سے کام ہے کہ افراد ناواقفین میں اپنا چہرہ لکھا یا
مجکو سخت تعجب ہی کہ شاہ صاحب کیسے عالم تھے جنکو اپنی معمولی کتابوں سے بھی اطلاع نہ تھی
فتح الباری شرح بخاری میں لکھا ہے کہ مُنہ دھونے کے متعلق علمار کے چار قول ہیں
بعض رخسارہ سے رخسارہ تک اور بعض کانوں سے کانوں تک بعضوں کا قول ہے کہ ڈاڑھی والے
تو رخسارہ تک دھوئیں اور بے ریشہ کان تک چوتھا قول یہ ہے کہ کان اور کنپٹی کا

دھونا سنت ہے فرض نہیں جو اعتراض کہ تحدید وجہ کا شاہ صاحب نے ہم پر کیا تھا وہ حسب صراحت فتح الباری اُن کے جملہ علماء پر وارد ہو گیا جنھوں نے مختلف طریقوں سے مُنہ کے حدود کو بیان کیا ہے الحاصل جو گروہ کہ سینوں میں اسبات کا قایل ہوا ہی کہ رخسارہ سے رخسارہ تک دھونا واجب ہے اُس کے قول سے ہمارے طریقہ کو پوری مناسبت ہی - انگشت نر اور وسطیٰ کے بیچ میں وہ ہی جگہ اٹکتی ہے جسکو رخسارہ کہا جاتا ہے جبکہ ہمارے طرز عمل کا ثبوت کُتُب اہل سنت میں بہ صراحت موجود ہے تو پھر اعتراض کیسا علاوہ بریں ثبوت وجہ میں ایک اور بات دکھلاتا ہوں اہل سنت عموماً اہل حضرات ثلاثہ کو رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کو کرم اللہ وجہ کہتے ہیں اس خطاب کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ خدا نے اُن کی پیشانی کو سجدہ اصنام سے بچایا یعنی یہ کہ ثلاثہ نے بتونکو سجدہ کیا مگر علی نے سوائے معبود حقیقی کبھی کسی کے آگے سر نہیں جھکایا - دیکھیے چونکہ اصل مقام سجدہ پیشانی ہے اور یہ ہی مقام حسب صراحت بالا بوقت تخاطب ایک دوسرے کے مقابل ہوتا ہے لہذا وجہ کہا گیا - جبکہ امام ابوحنیفہ نے (وجہ) کی حد غایت کان سے کان تک تجویز کی ہے تو لازم ہے کہ سجدہ میں بھی یہ ہی عمل کریں -

دوم ہاتھ دھونا

ہاتھوں کے متعلق آیہ وضو میں یہ الفاظ وارد ہوئے ہیں (وایدیکم الی المرافق) یعنی دھوؤ تم اپنے ہاتھونکو کہنی تک حضرات حنیفہ لفظ (الی) کے معنی انتہائے سمجھ کر اُلٹا پلٹا وضو کرتے ہیں یعنی پہنچے سے کہنی کی طرف پانی لے جاتے ہیں حالانکہ یہ امر بالکل خلاف عادت ہے ہاں اگر لفظ مذکور کے معنی محض انتہا ہی پر محصور و محدود ہوتے اور کوئی دوسرے معنی اہل لغت نے اُس کے نہ بیان کئے ہوں تو شاید سینوں کا بیان صحیح سمجھا جاتا - مگر افسوس ہے کہ انھیں کے مفسرین و اہل لغات لفظ (الی) کے چند معنی بیان کر رہے ہیں میں اس موقع پر دو ایک آیات قرآن پیش کرتا ہوں جن میں لفظ

دالی) شامل ہے۔ مگر اُسجگہ انتہا کے معنی چسپاں نہیں ہو سکتے بلکہ مفسرین اہل سنت نے اُس کے دوسرے معنی بیان فرمائے ہیں

آیات قرآن

لا تاکلوا اموالھم الی اموالکم اس جگہ لفظ متنازعہ بہ معنی انتہا و غایت مستعمل نہیں ہوا بلکہ (مع) کے ساتھ تعبیر ہوا ہے۔ **دوم** (من انصاری الی اللہ) یہاں عند اور مع موزون ہے نکہ انتہا تفسیر جلالین میں آیہ وضو کی تفسیر متعلق بہ لفظ (الی) (مع) سے کی گئی ہے چنانچہ لکھا ہے (الی المرافق ای معہا کما بین السنتہ) یعنی اے المرافق سے مراد مع المرافق ہی کیونکہ فعل رسول سے یہ ہی ظاہر ہوا ہے مراد یہ کہ آنحضرت کہنی سے وضو شروع کرتے تھے نہ یہ کہ الٹا نیچے سے تا بہ کہنی۔ اہل سنت کو دیکھنا چاہیئے کہ فعل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس گروہ کی وضو سے مطابقت رکھتا ہے امام فخرالدین رازی تفسیر کبیر میں رقمزن ہیں کہ ہاتھوں کا مع مرفق دھونا صحیح ہے شرح وقایہ میں لکھا ہے فرض الوضوء غسل الوجہ من الشعر الی الاذن واسفل الذقن والیدین مع المرفقین یعنی منہ کا دھونا بالوں سے کان اور ٹھوڑی کے نیچے تک فرض ہے اور ہاتھوں کا مع کہنے کے دیکھو ایک لفظ الی نے اپنے اپنے موقعہ پر جدا معنی پیدا کردئے شرح مأتہ عامل میں جسکو مدارس کے لڑکے پڑھا کرتے ہیں لکھا ہے کہ (الی) مصاحبت کے لئے بھی آتا ہے یعنی بمعنی (مع) ابن حزم نے جو کہ بڑے محقق و محدث و فقیہہ ہیں کتاب محلی میں نہایت تفصیل سے زبان عربی الی کے متعلق لکھا ہے اُس کا ترجمہ صحیح اسجگہ لکھا جاتا ہے) جو لوگ کہ نیچے سے شروع کر کے کہنی پر غسل یدین ختم کرتے ہیں وہ علم عربی کی توسیعات سے ناواقف محض ہیں کیونکہ (الی) چند معنی رکھتا ہے انتہا۔ غایت۔ مع۔ عند۔ ابتدا۔ ان چند معنی کے لفظ کو بلا قرینہ مقام مخصص کرنا فضولی ہے جو لوگ کہ الی کو بہ معنی انتہا سمجھ کر وضو کرتے ہیں انکو لازم ہے کہ شانہ سے کہنیوں تک دھوویں۔ کیونکہ عرفاً ہاتھ کی ابتدا شانہ

سے ہے اس عنوان سے جب دھویا جائے گا تو بغل سے کہنی تک ارسال مار کر نا پڑیگا
(الی) کو اگر بہ معنی انتہا استعمال کیا جائے تو کہنی سے شانہ تک پانی لیجانا ہوگا۔ اسفل سے اعلےٰ
کو پانی کا چڑھاؤ متعذر اور خلاف وضع طبعی ہے اور اعلیٰ سے اسفل کو لے جانا نہایت
سہل اور مطابق عادت انسانی ہے میرے نزدیک حق یہ ہے کہ بحکم آیت وعادت بشری
کہنی سے پہنچے تک دھونا صحیح ہے اور اس کے خلاف غلط انتہیٰ کلامہ) ہر چند کہ اہل سنّت
کے فقیہہ کا بیان نہایت ہی صاف ہے۔ لیکن حقیر کچھ اور توضیح کئے دیتا ہے تاکہ
ہر شخص اچھی طرح سمجھ جائے ہر انسان کی عادت وجبلت میں داخل ہے کہ ہمیشہ
اعضا کو اسفل کی طرف دھوتا ہے۔ پانیکا بھی یہ ہی خاصّہ ہے کہ سراشیب جگہ پر
بہتا ہے (اوپر سے نیچے کو) مثلاً اگر زید بکر کو حکم دے کہ گھٹنوں تک پیر دھو
ڈالو یا یہ کہ گردن تک بدن صاف کرو یا یہ کہ شانوں تک ہاتھ دھوؤ تو لازم
ہوگا کہ بکر مذکور ہر عضو متذکرہ سے شروع کرکے نیچے تک پانی بہائے ہاں اگر امام
اعظم صاحب سے ایسا کہا جائے تو وہ اُلٹا دریا بہانے کا تہیہ کریں جیسا کہ وضو میں
کیا جاتا ہے میں حیران ہوں کہ امام اعظم کس سمجھ کے آدمی تھے کہ اپنے مقلدوں
کو الٹا حکم دے گئے اور تابع ومرید کس فہم کے ہیں کہ بلا سوچے سمجھے آج تک اُسی
چال پر چلے جاتے ہیں اگر کسی جاروب کش سے کہا جائے کہ مکان کو صدر دروازہ
سے تا حد دالان ایسا صاف کرو کہ ایک تنکہ نظر نہ آئے تو کیا وہ دروازہ سے
بھارتا ہوا دالان تک جائے گا یا دالان سے دروازہ تک اگر خلاف راہ اختیار کرے
گا تو تمام دروازہ اور صحن کا کوڑا کباڑ اسکو دالان میں لیجانا ہوگا اور وہاں سے
ٹوکردں میں بھر کر مزبلہ پر لیکن میری دانست میں کوئی دیوانہ شخص بھی ایسی اولٹی جھاڑو
دینا پسند نہ کرے گا۔ بڑی خیر گذری اگر خدا یہ حکم دیتا کہ گردن سے گردن تک دھلوائی تا ناخن
پا دھودو تو امام صاحب اپنے مقلدوں کو مثل چمگادڑ الٹا لٹوا کر پیر کے انگوٹھے سے

سوم سر کا مسح

آیۂ وضو میں اس کے متعلق یہ جملہ ہے (وامسحو برؤسکم) یعنی مسح کرو تم اپنے سروں کا آیۂ مبارکہ میں مقدار سر کے لئے کوئی تعین وتخصیص نہیں اور نہ احادیث مسلم وبخاری میں کسی جگہ اس کی حد معیّن کی گئی ہے لیکن امام ابوحنیفہ نے اپنے قیاس سے چوتھائی سر کا مسح تجویز کیا ہے چنانچہ شرح سفر السعادۃ میں لکھا ہے کہ نزد ابوحنیفہ فرض مسح چہارم حصہ سر است کتاب مالابد میں یہ بھی ہے کہ مسح چہارم حصہ سر فرض است) شاہ صاحب نے منہ دھونے میں ہم پر تحدید مقام کا اعتراض کیا تھا اُن کے امام نے جو چوتھائی سر کا مسح تجویز کیا ہے نہ معلوم مریدان شاہ صاحب اس تحدید وتعین کی نسبت اپنے امام کا تخطیہ کریں گے یا اُن کی روح کو سورۂ فاتحہ سے مثاب فرمائیں گے اگر امام موصوف کی تصویب رائے کی گئی تھی تو سخت ناانصافی ہوگی کیونکہ ہم بجرم تحدید وجہ شاہ صاحب کے نزدیک معتوب اور امام ابوحنیفہ اسی قسم کا جرم کرنے سے ممدوح ۔ شیعہ کے یہاں آدھے ۔ تہائی چوتھائی سارے کی کوئی شرط نہیں بلکہ صرف اس قدر ہے کہ ایسے موقع پر مسح کیا جائے جس پر سر ہونے کا اطلاق ہو جو عنوان کہ مسح سر کا ہمارے یہاں متداول ہیں وہ ہی امام شافعی کے یہاں ہے بلکہ وہ تو ایک دوبال کا بھی زیر مسح آنا کافی جانتے ہیں چنانچہ شرح وقایہ میں لکھا ہے المفروض فی مسح الراس ادنی یطلق علیہ اسم المسح وھو شعرۃ او ثلث شعرات عند الشافعی عملا باطلاق النص بحمد اللہ جس عنوان سے کہ ہم مسح کرتے ہیں وہ امام شافعی کے اجتہاد سے بھی ثابت ہوگیا سوائے ازایں شرح سفر السعادۃ میں یہ عبارت دیکھو۔ وبروایتے مقدار سہ انگشت بہ اعتبار آنکہ واجب الصاق بد اشت براس ونزد شافعی فرض ادنی آنچہ بر آں نام مسح تواں نہاد اگرچہ سہ چہار موئے بلکہ یکمو نیز باشد) امام احمد ابن حنبل تمام سر کا مسح فرض بتلاتے ہیں یہ بزرگ امام اعظم سے بھی تین بالش اونچے ہوگئے

وہ ایک چوتھائی کے مجوز تھے اُنھوں نے سارے سر کو فرق کر لیا مزید براں بخلاف قرآن
مرد و عورت میں تفرقہ ڈالا شرح مذکورہ بالا میں لکھا ہے ازنان لبعض حصہ سر و مردان را تمام
اور لطف دیکھئے امام ابوحنیفہ کے یہاں حکم تو چوتھائی سر کے مسح کرنے کا ہے۔ مگر عملی حالت یہ ہی
کہ سُنی صاحب تمام سر و گردن و کنپٹی وغیرہ کو گھیر لیتے ہیں حتیٰ کہ کان تک نہیں چھوڑتے اس سے
بالاتر سنئے کہ کسی زبان میں ڈاڑھی کو سر کا جزو نہیں کہا جاتا۔ مگر امام موصوف نے اُس کو
بھی مسح میں شامل کر لیا ہے شرح وقایہ میں لکھا ہے (ومسح ربع الراس واللحیہ) اگر
ابوحنیفہ صاحب کسی طبیب سے درباب تشخیص حد سر دریافت فرماتے تو وہ بتلا دیتا کہ جناب
گردن سے کھوپری تک گو کہ اجمالاً سر کہا جاتا ہے۔ مگر اسمیں کئی حصہ ہیں جو کہ جدا گانہ
ناموں سے بین العوام والخواص پکارے جاتے ہیں

چہارم مسح پا

شیعہ بحکم (وامسحو برؤسکم وارجلکم الی الکعبین) پیروں کا مسح کرتے ہیں اور اہل سنت خلاف
منشا و مفاد آیت انکو دھوتے ہیں۔

امام عینی شارح بخاری نے بہ مقام بحث وضو آنحضرت سے چند احادیث نقل کی ہیں جن
سے پیر کا مسح کرنا ثابت ہے سات اشخاص معتمد کا بیان نقل کیا ہے جو کہ مصدق مسح
ہیں اول رفاعہ بن رافع صحابی فرماتے ہیں کہ آنحضرت نے فرمایا کسی شخص کی نماز تمام
نہیں ہوئی جبتک کہ بالتمام وضو نہ کرے ترکیب یہ ہے کہ مُنہ اور ہاتھوں کا کہنیوں تک
دھونا اور مسح کرنا سر اور دونوں پیروں کا کعبین تک حسن ابو علی طوسی اور ابو علی
ترمذی نے بھی اسی طرح نقل کیا ہے اور حافظ ابن حبان اور حافظ ابن حزم نے اس حدیث
کو بلفظ صحیح معتبر کہا ہے دوم عبداللہ بن زید کے حوالہ سے ایک حدیث نقل ہوئی ہے جسکو ابن ابی شیبہ نے اپنی مسند
میں لکھا ہے۔ سوم خزیمہ نے بھی اسی طرح نقل کیا ہے۔ چہارم ابو مسلم نے کتاب
سنن میں لکھا ہے پنجم طبرانی نے جابر ابن عبداللہ انصاری سے نقل کیا ہے۔ ششم

ابن شاہین نے کتاب ناسخ و منسوخ میں یہ ہی لکھا ہے۔ ہفتم سنن ابن داؤد میں بحوالہ
ابن عباس اسی طرح درج ہے۔ جملہ احادیث کا اگر دیکھنا منظور ہو تو شرح موصوف میں
ملاحظہ فرمائیں۔ علاوہ بریں امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں کہ امام محمد باقر
علیہ السلام وضو میں پیر نہ دھوتے تھے۔ بلکہ مسح کیا کرتے تھے۔ تفسیر معالم التنزیل میں
لکھا ہے کہ عبداللہ ابن عباس و عبداللہ ابن مسعود و سلمان فارسی و ابوذر غفاری و عمار
یاسر و انس بن مالک و جملہ آئمہ اہلبیت مسح پا کرتے اور اسکا حکم دیتے تھے یہ اسی حیثیت شیعہ کا
مذہب اُن کے اقوال پر منعقد ہوا ہے امام فخر الدین امام محمد باقر علیہ السلام کو مجوز مسح پا لکھ کر
تحریر فرماتے ہیں کہ باقی فقہاء و مفسرین نے پیروں کا دھونا تجویز کیا ہے لیکن کل لوگوں نے
محض پیر کے دھونے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ مختلف طریقہ اختیار کئے ہیں۔ داؤد نے کہا ہے
کہ مسح کرنے اور دھونے میں جمع کرنا لازم ہے یعنی دونوں فعل کرنے چاہئیں اور حسن بصری
و محمد جریر طبری نے مابین مسح اور غسل تخییر تجویز کی ہے مراد یہ ہے کہ چاہو مسح کرو یا دھوؤ الو
تفسیر معالم التنزیل میں ایسا ہی لکھا ہے امام عینی شارح بخاری تحریر فرماتے ہیں کہ پاؤں کی متعلق
چار مذہب ہیں آئمہ اربعہ اہل سنت تو دھونیکا حکم دیتے ہیں اور شیعہ مسح پا کا۔ حسن بصری
و محمد جریر طبری اور ابو علی جبائی مخیر کرتے ہیں خواہ مسح کرو یا غسل اور ایک گروہ دونوں
افعال میں مجوز جمع ہوا ہے یعنی پیروں کو غسل بھی دو اور مسح بھی کرو ابن عباس کا شارح
موصوف نے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ قطعی طور پر مسح کے عامل اور حکم دینے والے تھے اور
دھونے کو منع فرماتے تھے۔ غسل پا کا مجوز اول حجاج ہے اُس نے ایک روز اثناء خطبہ
میں کہا کہ ایہا الناس تمام اعضائے انسانی میں پیر بوجہ سفلیت اقرب بہ نجاست ہے
لازم ہے کہ اسکو دھو دیا کرو یہ سنکر انس بن مالک نے کہا کہ حجاج جھوٹا ہے خدا نے
حکم دیا ہے کہ پیر اور سر کا مسح کرو عکرمہ خود بھی مسح کرتا تھا اور لوگوں کو بھی اُس کی ہدایت کرتا تھا
شعبی کا قول ہے کہ جبرئیل علیہ السلام مسح لے کر آئے تھے لوگوں نے دھونا تجویز کر لیا قتادہ

کہتے ہیں کہ آیۂ وضو میں دو عضو کا دھونا اور دو کا مسح وارد ہوا ہے - امام عینی کی شرح چھپی
ہوئی اطراف عالم میں موجود ہے جسکو ضرورت ہو دیکھ لے عبد العزیز اکبر آبادی نے اپنے رسالہ
اور حدائق الازہار شرح مشارق الانوار میں بھی حسب صراحت صدر لکھا ہے - امام نووی
شارح مسلم نے تمام اقوال متذکرہ کو نقل کرکے لکھا ہے کہ مسح اور غسل دونوں کے لئے معتمدین
صحابہ سے روایات وارد ہوئی ہیں اسی لئے بعض نے تخییر اور بعض نے جمع کو مرجح سمجھا ہے
ابن عربی فتوحات مکی میں لکھتے ہیں کہ آیۂ قرآن تو صاف طور پر مسح کا حکم دیتی ہے اور احادیث
دھونے کا لہذا میرا مذہب عنبری ہے کبھی مسح کرتا ہوں اور گاہے دھو لیتا ہوں - بعد ازاں مسح
اور دھونے کے متعلق وہ نحوی مباحث لکھے ہیں جن سے دھونا تجویز ہوا ہے مگر بالآخر یہ اعتبار
معنی ظاہری مسح کو ترجیح و تقویت دی ہے - مولف میں امید کرتا ہوں کہ منصفین اہل سنت
اپنے علماء کی زنگارنگ تقریروں اور مختلف عقیدوں کو دیکھ کر ضرور یقین فرمائیں گے کہ شیعہ
ترکیب وضو میں جو کہ مقدمہ نماز ہے ظاہر قرآن پر عمل کرنے سے بر سر راستی ہیں اور اُن کے علماء ایسے
حیران ہیں کہ بعض تخییری و بعض جمع و بعض دھونے و بعض مسح کے قائل ہوئے ہیں تعجب ہے
کہ ابن عباس جو کہ صنادید مفسرین رئیس اہل البیت شمار ہوئے ہیں اور جو بڑے معتمد مانے گئے
ہیں مع دیگر اشخاص مندرجہ بالا معتقد بہ مسح پا ہوں اور سنی صاحب اُن کے خلاف راہ اختیار
کرکے شیعوں کو راہ بجائے جادۂ ناراستی سمجھیں - رشید الدین خاں صاحب جو کہ صاحب تحفہ کے ارشد تلامذہ
ہیں ہیں لکھتے ہیں کہ آئمہ اہلبیت سرچشمہ علوم الٰہی ہیں اُن کی روایت جو ہمارے طریقہ میں ہے
وہ واجب التعلیم ہے آیۂ وضو کے متعلق علمائے اہل سنت کا بیان اوپر نقل ہوا ہے کہ امام محمد باقر
و دیگر آئمہ علیہم السلام مسح پا کا حکم دیتے تھے اسیواسطہ شیعہ کا شعار اسپر منعقد ہوا ہے مقام
تعجب ہے کہ باوصف ایسے صریح اقرار کے پھر اہلسنت کو متابعت اہل بیت سے انکار ہے دیقولون
بافواہہم ما لیس فی قلوبہم کے پوری مصداق ہیں اہل سنت کے عمل غسل کو آیۂ تیمم نے بالکل باطل کردیا
واضح ہو کہ تیمم اُسوقت جائز رکھا گیا ہے جبکہ پانی نہ ملے - جن اعضاء کو پانی سے دھونیکا حکم ہے

عدم میسر میں اُن کا خاک آلود کرنا بتایا گیا ہے آیہ تیمم میں صرف مُنہ اور ہاتھوں کا خاک سے ملاقی ہونا۔ تجویز ہوا ہے۔ اگر بقول بعض علمائے سنیہ پیر کا دھونا صحیح مان لیا جائے کیونکہ بوجہ قرب نجاست اُس کے ناپاک ہوجانیکا قوی ظنہ ہے تو اسیر بھی تیمم کرنے کا حکم دیا جاتا۔ یہ کہ پیر دھونے کے حکم میں تو داخل اور تیمم میں بالکل ندارد۔ حکم تیمم صرف بحالت ناچاری کیا گیا ہے پس جہاں جہاں پانی استعمال کیا جاتا ہے وہاں خاک سے کام لیا جائے تاکہ مٹی پانی کے قایم مقام ہو کر طاہر کردیوے اس آیت نے صاف بتادیا کہ مسح پا صحیح ہے اور دھونا غلط۔ کیونکہ جن اعضا کا وضو میں غسل تھا وہ عدم وستیابی پانی سے تہ خاک کئے گئے اور جو زیر مسح تھے وہ چھوڑ دئے گئے اسموقع پر ایک اور بات قابل نظر ہے۔ شیعہ کا مسئلہ کہ قبل از وضو اعضائے وضو پاک ہوں اگر اس کے خلاف ہوگا تو وہ وضو اور اُس کے بعد جو نماز پڑھی جائے گی باطل ہے شیعہ کا عمل یہ ہے کہ اگر پیر کی نجاست محتمل یا یقینی ہو تو پہلے اُسکو دھو ڈالتے ہیں پس ازاں وضو کرکے اُس پاکیزہ عضو کا بحکم آیۂ مسح کرتے ہیں۔ اگر نجس پیر پر مسح کرلیتے تو یہ اعتراض ضرور وارد ہوسکتا تھا کہ بوجہ قربت نجاست چونکہ پیر کے ناپاک ہوجانیکا احتمال قوی ہے۔ لہذا ناپاک عضو پر مسح کیا جاتا ہے۔ مگر چونکہ ہمارے ہادی و معلم ائمہ اہلبیت علیہ السلام ہیں بایں وجہ تمام نجاستوں سے پاک ہوکر داخل وضو ہوتے ہیں چنانچہ ہماری اس طرزِ عمل کی ایک سنی فاضل نے بھی تصویب کی ہے صاحب حد تحقیق فی مسرت سنی جو کہ حنفی المذہب ہیں لکھتے ہیں کہ مجکو شیعہ کا یہ فعل نہایت ہی پسند ہے کہ وہ عموماً وضو سے پہلے پیر دھو کر خشک کرلیتے ہیں اور پھر طاہر عضو پر مسح کرتے ہیں یہ بھی معلوم ہو کہ وضو صرف دفع حدث کے لئے کیا جاتا ہے اگر یہ عذر ہو تو تجدید وضو کی ضرورت نہیں اکثر آدمی ایسے دیکھے گئے ہیں کہ جنکو کوئی حدث از قسم بول و براز نہیں ہوا تو وہ اسی سابقہ وضو سے نماز پڑھتے ہیں اس میں سنی اور شیعہ کی تخصیص نہیں دونوں گروہ والے ایسا کرتے ہیں اہل سنت جب وضو کرنے بیٹھتے ہیں تو سوائے محدث ہونے کے جو کہ وضو کی علت غائی ہے وہ نفی نفعہ

پیروں کی طرف سے نجس بھی ہوتے ہیں مُنہ ہاتھ دھونے تک اُن کی نجاست مبدل بہ طہارت نہیں ہوتی سر کا مسح جب کر لیتے ہیں اسوقت ناپاک پیروں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں گویا فین حصہ وضو یعنی مُنہ دھونا ہاتھ دھونا سر کا مسح کرنا ایسی حالت میں پورا ہوتا ہے جبکہ ایک عضو دبیرا حکم نجاست میں ہے اہل سنت میری توزیع وتفریع سے کبیدہ خاطر نہ ہوں خود دیکھ لیں کہ اُن کا وضو کس شان کا ہے ایک اور بات عرض کرتا ہوں جس سے انشاء اللہ تیقین کامل ہو جائے گا کہ پیر کا مسح بھی صحیح ہے اور دھونا ناجائز وہ یہ کہ موسم سرما میں سنی صاحب چرمی موزہ پر مسح کر لیتے ہیں کبھی کبھی روز متواتر پیروں کو دھوتے نہیں میری سمجھ میں نہیں آتا کہ جب آیۂ وضو میں پیر پر مسح کی ممانعت تھی تو یہ مسح کس آیہ سے ماخوذ ہوا ہے شاید اپنی جلد پر ناجائز اور حیوانات کی کھال پر جائز سمجھا گیا ہو معلوم ہوا کہ کڑاکے کے جاڑے میں شاید اہلسنت کا مذہب برودت پذیر ہو جاتا ہو اور بخیال حفظان صحت یہ ترکیب نکالی گئی ہو وضو کے جملہ متعلقات بیان کر کے عرض کیا جاتا ہے کہ ہمارا طریقہ وضو ایسا ہے جسکو باوصف مخالفت حضرات اہلسنت کے علمار نے بھی تسلیم و تصدیق کیا ہے بقول حق وہ شے ہے کہ اثر اپنا دکھاتا ہے سچے واقعہ کو کتنا ہی چھپاؤ مگر ظاہر ہو ہی جاتا ہے امام احمد بن حنبل اپنی مُسند میں لکھتے ہیں کہ حضرت علی کے فضائل کو اکثر لوگوں نے بوجہ عداوت مٹایا اور اُن کے دوستوں نے بہ خوف مخالفین اظہار فضائل میں تامل کیا اور بعض نے اُن کے مراتب کا گھٹانا مدنظر کر کے تنقیص مناقب میں روایات تراشیں مگر باایں ہمہ انتظام جسقدر کہ فضائل علیؑ ہمکو پہنچے اُسکا حصہ ادنیٰ کسی دوسرے صحابی کے متعلق نہیں ہے اہل عقل کے نزدیک وہ ہی بات قابل تسلیم ہوا کرتی ہے جو کہ متفق علیہ ہو ہمارا طریق وضو جبکہ صحیح ہے تو لامحالہ نماز بھی بفضلہ صحیح ہوئی اور جو نماز کہ درجہ صحت پر پہنچ جائے گی اُس کے عامل کے جملہ عمل مقبول حضرت عزت ہونگے میں نے ابتدا میں صرف وضو کی حقیقت ظاہر کرنیکا وعدہ کیا تھا۔ مگر اسجگہ پہنچکر طبیعت نے حکم دیا کہ ارکان نماز کی بابت بھی کچھ عرض کر دیا جائے تاکہ لوگوں پر ظاہر ہو جائے کہ جس عنوان سے شیعہ نماز پڑھتی

ہیں وہ سینوں گے یہاں بھی ماثور و منقول ہے مگر یہ مخالفت آئمہ اُن ارکان سے ایک کو
بھی ادا نہیں کرتے جو کہ انہیں کی کتابوں میں لکھے ہوئے ہیں ہم جب وضو سے فارغ ہو کر
نماز کے لئے آمادہ ہوتے ہیں تو باواز بلند بسم اللہ کہ کر سورہ الحمد وغیرہ پڑھتے ہیں جملہ
رکعات میں ایسا ہی کرتے ہیں۔ مگر حضرات اہلسنت بسم اللہ شروع سورہ میں نہیں کہتے حالانکہ
امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ باواز بلند بسم اللہ کہنا حضرت علی کا طرز عمل تھا
مگر معاویہ نے اسکو ترک کیا دہنے ہاتھ میں انگوٹھی کو بھی معاویہ نے منع کیا جو سنی بسم اللہ
نہیں کہتے اور انگوٹھی بائیں ہاتھ میں پہنتے ہیں وہ اتباع معاویہ کرتے ہیں قرآن شریف کو
دیکھ لو ہر سورت کے شروع میں بسم اللہ بقلم جلی لکھی ہے اور جزو سورت اسکو سمجھا گیا ہے لیکن سنی
صاحبان نے بسم اللہ ہی غلط کر دی۔ شیعہ ہاتھ کھولکر نماز پڑھتے ہیں رکوع سے اول و آخر
و سجدہ میں جاتے اور سجدہ سے سر اُٹھاتے وقت رفع یدین کرتے ہیں اور کھڑے ہو کر ہاتھ
بلند کر کے دعاء قنوت پڑھتے ہیں سنی صاحب اُنمیں سے ایک فعل بھی عمل میں نہیں لاتے بعضیرا نہیں
کی معتبر کتابوں سے ثابت کئے دیتا ہے کہ جملہ افعال متذکرہ بالا اُن کی کتابوں میں موجود ہیں

اول ہاتھ کھول کر نماز پڑھنا۔

اس عنوان کے ثابت کرنے میں مجکو زیادہ چون و چرا کرنے کی ضرورت نہیں امام مالک اس کے
قایل تھے کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم دست کشادہ نماز پڑھتے تھے چنانچہ منجملہ چار
مصلوں کے کعبہ معظم میں اُن کے مصلے پر دست کشادہ نماز پڑھی جاتی ہے۔

دوم رفع یدین یعنی کانوں تک ہاتھ اُٹھانا

شرح سفر السعادۃ میں لکھا ہے کہ خلیفہ دوم اور اُن کے بیٹے عبداللہ و ابن عباس و زید
بن ثابت وغیرہ رفع یدین کرتے تھے شرح مذکور کے متن میں مجد الدین فیروز آبادی
لکھتے ہیں کہ مذہب شافعی و احمد این ست و مروی است از فعل عمر و ابن عمر و ابن عباس
و زید تا آخر دعائے قنوت مشکواۃ شریف کی فصل اول میں بحوالہ مسلم و بخاری لکھا ہے

عن عاصم الاحول قال سالت انس بن مالکؓ عن القنوت فی الصلوٰۃ کان قبل الرکوع او بعدہ قال قبلہ ان قنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ بعد الرکوع شہرا

خلاصہ یہ کہ آنحضرت ہمیشہ قبل رکوع قنوت پڑھتے تھے اور ایک مہینہ بعد رکوع پڑھا ہے کتاب کے باب الصلوٰۃ کی فصل دوم پہلی حدیث یہ ہے عن ابن عباس قال قنت رسول اللہ شہرا متتابعاً فی الظہر والعصر والمغرب والعشاء وصلوٰۃ الصبح الی حدیث یہ ہی باتیں سنی و شیعہ کی نماز میں مابہ الامتیاز ہیں ہاتھ بندھا اور سنی اور ہاتھ کھلا شیعہ رفع یدین کرتا و قنوت پڑھتا ہوا شیعہ کہلائیگا اور تارک ان کا سنی یہ اعمال تو متعلق بہ زندگی ہیں جن کو عمل میں لایا جاتا ہے پس مردن جو شیعہ کرتے ہیں وہ بھی سنیوں کی کتابوں میں بتصریح و تفصیل موجود ہیں شیعہ بعد شست و رفع دہنیت وغیرہا میت کو تین غسل دیتے ہیں آب سدر و آب کافور و آب خالص زاں بعد خلعت آخری سے آراستہ کرتے ہیں غسل و کفن و نماز سب باتوں میں اہل سنت اپنی کتابوں سے مخالفت کرتے ہیں اور شیعہ کا جو عمل ہے وہ سنیوں کی کتابوں میں بھی موجود ہے ترتیب وار سکو بیان کئے دیتا ہوں

اوّل غسل میت علی بن برہان الدین محدّث الشافعی انسان العیون میں بحوالہ صحاح لکھتے ہیں عن عائشۃ وغسل ثلاث غسلات واحدۃ بالماء و وجد قد بالماء والسدر وواحدۃ بالماء الکافور عائشہ فرماتی ہیں کہ آنحضرت کو تین غسل دئے گئے آب خالص و سدر و کافور سے۔ محدث موصوف لکھتے ہیں کہ ابن جوزی نے بھی اسی طرح نقل کیا ہے۔ فتح الباری شرح بخاری میں بہ مقام غسل میت لکھا ہے (واستحب ثلاثہ یعنی تین غسل مستحب ہیں مشکوٰۃ شریف کی فصل اول میں باب غسل میت پر بحوالہ بخاری و صحیح جو عبارت ہے اسکو اردو میں بیان کرتا ہوں (ام عطیہ کہتی ہیں کہ ہم آنحضرت کی بیٹی زینب کو نہلا رہے تھے کہ حضور تشریف لائے اور فرمایا کہ اسکو تین بار یا پانچ بار آب کافور و سدر و خالص پانی سے غسل دو **دوم کفن ہفت پارچہ** شیعہ سات پارچہ کا خلعت اپنی اموات کو دیتے ہیں

کتاب محوّلہ بالا میں لکھا ہے۔ دفی روایۃ کفن سبعۃ اثواب دیعنی آنحضرت کو سات پارچہ کا کفن دیا گیا تھا

سوم نماز میّت۔ شیعہ نماز جنازہ میں پانچ تکبیریں کہتے ہیں اور سُنّی صاحب حالانکہ اُنھیں کی کتابوں میں پانچ بلکہ اُس سے زیادہ تکبیریں مذکور ہیں شرح سفر السعادۃ کے صفحہ (۳۳۹) پر لکھا ہے (روایت کرد صحیح مسلم از زید بن ارقم کہ وے پنج تکبیر میگفت در فع می کرد این را بآنحضرت واز ابن مسعود روایت شدہ کہ وے نماز بگذارد بر جنازہ مردے از بنی اسد و پنج تکبیر گفت (اور پھر اسی کتاب میں صفحہ (۳۴۰) درج ہے درمبسوط حنفیہ مذکور است کہ ابو یوسف پنج تکبیر میگفت و آز احمد نیز روایتے ست دبکر بن عبد اللہ رائی رفتہ کہ کم از سہ نباید گفت و نہ زیادہ بر ہفت و امام محمدؒ در آثار از ابو حنیفہ از حماد از ابراہیمؒ نخعی می آرد کہ صحابہ تکبیرے گفتند بر جنازہ چہار و پنج و شش و درروایتے بیشتر ازاں در زمان پیغمبر خدا ہم چنیں می کردند و در ولایت ابو بکر ہمیں عمل بود چوں ولایت بعمر فاروق رسید ہم چنیں میکردند۔ پس گفت عمر کہ چہار تکبیر بخوانند مشکواۃ باب المشی بالجنازہ والصلوٰۃ میں ہے دعبد الرحمان کہتے ہیں کہ زید بن ارقم نے ایک جنازہ پر پانچ تکبیریں کہیں جب اُس سے پوچھا کہ ایسا کیوں کیا گیا عمر نے تو چار کا حکم دیا ہے کہا کہ میں نے سرور کونین کو اسیطرح عمل فرماتے ہوئے دیکھا ہے ایک شاعر نے مذا فیہ کہا ہے کہ ؎ نمازی اسقدر بہکے کہ ایک تکبیر کم کردی۔ جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفا در باب اولیات عمر لکھا ہے کہ اُنھوں نے جنازہ پر چار تکبیروں کا حکم دیا تاریخ ابو الفدا میں یہ ہی ہے مختصر محمدی گروہ پانچ تکبیریں کہتا ہے اور عمری چار شکر خدا کہ ہمارے جملہ اعمال متعلق بحیات و ممات ایسے ہیں جنکا لو دہ تو وہ ثبوت کتب اہل سنت میں موجود ہے ہمارا طرز و طریق مخالف کی تصدیق سے لایق اعتماد و وثوق ہے دالفضل ما شہدت بہ الاعداد حق وہ ہی ہے جس کی دشمن گواہی دی۔

(۱۰۲) حضرات اہل سنت کے امام مسلم جن کی تالیف صحیح مسلم ہے وہ تعداد سے زیادہ کھا کر جا ملحق ہوگئے۔

ترجمہ صحیح مسلم مطبوعہ مطبع احمدی لاہور کے صفحہ ۸ سطر ۱۳ پر لکھا ہے کہ ایک مجلس میں اُنسے حدیث پوچھی گئی گھر آن کر کتب خانہ کو تلاش کیا ایک ٹوکرا خرمہ کا وہاں رکھا ہوا تھا ایک ایک دانہ کھاتے رہے اور کتاب دیکھتے رہے تا اینکہ تمام ٹوکرا ختم ہوگیا آپ تلاش حدیث میں ایسے مستغرق تھے خبر نہوئی کہ میںنے کسقدر خرما کھایا غرضکہ یہی وجہ اُن کے مرگ کی ہوئی۔

لمولف۔ خیال ہوتا ہے کہ امام صاحب عالم محویت میں مع گٹھلیوں کے خرمہ کا ٹوکرا نوش فرما گئے

(۱۰۳) حضرت عائشہ کی طبیعت میں مادہ حسد نہایت بڑھا ہوا تھا۔

ترجمہ جلد ششم صحیح مسلم مطبوعہ صدیقی لاہور کے صفحہ (۲۴۸) سطر ۴ پر حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ ہالہ بنت خویلد (حضرت خدیجہ کی حقیقی بہن آنحضرت کی سالی) نے اجازت مانگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کی ایکو خدیجہ کا اجازت مانگنا یاد آیا آپ خوش ہوئے اور فرمایا واللہ ہالہ بیٹی خویلد کی ام المومنین عائشہ فرماتی ہیں۔ مجھے رشک ہوا میں نے کہا یاد کرتے ہیں۔ قریش کی بڑھیوں میں سے ایک بڑھیا کو سرخ مسوڑھوں والی وہ مرگئی اور اللہ تعالی نے اُس سے بہتر آپکو عورت دی

(۱۰۴) حضرت عائشہ کی تصویر فرشتوں نے آنحضرت کو خواب میں دکھلا کر شیفتہ روئے ام المومنین کیا۔ صفحہ مذکور (۲۶) پر لکھا ہے حضرت عائشہ کہتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ نے فرمایا اے عائشہ میں نے تجھے خواب میں دیکھا تین راتوں تک ایک فرشتہ تجکو ایک سفید حریر کے ٹکڑے میں لایا اور مجھ سے کہنے لگا یہ آپ کی عورت ہے۔ میںنے تیرا مُنہ کھولا تو نکلی میں نے کہا اگر یہ خواب خدا کی طرف سے ہے تو ویسا ہی ہوگا۔ اسی کے قریب قریب مشکوٰۃ شریف کتاب الفتن باب جامع المناقب کی فصل دوم میں لکھا ہے عن عائشۃ ان جبرئیل جاء بصورتھا فی خرقۃ حریر خضراء الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ھٰذہ زوجتک فی الدنیا والآخرۃ عائشہ فرماتی ہیں کہ سبز ریشمین کپڑے میں جبرئیل حضرت کے پاس میری تصویر

لائے اور فرمایا کہ یہ دنیا و آخرت میں آپ کی بیوی ہے ترمذی نے اسکو روایت کیا۔
(۱۰۵) حضرت عائشہ کا اسلام مستقل نہ تھا صبح کو مسلمان ہوتی تھیں تو دوپہر کو کچھ اور۔
ترجمہ مذکور کے صفحہ (۲۴۱۹) سطر اول پر لکھا ہے حضرت عائشہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ نے مجھ سے فرمایا میں جان لیتا ہوں جب تو مجھ سے خوش ہوتی ہے تو کہتی ہے نہیں
مجھکو قسم محمد کے رب کی اور جب ناراض ہوتی ہے تو کہتی ہے نہیں قسم ابراہیم کے رب کی میں نے
عرض کیا کہ بے شک قسم خدا کی یا رسول اللہ میں آپ کا نام لینا چھوڑ دیتی ہوں۔
(۱۰۶) حضرت عائشہ بڑی بھاری لڑاکا تھیں جب لڑنے پر آمادہ ہوتی تھیں تو دیگر ازواج
کا ناطقہ بند ہو جاتا تھا۔ صفحہ (۲۴۲۰) سطر ۱۹ جلد مذکور پر لکھا ہے کہ آنحضرت کی ازواج
میں ایک مرتبہ جنگ بازی ہوئی سب ہار گئیں عائشہ غالب رہیں رسول اللہ ہنسے اور فرمایا
یہ ابوبکر کی بیٹی ہے اس عبارت کے آگے مترجم صاحب خط وحدانی میں لکھتے ہیں (کسی ایسے
ویسے کی بیٹی نہیں جو تم سے دب جائے۔

(۱۰۷) حضرت عائشہ کو دیگر ازواج نبی سے ازحد تعصب تھا۔

صحیح مسلم کی جلد ششم کے ترجمہ میں صفحہ (۲۴۲۳) سطر ۱۵ پر لکھا ہے۔ ام المومنین عائشہ سے
روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ جب سفر کو جاتے تو قرعہ ڈالتے تھے عورتوں پر
ایک مرتبہ قرعہ مجھ پر اور ام المومنین حفصہ پر آیا ہم دونوں آپ کے ساتھ نکلیں جب رات کو سفر
کرتے تو حضرت عائشہ کے ساتھ چلتے اور اُن سے باتیں کرتے۔ حفصہ نے عائشہ سے کہا کہ
آج کی رات تم میرے اونٹ پر چڑھو اور میں تمہارے اونٹ پر چڑھتی ہوں تم دیکھو گی جو
نہیں دیکھتی تھیں اور میں دیکھوں گی جو نہیں دیکھتی تھی حضرت عائشہ نے کہا اچھا اور وہ
حفصہ کے اونٹ پر سوار ہوئیں اور حفصہ اُن کے اونٹ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم حضرت عائشہ کی طرف آئے دیکھا تو اسپر حفصہ ہیں آپ نے سلام کیا اور انہیں کے
ساتھ بیٹھ کر چلے یہاں تک کہ منزل پر اترے حضرت عائشہ نے آپ کو نہ پایا اُنکو غیرت

آئی جب اُتریں تو اپنے پاؤں گھانس میں ڈالتیں اور کہتیں یا اللہ مجھ پر مسلط کر ایک بچھو یا سانپ جو مجھکو ڈس لیوے۔ وہ تو تیرے رسول ہیں انکو کچھ نہیں کہہ سکتی۔

(۱۰۸) حضرت عائشہ ام المومنین خدیجۃ الکبرے سے ازبس رشک و عداوت رکھتی تھیں

ترجمہ صحیح مسلم جلد ششم مطبوعہ مطبع صدیقی لاہور کے صفحہ (۲۴۱۷) پر لکھا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ نے فرمایا کہ خدیجۃ الکبریٰ میرے نکاح ہونے سے تین برس قبل مرچکی تھیں میں نے انکو اپنی آنکھ سے نہ دیکھا تھا۔ مگر جس قدر رشک مجکو اُن سے تھا کسی بی بی سے نہ تھا وجہ اس رشک کی یہ تھی کہ نبی صاحب اُن کی اکثر تعریف کیا کرتے تھے وہ مداحی کرتے تھے اور میں سوختہ ہوتی تھی۔

(۱۰۹) رسول پاک مہاجر و انصار کی لڑکیوں سے کہا کرتے تھے کہ چلو میری نادان دلھن عائشہ کے ساتھ گڑیاں کھیل کر اُسکا دل بہلاؤ۔

ترجمہ صحیح مسلم جلد ششم مطبوعہ مطبع صدیقی لاہور کے صفحہ (۲۴۱۹) سطر ۱۰ پر تحریر ہے حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں رسولؐ کے پاس گڑیاں کھیلنے میں کہا کرتی تھی کاش میری ہمجولیاں ہوئیں اور اُن کے ساتھ میں گڑیاں کھیلتی رسول خدا محلہ کی لڑکیوں کو بُلا لاتے تاکہ وہ میرے ساتھ کھیلیں۔

(۱۱۰) روز غدیر کے برابر کوئی دن خوشی کا نہیں

ترجمہ صحیح مسلم کے صفحہ (۲۸۸۱) پر چند حدیثیں نقل ہوئی جن کا خلاصہ یہ ہے کہ نزول آیہ الیوم اکملت لکم دینکم جس میں دین نبوی کامل ہوا اُس کی برابر کوئی دن خوشی کا نہیں ہے چونکہ آیہ موصوف الصدر حجۃ الوداع میں بروز عید غدیر نازل ہوئی ہے اور اہل سنت اس روز سعید کو اچھا نہیں جانتے بلکہ نام تک لینا گوارا نہیں فرماتے لہٰذا وہ خود فیصلہ فرمالیویں کہ محمدی ہیں یا غیر محمدی۔

(۱۱۱) بقول دجال حضرت ابوبکر و عمر جھوٹے تھے۔

ہوا کی روک تھام پر قادر نہ تھے۔

(۱۱۷) رسول اللہ کے احکام کی حضرت عمر اصلاح کیا کرتے تھے۔

ترجمہ صحیح مسلم جلد اول مطبوعہ مطبع احمدی لاہور کے صفحہ (۱۹) سطر ۱۶ پر لکھا ہے ابو ہریرہ روایت ہے ہم بیٹھے تھے گرد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ہمارے ساتھ ابوبکر و عمر بھی تھے رسول اللہ نے فرمایا کہ میری جوتیاں نشانی کے واسطے لیجا اور کہدے لوگوں سے جو کوئی (لا الہ الا اللہ) صدق دل سے کہیگا وہ جنت میں جائے گا راستہ میں حضرت عمر ملے انھوں نے ایک ہاتھ میری چھاتی پر مارا کہ میں سرین کے بھل گر پڑا پھر کہا لوٹ جا پھر کہا لوٹ جا اے ابو ہریرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس میں لوٹا رسول اللہ کی طرف اور تیار تھا رونے پر میرے ساتھ عمر بھی پیچھے آن پہنچے رسول اللہ نے فرمایا کیا ہوا تجکو اے ابو ہریرہ میں نے کہا میں عمر سے ملا اور جو پیغام آپ نے مجھے دے کر بھیجا تھا پہنچایا انھوں نے میری چھاتیوں کے بیچ میں مارا ایسا کہ میں سرین کے بھل گر پڑا اور کہا کہ لوٹ جا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ نے حضرت عمر سے کہا تو نے ایسا کیوں کیا انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ قربان ہوں آپ پر ماں باپ میرے آپ نے بھیجا تھا ابو ہریرہ کو اپنی جوتیاں دے کر کہ جو شخص ملے اور وہ گواہی دے لا الہ الا اللہ کی دل سے یقین رکھکر تو خوشخبری اسکو جنت کی دے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ نے فرمایا ہاں حضرت عمر نے کہا تو ایسا نہ کیجئے صدقے ہوں آپ پر ماں باپ میرے کیونکہ میں ڈرتا ہوں لوگ اسی تکیہ کر بیٹھیں گے انکو عمل کرنے دیجئے رسول اللہ صلعم نے فرمایا اچھا انکو عمل کرنے دو اہل سنت اس حدیث شریف کے اطراف و جوانب پر نظر ڈالیں اول صدر کلام لکھا ہے کہ جس جلسہ میں ابو ہریرہ کو جوتیاں دی گئی تھیں وہاں ابوبکر و عمر بھی موجود تھے اگر حضرت عمر اسی موقعہ پر آنحضرت کو تبدیل حکم کی رائے دیتے تو بیچارے ابو ہریرہ کو ایسا صدمہ نہ پہنچتا جو کہ پہنچا دوم بقول مشہور (المامور معذور) ابو ہریرہ یہ تعمیل حکم نبوی اعلان کر رہے تھے اس غریب کو حضرت عمر نے کیوں مارا۔ سوم یہ کہ رسول مقبول کی عواقب امور پر

نظر نہ بھی حضرت عمر کے بھانے سے ختمی مرتبت کو خیال ہوا کہ لوگ اعمال سے دست بردار نہ ہو جائیں گے حقیقت میں حضرت عمر سرور کائنات کی اکثر اصلاح فرماتے رہتے تھے مولوی محمد قاسم نانوتوی نے رسالہ ہدیۃ الشیعہ میں لکھا ہے کہ چودہ موقع پر آنحضرت کی رائے رد ہو کر حسب صوابدید حضرت عمر نزول وحی ہوا۔ دیکھو نمبر ۵۵

(۱۱۸) حضرت عمر تیز شراب میں پانی ڈال کر نشہ ہلکا کر لیتے تھے تب نوش جان فرماتے تھے ابن حجر فتح الباری شرح بخاری کے صفحہ (۳۲۲) پر لکھتے ہیں عن عمر انہ کان فی سفر فاتی فنبیذ فشرب منہ فقطر ثم قال ان نبیذ الطائف لہ ثم دعاہ بماء فصبہ علیہ ثم شرب وسندہ قوی وھو اصح یعنی عمر صاحب کسی سفر میں تھے اُن کی خدمت میں نبیذ (از قسم شراب) حاضر کی گئی۔ خلافت مآب نکو پیکر کچھ ترشرو ہوئے مُنھ بنا کر فرمایا کہ طائف کی نبیذ تیز بھی ہوتی ہے بقیہ جو گلاس میں رہ گیا تھا اس میں پانی ملا کر تیزی کم کی اور پی گئے اس حدیث کی سند بہت قوی ہے اور سب سے زیادہ صحیح ہے سوائے ازیں ایک اور لطیفہ سُنئے مسند ابو حنیفہ کی عربی عبارت چھوڑ کر نفس مطلب اُردو میں بیان کرتا ہوں (ایک اعرابی کو عمر صاحب کے پاس پکڑ کر لائے جو کہ نشۂ شراب میں چور تھا حکم دیا کہ اسکو قید کرو جب ہوش میں آئے گا حد جاری کی جائے گی پھر آپ نے اُسکی جھوٹی شراب منگائی پانی ملا کر نشہ کم کیا خود بھی پی اور دیگر یاران جلسہ کو بھی پلائی پھر بطور نصیحت فرمایا کہ اگر شیطان غالب ہو کر شراب خواری پر مجبور کرے تو پانی ملا کر اسکا نشہ کم کر لیا کرو۔

لمولفہ سبحان اللہ نائب رسول مسند نبوی پر بیٹھ کر کس خوش اسلوبی سے شراب کی ہدایت (؟) فرما رہے ہیں ...... اوڑاتا ہے حضرت عمر کی شراب خواری کا حال حقیر نے رسالہ الہادی میں بہ تفصیل کتب اہل سنت سے دکھلایا ہے جو صاحب ملاحظہ فرمائیں گے اُن کو ایک کیفیت و سرور حاصل ہوگا مناسب موقع سمجھ کر ابو شحمہ حضرت دوم کے صاحبزادے کی کچھ حالت لکھتا ہوں وہ واقعہ عمر صاحب کی عادات پر بھی پوری روشنی ڈالے گا۔ شاہ ولی اللہ ازالۃ الخفا کے مقصد دوم

صفحہ (۱۷۵) پر ایک عربی عبارت لکھتے ہیں جسکی اردو یہ ہے ابوشحمہ ابن عمرؓ نے کہا کہ میں نے
زنا کیا ہے مجھ پر حد زنا جاری کرنی چاہیے چار مرتبہ اُن سے اقرار کرایا گیا ۔ جبکہ پورے
طور پر اقبالی مجرم ہو گئے ۔ تب حضرت عمرؓ نے حکم دیا کہ اُسکو حد شرعی لگاؤ ۔ ابوشحمہ نے کہا کہ مجھ پر وہ
حد لگا سکتا ہے جس نے ایام جہالت و حالت اسلام میں ارتکاب زنا ۔۔۔ کیا ہو یہ سنکر سب
خاموش ہو گئے حضرت عمرؓ یا اور کوئی حد لگانے میں جرات نہ کر سکا اسوقت حضرت امیرؑ
نے امام حسنؑ سے فرمایا کہ اسکا دہنا ہاتھ پکڑو امام حسینؑ سے فرمایا کہ تم بایاں ہاتھ تھامو حضرت نے اپنے
ہاتھ سے سولہ کوڑے مارے تا اینکہ بیہوش ہو گیا اسوقت آپ نے فرمایا کہ جب تو خدا
سے ملاقات کرے تو کہدینا کہ مجھ پر اُس نے حد لگائی ہے جو کہ کسی تعزیر شرعی کا مستحق
نہیں ہے ۔ اہل عقل اس جگہ سمجھ سے کام لیں گے تو اُنکو معلوم ہو جائے گا کہ اس مجمع سے
سوائے نفوس مقدسہ معصومین ایک کو بھی یارا نہوا کہ حسب شرائط مقرر کردہ ابوشحمہ اجرائے حد کر سکے

(۱۱۹) حسب روایت مندرجہ صحیح بخاری یزید اہل جنت سے ہے صحیح بخاری جلد اول مطبوعہ
دہلی کے صفحہ (۴۱۰) پر مرقوم ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اول جیش من امتی
یغزون مدینۃ قیصر مغفور لھم ۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میری امت کا جو پہلا لشکر قسطنطنیہ
پر فوج کشی کرے گا وہ مغفور ہے شیخ الاسلام ابن تیمیہ جو کہ فرقہ اہل حدیث کے پیشوا
ہیں اپنی کتاب منہاج السنہ مطبوعہ مصر کے جلد دوم میں صفحہ (۲۵۲) پر لکھتے ہیں (و
یقال ان یزید انما غزا القسطنطنیہ لاجل ہذا الحدیث) یعنی کہا جاتا ہے کہ یزید نے ملک
روم پر چڑھائی اسیوجہ سے کی تھی کہ بموجب حدیث بالا زمرۂ مغفورین میں داخل
ہو جائے ۔ امام عینی شارح بخاری اپنی شرح کی صفحہ (۶۴۹) پر لکھتے ہیں (قال المہلب
فی ہذہ الحدیث منقبۃ لمعاویۃ لانہ اول من غزا البحر ومنقبۃ لولدہ لانہ اول من
غزا مدینۃ قیصر یعنی مہلب نے کہا اس حدیث میں منقبت ہے معاویہ کی جس نے پہلے
دریا میں جنگ کی اور منقبت ہے اُسکے بیٹے یزید کی جس نے سب سے پہلے مدینہ قیصر میں

جنگ کی۔

(۱۲۰) یزید بعض سُنّیوں کے نزدیک امامِ عادل وہادیٔ اُمّت بلکہ اکابر صحابہ اور بعض کے نزدیک نبی تھا۔

ابن تیمیہ منہاج السنۃ میں لکھتے ہیں (واقوام یعتقدون انه کان اماما عادلا هادیا مهدیا وانه کان من الصحابة او اکابر الصحابة وانه کان من اولیاء الله تعالیٰ وربما اعتقد بعضهم انه کان من الانبیاء وانه کان من اولیاء الله ویقولون من وقف منی یزید وقفه الله علی نار جهنم ویردون عن الشیخ حسن بن عدی انه کان کذا وکذا اولیاء وقفوا علی النار لقولهم منی یزید) بہت سی قومیں معتقد ہیں اُس کے امام عادل ہادی مہدی ہونے کے اور یہ کہ وہ صحابہ سے ہے بلکہ اکابر صحابہ سے اور یہ کہ وہ اولیاء اللہ تعالیٰ سے تھا اور بعض نے تو یہ اعتقاد کیا کہ وہ انبیاء سے تھا اور شیخ بن حسن عدی سے روایت کرتے ہیں کہ اتنے اولیاء کو جہنم پر توقف کیا گیا بوجہ اون کے قول کے دربارہ یزید۔ حضرات اہل سنت توجہ فرمائیں کہ انہیں کے بھائی بند ایسے بھی گذرے ہیں جنہوں نے یزید کو امام عادل وہادی واولیاء کرام بلکہ نبی سمجھا ہے۔ اسلام میں مشہور مذہب دو ہیں ایک شیعہ دویم سُنّی۔ شیعہ تو اُس کو کبھی ان صفات سے موصوف نہیں سمجھ سکتے رہے اہلسنت وہ اپنے شاہزادہ کو سبھی کچھ جانتے ہیں۔ چنانچہ حسب صراحت نمبر صدر امام بخاری نے اُس کی مغفرت کے لئے حدیث ہی درج صحیح بخاری کردی۔

(۱۲۱) امام بخاری حضرت امیرؑ کے ذکر کو ابتر کر کے کاٹ تراش کر لکھتے ہیں۔ پورے واقعات بیان نہیں فرماتے۔

علاّمہ وحید ذوالنبنین اپنی کتاب شرح اسمار السُنّی میں لکھتے ہیں کہ بخاری کی عادت ہے کہ وہ قطع کردیتے ہیں یا نکال ڈالتے ہیں ذکر علیؑ کو اور یہ اون میں ایسی بُری عادت تھی کہ جس کا اُن پر اعتراض کیا گیا ہے حقیر کہتا ہے تعجب ہے حضرت بخاری پر یزید کے مغفور ہونے کی

حدیث حوالہ قلم فرمائیں اور واقعہ غدیر کو جو کہ متواتر ہے زبانِ قلم پر نہ لائیں۔ اس سے زیادہ اور کیا ثبوت ان کے صاحب ایمان ہونیکا ہو سکتا ہے۔

(۱۲۲) مذہب شیعہ کے صحیح ہونے کا ثبوت زبانِ فیض ترجمان آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے۔ ترجمہ صحیح مسلم جلد ششم مطبوعہ مطبع صدیقی لاہور کے صـ۵۰۳ سطر ۱۸ پر باب فضل فارس یعنی ایران کی فضیلت کا ذکر ہے اُس موقعہ پر یہ عبارت لکھی ہے (ابوہریرہ سے روایت ہے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ بیٹھے تھے۔ اتنے میں سورہ جمعہ اوتری جب آپنے یہ آیت پڑھی) وآخرین منہم لما یلحقوا بہم) یعنی پاک ہے وہ خدا جس نے پیغمبر بھیجا عرب کیطرف اور اُنکی طرف جو ابھی عرب نہیں ملے۔ ایک شخص نے پوچھا یہ لوگ کون ہیں جو عرب کے سوا ہیں یا رسول اللہ آپنے اُس کچھ جواب نہ دیا۔ یہانتک کہ اُن سے ایکبار یا دو بار یا اس سے زیادہ پوچھا اوس وقت ہم لوگوں میں سلمان فارسی بھی بیٹھے تھے آپنے اپنا ہاتھ اون پر رکھا اور فرمایا اگر ایمان ثریا پر ہوتا تو بھی اونکی قوم کے کچھ لوگ اون تک پہنچ جاتے) چونکہ اہل ایران قدیم الایام سے شیعہ ہیں لہذا حضرات اہلسنت فیصلہ فرمالیویں کہ حدیث نبوی کیا خبر دیتی ہے۔

(۱۲۳) ترجمہ صحیح مسلم جلد ششم کے صـ۲۳۶۵ سطر اول پر بروایت ابوہریرہ لکھا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا بنی اسرائیل ننگے نہایا کرتے تھے اور چند آدمی مجتمع ہو کر ایک جگہ نہاتے تھے اور ایک دوسرے کی شرمگاہ دیکھا کرتے تھے۔ لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام اُنکے اس فعل میں شریک نہ تھے۔ لوگوں نے خیال کیا کہ موسیٰؑ ہمارے ساتھ اس واسطے نہیں نہاتے کہ انکو عارضہ فتق ہے ایک دن وہ نہانے کیلئے آمادہ ہوئے کپڑے اُتار کر پتھر پر رکھے وہ پتھر کپڑے لیکر بھاگا موسیٰؑ پیچھے ننگے ہوئے جب بنی اسرائیل نے اونکو برہنہ دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ تو بھلے چنگے ہیں غرضکہ پتھر ایک جگہ رُک گیا حضرت موسیٰؑ نے اوس پر تازیانہ لگائے ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم حضرت موسیٰؑ کی مار کے چھ یا سات نشان اُس پتھر پر موجود ہیں سوائے ازیں ایک اور حدیث حسب مضمون بالا صفحہ مذکور پر لکھی ہے۔

(۱۲۴) کتاب مذکور کے صـ۲۳۶۶ سطر اول پر لکھا ہے کہ جب حضرت ملک الموت جناب موسیٰؑ کی روح

قبض کرنے کے لئے آئے تو حضرت نے اس زور سے ایک طمانچہ مارا کہ ملک الموت کانے ہو گئے۔

ناظرین اِن احادیث شریفہ کی معقولیت پہ گہری نظر فرمائیں۔

(۱۲۵) کتاب دراسات اللبیب مصنفہ مولوی معین مطبوعہ لاہور کے صد ۱۳ پر درج ہے۔
ابوبکر سیدہ کے ارث نہ دینے میں بر سرِ خطا ہیں۔ کتاب اعتصام السنہ مطبوعہ کانپور مصنفہ مولوی
عبداللہ معروف جہاؤ ساکن مئو علاقہ الہ آباد کے صد ۶۹ پر مذکور ہے کہ ابوبکر جناب سیدہؑ
سے۔ اور عمر حضرت علیؑ سے کینہ رکھتے تھے۔ لمولف واہ سبحان اللہ کیا مسلمان تھے کہ نبیؐ
کی بیٹی کو ارث پدری سے محروم کیا۔ اور پھر اون سے راہِ عداوت اختیار کی۔ حضراتِ اہلسنت
کی خدمت میں بصد ادب التماس ہے کہ خبرہائے متذکرہ کی جو حقیر نے توضیح و تفصیل کی ہے
اوس کی اپنی کتابوں سے جانچ فرمائیں۔ بصورتِ مطابقت مذہب شیعہ اختیار فرمائیں۔ چونکہ
مولوی عبدالکریم صاحب نے رسالہ (تقیہ کی کرامات) میں اعلان فرمایا تھا۔ کہ شیعہ لکھنؤ میں
آکر مجھ سے زبانی مناظرہ کریں بذریعہ کھلی چٹھی مندرجہ اوراق اول اُون سے عرض کیا گیا۔
کہ بندہ زبانی مناظرہ کے لئے موجود ہے اتنی باتیں ہم کتب اہلسنت سے برآمد کر کے زبانی
جواب طلب کرینگے مگر افسوس ہے چٹھی مذکور کے متعلق وہ کچھ جواب نہ دے سکے۔ آیندہ جو
اہلسنت شیعہ سے زبانی مناظرہ کی درخواست کرینگے۔ اون کے سامنے رسالہ ہذا رکھدیا جائیگا۔
کہ اِس کو زبانی باطل فرمادیویں والسلام من اتبع الھدےٰ۔

حقیر سجاد حسین ابن سید محمد حسین مرحوم و مغفور متوطن سادات واقعہ سادات باہرہ
ضلع مظفر نگر۔

بالخیر تمت

مختصر فہرست کتب موجودہ مطبع یوسفی واقع کشمیری دروازہ شہر دہلی

انتقام } حجر ابن عدی جناب امیر المومنین کا ایک برگزیدہ صحابی تھا معاویہ نے اُسے قتل کر دیا
اس بے رحمانہ قتل سے اس کے خاندان والوں پر ایک سخت مصیبت ٹوٹ پڑی -
وہ سب کے سب انتقام پر تیار ہو گئے - حجر بن عدی کی دختر سلمیٰ نے اس جوش میں سب سے بڑھ چڑھ کر حصہ
لیا اور آخر کار خواہش انتقام کی بھڑکتی ہوئی آگ کے شعلے یزید پلید پسر معاویہ کے خرمن ہستی کو خاک
سیاہ کر گئے یہ مضمون ایک فارسی تاریخ سے لیکر نہایت سلیقہ کے ساتھ زمانہ موجودہ گردش پر قلمبند کیا گیا
ہے کربلا کے حالات بھی کچھ تذکرۃً آ گئے ہیں حسن و عشق کی چاشنی ہے مگر فرضی نہیں - قیمت فی جلد ۵ر

سوانح عمری امیر مختار } ازانجا کہ عرصہ دراز سے حضرات مومنین باتمکین کو احیار آ
امیر مختار نامدار کی از حد ضرورت تھی اور شایقین مطالع
وبیرنے اسقدر کثرت سے خط و کتابت دربارہ طلب حالات مذکورہ فرمائی کہ آخر کتب فارسیہ مط
متعلقہ امیر مختار کو انتخاب کر کے اس کا ایک ذخیرہ بہم پہنچایا گیا اور سید صغیر حسن نے بزبان اردو ترجم
قیمت کاغذ سرخی رامپوری عہ ر علاوہ محصولڈاک ہے بعض خریدار صرف اصل قیمت کتاب پر جو م
واپس کر دیتے ہیں یہ کم فہمی ہے - **اخبار ماتم** } یہ کتاب مستطاب ایک فاضل جلیل کی
ایکہزار ایک سو اٹھائیس صفحہ کی دو صفحہ کلان تقطیع ۲۲×۲۹ ولایتی سفید کاغذ پر نہایت
سے چھپی ہوئی ہے حیات مصنف میں فی جلد بارہ اور چودہ روپیہ تک ہدیہ ہوئی تقریباً آٹھ سو
سامنے فروخت ہو چکی تھیں - اب رعایتی قیمت صہ ہے

دلیل المتحیرین عن رد خلافت شیخین } یہ چودھویں صدی کی بیش بہا تصنیف جس کا ایک
ایک لفظ جواہرات میں تولنے کے قابل ہے سر آمد متکلمین ہند جناب مولوی میر سجاد حسین صاحب مد ظلہ
خداداد طبیعت اور زور قلم کا نتیجہ ہے سید صاحب موصوف کی تالیفات مقبول عام مثل تصویر غالب و مغلوب
پاکیزہ خیال رسالہ سجادیہ سکت المخالف آئینہ حق نما جن مومنین باتمکین کی نظر اقدس سے گذر چکی ہیں وہ اس
کتاب کی خوبی کا اندازہ کر سکتے ہیں - قیمت فی جلد **ایک روپیہ** -